سرخ چین کا رہنما

از

اسرار احمد آزاد

ناشر

پروگریسو پرنٹرز اینڈ پبلشرز

نیا کتاب گھر اردو بازار جامع مسجد دہلی

گذارش

"سرخ ادب" کے سلسلہ کی یہ پہلی کتاب "سرخ چین کا رہنما" نیا کتاب گھر اردو بازار دہلی کے لئے پروگریسیو پرنٹرز اینڈ پبلشرز دہلی شاہدرہ نے شائع کی ہے۔ لیکن جیسا کہ زیر عنوان "فنا خود" آزاد صاحب نے لکھا ہے اس کتاب کی کاپیاں دو سال پہلے لکھی جا چکی تھیں۔ اور اسی لئے کتاب میں طباعت کے وہ محاسن پیدا نہیں ہو سکے جو ناشرین کی خصوصیت ہے۔ بہرحال ظرف کی دلکشی اور خوبصورتی کی ضرورت کو تسلیم کرتے ہوئے بھی اس امر سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اصحاب ذوق و نظر ظرف ہی کے حسن و کشش کو قابل توجہ نہیں سمجھتے بلکہ اس چیز کی قدر کو مقدم تصور کرتے ہیں جو اس میں ہے اور اسی نظریہ کے ماتحت یہ کتاب پیش کی جا رہی ہے۔ اس کتاب کی طباعت جید پریس دہلی میں ہوئی ہے اور محض سرورق جناح پریس دہلی میں طبع ہوا۔

نیا کتاب گھر دہلی — عبدالحق فاروقی

اضـ

اس کتاب کا مسودہ جون ۱۹۴۲ء میں مکمل ہو چکا تھا۔ اور جنوری ۱۹۴۳ء میں اس مسودہ کی کتابت بھی ختم ہو گئی تھی لیکن کاغذ دستیاب نہ ہونے کے باعث کم و بیش ڈیڑھ سال تک کتاب کی طباعت و اشاعت ملتوی رہی۔ اس طرح یہ کتاب مسودہ کی تکمیل سے پورے دو سال بعد شائع ہو رہی ہے۔

جیسا کہ کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوگا۔ اس کتاب کا موضوع اگرچہ "ماؤ زی تنگ" ہے لیکن چین کی کمیونسٹ پارٹی کے رہنما کی حیثیت سے عہد حاضر کے چین اس کے سیاسی مد و جزر، تغیرات اور موجودہ دفاعی جنگ کے ساتھ ماؤ کی ذات کچھ اس طرح مربوط و وابستہ ہو گئی ہے کہ ان دونوں کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے علاوہ ماؤ نے موجودہ جنگ اور اس کے انجام کے متعلق جن خیالات کا اظہار کیا ہے۔ گذشتہ دو سال کے حالات ان کی تردید کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور اس طرح ایک ناواقف حالات شخص کی نظر میں ماؤ زی تنگ کی وہ حیثیت باقی نہیں رہتی جس کا وہ مستحق ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اب جبکہ یہ کتاب شائع ہو رہی ہے اس میں ان واقعات کا خلاصہ بھی شامل کر دیا جائے جو گذشتہ چند سال کے دوران میں پیش آتے رہے ہیں۔ تاکہ قارئین چین کے کمیونسٹ رہنما کی حیثیت سے ان واقعات کے ساتھ ماؤ کے تعلق اور اس کی رائے کی صحت کا اچھی طرح اندازہ لگا سکیں۔

گذشتہ دو سال کے عرصہ میں چین کے خلاف جاپان کو جو کامیابیاں حاصل ہوتی رہی ہیں۔ ان سے چین کی کامل شکست کا اندیشہ پیدا ہو گیا تھا لیکن حالات کے اس تغیر سے ماؤ زی تنگ کی رائے کی

مت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

کومن ٹانگ کے اجلاس منعقدہ فروری ۱۹۳۷ء میں جاپان کے خلاف متحدہ محاذ قائم کرنے کے لئے جو فیصلہ کیا گیا تھا کومن ٹانگ کے بیشتر رہنماؤں نے اس پر پابند رہنے کو ضروری نہیں سمجھا اور اس طرح اہم بنیادی شرط کو نظرانداز کر دیا جو جاپان کے خلاف قومی اتحاد قائم کرنے کے لئے ضروری تھی۔ نہ صرف اسی قدر بلکہ کومن ٹانگ کی مرکزی مجلس انتظامیہ کے بیس اراکین جن میں حکومت کا سابق وزیر اعظم اور چیانگ کائی شیک کے بعد کومن ٹانگ میں سب سے زیادہ بااثر شخص "وانگ چنگ وی" بھی شامل ہے نیز فوج کے اٹھاون جنرل دشمن سے جا ملے اور آج وانگ چنگ وی ہی کی قیادت و صدارت میں بمقام نانکنگ جاپان کی آلہ کار چینی حکومت قائم ہے۔

جمہوریت کے دشمن چین کے قومی اتحاد کو تباہ اور مخالف جاپان محاذ کو کمزور کرنے کے لئے جو سازشیں کرتے رہے ہیں ان کی بدولت کومن ٹانگ کے فاشی اور برسراقتدار اراکین و عمال نے ایک مرتبہ پھر چین کو خانہ جنگی کی مصیبت و معصیت میں مبتلا کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا اور ۱۹۴۳ء میں جبکہ چین کو پہلے سے کہیں زیادہ متحد ہو کر دشمن کے خلاف جارحانہ اقدام کی ضرورت تھی۔ انہوں نے چین کے سُرخ علاقہ پر زبردست ترین حملہ کرنے کی تمام تیاریاں مکمل کر لی تھیں لیکن بعض قومی اور بین الاقوامی اثرات و حالات نے انہیں ان کے اس ناپاک ارادہ کی تکمیل سے باز رکھا اور آج پھر کومن ٹانگ کی حکومت چین کی کمیونسٹ پارٹی سے مفاہمت کی گفتگو کر رہی ہے۔

چین کو جاپان کا غلام بنا دینے کی مذکورہ بالا سازشیں کیوں کی جا رہی ہیں؟ اس کا جواب ین نان کے اخبار "لبریشن ڈیلی" کے ایک مقالہ کے مندرجہ ذیل اقتباس سے ملتا ہے:۔

"انہیں (مخالف جمہوریت عناصر) کو اس بات کا اندیشہ ہے کہ آزاد دنیا کے لامحدود سمندر میں ان کی جاگیردارانہ، فاشی اور غیرملکی سرمایہ دارانہ ڈکٹیٹرشپ کی حیثیت ایک چھوٹے سے جزیرے سے زیادہ نہ رہ سکے گی اور جمہوریت پسند دنیا میں" انکی "ایک جماعت ایک اصول اور ایک رہنما" کے فاشی نظریہ کی کوئی وقعت باقی نہ رہے گی۔"

ان حالات سے ماؤ کا کیا تعلق ہے؟ اس سوال کا جواب حاصل کرنے کے لئے ہمیں کامریڈ چوائن لائی کی اس تقریر کے مندرجہ ذیل جملوں کا مطالعہ کرنا چاہیئے جو انہوں نے یکم اگست ۱۹۴۳ء کو بمقام ین نان کی تھی۔ کامریڈ چوائن لائی نے دشمنانِ جمہوریت کے طرزعمل، کمیونسٹ پارٹی کے فیصلوں اور ان کی کامیابیوں کا ذکر کرنے کے بعد کہا:۔

"ہمیں یہ کامیابیاں کیوں حاصل ہوئیں؟ عوام کی قوت پر بھروسہ کرنے اور کامریڈ ماؤسی تنگ کی قیادت میں کمیونسٹ پارٹی کے اتحاد کی بدولت! گذشتہ تین سال کے عرصہ میں جسے نازک ترین زمانہ کہنا چاہیئے، فیصلہ کن اور اہم ترین مواقع پر بھی ہماری پارٹی نے غلط راستہ اختیار نہیں کیا۔ اور ہمارا یہ طرزعمل کامریڈ ماؤ کی دوراندیشی کا نتیجہ تھا۔ آج حالات جس قدر واضح ہیں گذشتہ تین سال میں کبھی اس قدر واضح نہیں ہو سکے تھے اور اس وقت جو لوگ کامریڈ ماؤ سے اختلاف رائے رکھتے تھے۔ آج ان کی رائے کی غلطی ثابت ہو چکی ہے۔"

کامریڈ ماؤ کا راستہ چین کی کمیونسٹ پارٹی کا راستہ ہے اور اس کے خیالات

چین کے کمیونسٹوں کے خیالات، ساتھیو! کیا ہمیں ایسی پارٹی اور ایسے رہنما پر فخر نہیں کرنا چاہیئے؟"

اگرچہ چین کے فاشیت پسند دوست نما دشمنوں نے چین کو تباہ کرنے اور باشندگان چین کو جاپان کا غلام بنا دینے کی جدوجہد میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ لیکن ماؤ سی تنگ کی دوراندیشی اور معاملہ فہمی نے ایسی تمام کوششوں کو ناکام بنا دیا اور آج حالات گذشتہ کے مقابلہ میں زیادہ بہتر ہو چکے ہیں۔

ہمیں یقین ہے کہ کامریڈ ماؤ کی رہنمائی میں چین کے کمیونسٹ برابر فاشی جاپان کا مقابلہ کرتے رہیں گے اور جنگ کے ختم ہو جانے کے بعد چین دنیا کا ایک طاقتور، ترقی پسند اور آزاد ملک بن سکے گا۔

اسرار احمد آزاد

دہلی۔ یکم اگست ۱۹۴۴ء

فہرست

پہلا باب
خاندان، پیدائش اور بچپن

دوسرا باب
سیاسی زندگی کا آغاز

تیسرا باب
انقلابی سرگرمیوں کی ابتدا

چوتھا باب

کمیونسٹ پارٹی کا قیام ـ کسانوں اور مزدوروں کی تنظیم

پانچواں باب

سُرخ فوج اور سوویٹ گورنمنٹ

چھٹا باب

سُرخ فوج کی کامیابیاں

ساتواں باب

کومن ٹانگ اور سوویٹ گورنمنٹ کی لڑائیاں

آٹھواں باب

"ریڈ آرمیز لانگ مارچ"

نواں باب

چیانگ کائی شیک کی گرفتاری

دسواں باب

ماؤ کے ذاتی حالات

تعارف

جس طرح چین پر جاپان نے غاصبانہ حملہ کیا۔ اور جس لگن سے چین کے امن پسند اور صلح جو فرزندوں نے بے شمار مشکلات اور حوصلہ شکن موانع کے باوجود جاپان کا مقابلہ کیا اور وطن کی مدافعت اور قومی آزادی کے سلسلے میں جس حیرت انگیز عزم و استقلال، ایثار اور سرفروشی کا ثبوت دیا اُس نے اقوامِ عالم کی نگاہوں کو مجبور کر دیا ہے کہ وہ چینیوں کو خاص توجہ سے دیکھیں۔ آج جب کہ جاپان کی بے پناہ فوجی قوت چین کو ہر چہار اطراف سے محصور کر کے اُسے فسطائیت نواز شہنشاہیت کے قدموں پر جھکا دینے کے لئے ہر ممکن جدوجہد عمل میں لا رہی ہے اس مظلوم ملک اور اُس کے غیرتمند باشندوں کے ساتھ اہلِ عالم کی دلچسپی میں اور بھی اضافہ ہو گیا ہے۔

ہندوستان اور چین اگرچہ براعظم ایشیا کے دو قدیم ترین اور ممتاز ہمسایہ ممالک ہیں مگر چند در چند قدرتی دشواریوں اور سیاسی مصلحتوں کی بنا پر ہر دو ممالک کے باشندے کسی عہد میں بھی ایک دوسرے کے حالات و خیالات سے پوری طرح واقف نہیں ہو سکے لیکن آج چین کی سرزمین پر وہ خونریز اور جرأت آزما جنگ برپا ہے جسے چین ہی کی بقا کے حریت کی جنگ نہیں بلکہ براعظم ایشیا کو محکومیت کی ذلت

سے محفوظ رکھنے کی ایک سرفروشانہ جد و جہد سے تعبیر کیا جائے تو بیجا نہ ہوگا، ہندوستان کے
باشندے چین اور اُس کے فرزندوں کے حالات و خیالات نیز ان اسباب و علل کو معلوم
کرنے کے خواہشمند نظر آتے ہیں جن کی بدولت، ایک ایسی قوم جو صدیوں تک ملکی
شہنشاہیت اور غیر ملکی سرمایہ داری کی شکار رہنی ہے کے باعث عضوِ معطّل بن چکی
تھی آج اپنے سے کہیں برتر اور قوی تر دشمن، جاپان کے توسیع سلطنت کے راہ
میں کوہ گراں کی طرح حائل ہے اور مسلسل پیش آنے والے ہمت شکن اور حوصلہ فرسا
حالات و واقعات بھی اس کے پائے ثبات و استقلال کو متزلزل نہیں کر سکے۔

مشہور انگریز صاحب قلم مسٹر برٹرنڈ رسل اپنی کتاب "دی پرابلم آف چائنا"
(چین کا مسئلہ) The Problem of China. کے آغاز میں لکھتے ہیں:-

"........ بہرحال یہ حقیقت ہے کہ آئندہ دو صدیوں تک چین میں جو کچھ
بھی پیش آئے گا دنیا اس کی بھلائی یا برائی سے نہ صرف متاثر ہی ہوگی بلکہ وہ حالات و
واقعات دنیا کے مستقبل کے لئے فیصلہ کن عنصر بھی ثابت ہونگے ......"

اس حقیقت آموز رائے کے پیش نظر چین کی بیداری اور اس بیداری سے متعلق حالات
و واقعات کی تفصیل اگرچہ طویل فرصت اور مساعدت حالات کی محتاج ہے لیکن میرا خیال
ہے کہ کسی ملک کے رہنماؤں کا کردار نہ صرف اس ملک کے باشندوں کی ذہنیت، خیالات و
معتقدات اور عزائم و مقاصد ہی کا آئینہ دار ہوتا ہے بلکہ ہم ان کے حالات سے قوموں کی
حیات و ممات اور ترقی و تنزل کے اسباب و علل بھی دریافت کر سکتے ہیں اسی نظریہ کے ماتحت

چین کی نشاۃ ثانیہ کا پس منظر واضح کرنے کے لئے میں ان اوراق میں چین کے ایک ایسے رہنما کے حالاتِ زندگی پیش کرتا ہوں جن کے نام سے بھی ہندوستان کے بہت کم لوگ آشنا ہوں گے۔

مارشل چیانگ کائی شک کو متحدہ چین کا قائدِ اعظم تسلیم کیا جاتا ہے اور اس میں شبہ کی گنجائش بھی نہیں کہ موصوف نے چین کو متحد کرنے اور اسے جاپان کے غاصبانہ تسلط سے محفوظ رکھنے کے لئے قابلِ ستائش استقلال، دور اندیشی اور تدبّر کا ثبوت دیا ہے لیکن مارشل چیانگ کائی شیک کے تمام قوم پرورانہ جذبات اور قائدانہ محاسن کے اعتراف کے باوجود عصرِ حاضر کا حقیقت نگار مورخ چین کے ان بے شمار سرفروش، ایثار پیشہ اور مخلص فرزندوں کو نظر انداز نہیں کر سکتا جن کی مسلسل اور بے لوث سعی و جہد نے صرف فرزندانِ چین ہی کو ان کے خوابِ مرگ سے بیدار کر دیا بلکہ ان کی قربانیوں اور مساعی سے متاثر ہو کر مارشل موصوف بھی مدافعتِ وطن کی اس راہ پہ چلنے کے لئے مجبور ہو گئے جس پہ وہ آج گامزن ہیں

چین کے ان حریت خواہ فرزندوں کی فہرست میں چین کے کمیونسٹ (اشتراکی) رہنما اور چین کی سنٹرل سوویٹ گورنمنٹ (مرکزی اشتراکی حکومت) کے صدر ماؤ سی تنگ کا نام جلی حروف میں لکھا ہوا نظر آتا ہے اور یہ اوراق چین کے اسی بے نفس، پرجوش اور فعّال فرزند کے حالات پہ مشتمل ہیں۔

چین کے عام حالات سے قطع نظر اشتراکی چین اور اس کے رہنماؤں کے

حالات خاص طور پر عرصہ دراز تک تاریکی کے دبیز پردہ میں مستور رہے ہیں اس لئے اشتراکی چین کے کسی رہنما کے صحیح حالاتِ زندگی سے واقفیت حاصل کرنا اگرچہ ناممکن تھا لیکن ہمیں امریکی اخبار نویس مسٹر ایڈگر اسنو کا ممنون ہونا چاہئے جن کی مسلسل کوششوں نے دنیا کو نہ صرف ماؤسی تنگ کی جاذبِ توجہ شخصیت اور قابلِ تقلید حالاتِ زندگی ہی سے متعارف و آگاہ کیا بلکہ چین کی موجودہ سیاسی بیداری کے متعلق ایک مستند یادداشت بھی مرتب کردی جسے مشرق ہی میں نہیں بلکہ شاید مغربی ممالک میں بھی اس موضوع پر بہترین کتاب تسلیم کیا جاتا ہے۔

ماؤسی۔تنگ کے حالاتِ زندگی کو مدوّن کرتے ہوئے میں نے اگرچہ انگریزی کے متعدد رسالوں، اخباروں اور کتابوں کو پیشِ نظر رکھا ہے لیکن ان اوراق کا حقیقی ماخذ مسٹر ایڈگر اسنو کی مذکورہ بالا کتاب یعنی ریڈ اسٹار اوور چائنا Red Star Over China ہی ہے کیونکہ جہاں تک ماؤ کے حالاتِ زندگی کا تعلق ہے اس کتاب میں شائع شدہ حالات خود ماؤ ہی کے بیان کردہ ہیں۔ مسٹر ایڈگر اسنو ماؤسی تنگ سے مل کر اُس کے حالاتِ زندگی معلوم کرنے میں کس طرح کامیاب ہوئے؟ اس سوال کے جواب میں مسٹر ایڈگر اسنو کے بیان کا حسب ذیل خلاصہ یقیناً دلچسپی کے ساتھ مطالعہ کیا جائے گا۔

”اشتراکی چین کی حدود میں داخل ہونے کے بعد مجھے ماؤسی تنگ سے ملنے کا موقعہ ملا اور میں نے اشتراکی چین اور ماؤ کے ذاتی حالات کے سلسلہ میں سوالات کی متعدد

فہرستیں مرتب کر کے اُس کے حوالہ کیں تو مَیں یہ دیکھ کر متعجب ہی نہیں بلکہ مایوس بھی ہُوا کہ چین کے دوسرے اشتراکی رہنماؤں کی طرح ماؤ کے جوابات بھی عام طور پر مختلف مجالس، اداروں، اُن کی تجاویز، سرگرمیوں اور طریقۂ کار نیز افواج لڑائیوں اور طرزِ جنگ ہی کے بیان تک محدود رہے اور اُس نے اپنے ذاتی حالات کے متعلق بہت ہی کم گفتگو کی۔ حتیٰ کہ مجھے شبہ ہونے لگا کہ یہ لوگ یا تو مجھ پر اعتماد نہیں کرتے یا انہیں ظاہری طرزِ عمل سے مختلف اپنے ذاتی حالات بیان کرتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے۔

چند روز کے بعد مجھ پر یہ حیرت انگیز حقیقت منکشف ہُوئی کہ چین کے کسی اشتراکی کو اپنی زندگی کے کسی مرحلہ کا کوئی واقعہ بیان کرتے ہوئے بھی ادنیٰ تامل اور تکلف نہیں ہوتا لیکن وہی واقعات جو اسے سرخ فوج کے ساتھ وابستہ ہونے سے پہلے پیش آئے ہوں۔ سرخ فوج کے ساتھ وابستہ ہو جانے کے بعد اس کی انفرادی زندگی جماعتی زندگی میں مدغم ہو جاتی ہے اور وہ مسلسل سوالات کے جواب میں بھی اپنے ذاتی حالات کے سلسلہ میں کوئی تسلی بخش جواب نہیں دے سکتا۔

ایک شب جب کہ مجھے میرے مرتب کئے ہوئے تمام سوالات کے اطمینان بخش جواب مل چکے تھے ماؤ میرے سوالات کی اس فہرست کی طرف متوجہ ہُوا جو اس کے ذاتی حالات کی تحقیق پر مشتمل تھی لیکن میں نے محسوس کیا کہ وہ اپنی زندگی کے حالات کی تدوین و اشاعت کو نہ صرف غیر ضروری ہی تصور کرتا ہے بلکہ اس سلسلہ میں میرے سوالات کا جواب دینے کے لئے بھی تیار نہیں۔ چنانچہ مَیں نے اُسے مخاطب کرتے

ہوئے کہا ـــــ لوگ جب آپ کے بیانات کا مطالعہ کرتے ہیں تو قدرتی طور پر وہ آپ کے حالات معلوم کرنے کے خواہش مند بھی ہوتے ہیں - وہ جاننا چاہتے ہیں کہ آپ کس قسم کے انسان ہیں بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آپ فرانسیسی زبان میں نہایت روانی اور بے تکلفی کے ساتھ گفتگو کر سکتے ہیں - لیکن بعض حضرات آپ کو ایک جاہل کسان ہی تصور کرتے ہیں - ایک طبقہ کی نظر میں ماؤ مرض دق کا ایک قریب المرگ مریض ہے اور دوسرے کی نظر میں ایک نیم دیوانہ نوجوان، یا پھر ایک گم کردہ راہ مذہبی جنونی آدمی - ان افواہوں کی تردید اور اپنے صحیح حالات و خیالات کی اشاعت کیا آپ کا اولین فرض نہیں؟ میری انہیں باتوں کا نتیجہ تھا کہ ماؤ میرے سوالات کے جواب دینے کی بجائے اپنی زندگی کے حالات بیان کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ در اصل میرا مقصد بھی یہی تھا ـــــ "

مجھے توقع ہے کہ ماؤ سی تنگ کی زندگی کے یہ مختصر حالات ہندوستان کے عوام کے لئے نہ صرف دلچسپ ہی ثابت ہونگے بلکہ قومی زندگی کے اس پُر آشوب اور انقلاب آفریں دور میں ان کا مطالعہ ایک بڑی حد تک مفید اور کار آمد بھی ثابت ہو سکے گا۔

اسرار احمد آزاد
۱۲ جون ۱۹۴۴ء

پہلا باب

خاندان، پیدائش اور بچپن

خاندان

اب سے ساٹھ سال پہلے ہمارے ہمسایہ ملک چین کے صوبہ ہونان کے ایک چھوٹے سے گاؤں شاؤشان میں ایک بوڑھا کسان رہا کرتا تھا۔ ہندوستان کے کسانوں کی طرح چین کے کسان بھی بہت غریب ہوتے ہیں۔ یہ بوڑھا کسان بھی غریب تھا اور بوڑھا ہو جانے کی وجہ سے اب وہ زیادہ محنت بھی نہیں کر سکتا تھا اس لئے اُس کی غربت اور بھی بڑھ گئی تھی۔ اِس بوڑھے کسان کا ایک لڑکا بھی تھا جس کا نام چین شنگ تھا اور یہی لڑکا بوڑھے کسان کا سہارا تھا۔ ہمارے ملک کی طرح چین میں بھی بچپن ہی میں شادی کر دینے کا رواج ہے۔ اِس بوڑھے کسان نے بھی بچپن ہی میں چین شنگ کی شادی پاس کے ایک گاؤں میں اپنے ہی جیسے ایک غریب کسان کی لڑکی وین چائی می سے کر دی تھی۔

جین شنگ جب جوان ہوا تو اس کا باپ اور بھی بوڑھا اور کمزور ہو گیا جس کی وجہ سے گھر کے تمام کاموں اور اپنے بوڑھے والدین، بیوی اور خود اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کا سارا بوجھ بیچارے جین شنگ ہی کے سر پہ آ پڑا۔ جین شینگ نے اس بوجھ کو اٹھانے کی بہت کوشش کی لیکن وہ اپنی اس کوشش میں کامیاب نہ ہو سکا اور آہستہ آہستہ وہ اتنا مقروض ہو گیا کہ اُس کے باپ کی ساری زمین رہن ہو گئی اور جین شینگ کو کھیتی باڑی چھوڑ کر فوج میں ملازمت کرلینی پڑی جہاں وہ بہت عرصہ تک ملازم رہا۔

پیدائش اور بچپن

جین شینگ جب فوج کی ملازمت چھوڑ کر گھر واپس آیا تو ۱۸۹۳ء میں اُس کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام ماؤ سی تنگ رکھا گیا۔ یہی ماؤ سی تنگ جو ایک چینی کسان کے یہاں پیدا ہوا جس کے خاندان کے لوگ ملکی معاملوں اور سیاسی باتوں کو سمجھتے تک نہ تھے اور جس نے ہوش سنبھالتے ہی گھر کے کاموں میں اپنے باپ کا ہاتھ بٹانا شروع کر دیا تھا آج چین کے مزدوروں کسانوں اور دوسرے غریب اور مصیبت کے مارے کروڑوں باشندوں کا رہنما ہے۔ چین کے مزدور اور کسان اُسے عزت اور محبت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور اس کے اشارہ پر اپنی جان دینے کے لئے تیار رہتے ہیں۔

بہت تھوڑا عرصہ فوج میں ملازمت کرنے سے پہلے [illegible] پہلے

جیسا ناسمجھ نوجوان نہیں رہا تھا۔ اسے روپیہ کمانے کے ڈھنگ اور خرچ کرنے کے طریقے آ گئے تھے اور ایک دفعہ مقروض ہونے کے بعد اُسے یہ بات بھی اچھی طرح معلوم ہو گئی تھی کہ قرض کیسی بُری بلا ہے۔ اِس لئے ملازمت چھوڑ کر آنے کے بعد اُس نے اپنی ساری توجہ روپیہ کمانے اور اُسے بچانے پر مبذول کر دی ملازمت کے زمانہ میں بھی اُس نے تھوڑا سا روپیہ جمع کیا تھا۔ گھر آ کر اُس نے اِس روپیہ سے لوگوں کی عام ضرورت کی چھوٹی چھوٹی چیزیں خریدنے اور اُنہیں فروخت کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اِس طرح اُسے جو نفع حاصل ہُوا اُس سے کچھ دنوں کے بعد اتنی رقم جمع ہو گئی کہ اُس نے اپنے باپ کی اُس زمین کو جو قرض کی وجہ سے رہن ہو چکی تھی چھُڑا لیا۔ زمین چھڑانے کے بعد بھی جین شینگ نے اپنے تجارتی سلسلہ کو جاری رکھا اس کی بچائی ہوئی رقم بڑھتی گئی۔

ایک طرف تو جین شینگ تجارت کے ذریعہ سے روپیہ کمانے میں مصروف تھا، دُوسری طرف اُس کے خاندان کے سب لوگ یعنی اس کا باپ، اس کی بیوی ین ہائی می ماؤ اور اس کی چھوٹی بہن اس زمین کو جوتنے اور بونے میں لگے رہتے تھے جو جین شینگ نے قرض خواہوں سے چھڑائی تھی۔ جین شینگ بھی کبھی کبھی ان لوگوں کے ساتھ کھیتوں میں کام کیا کرتا تھا۔ ان لوگوں کی لگاتار محنت سے اُن کے کھیتوں میں چاول کی ایسی اچھی فصل تیار ہو جاتی تھی کہ سال بھر تک گھر میں خرچ ہوتے رہنے کے بعد بھی سال کے ختم ہونے پر کچھ نہ کچھ چاول بچ رہتا تھا اور جین شینگ

اسے فروخت کر کے اپنے جمع کئے ہوئے روپے میں ہمیشہ اضافہ کرتا رہتا تھا۔ یہاں تک کہ چند سال کی محنت کے بعد اُس نے کچھ اور زمین بھی خرید لی اور اس طرح وہ ایک چھوٹے کسان سے امیر اور بڑا کسان بن گیا۔ اس وقت ماؤسی تُنگ کی عمر دس سال تھی اور اس کے دادا کا انتقال ہو چکا تھا لیکن اسی زمانہ میں جین شینگ کے یہاں ایک اور لڑکا پیدا ہو گیا۔

نئی زمین خریدنے کے بعد جین شینگ کو یہ فکر پیدا ہوئی کہ اسے جوتنے اور بونے کا کیا انتظام کیا جائے۔ اب تک جین شینگ کے خاندان کے لوگ ہی کھیتوں میں کام کیا کرتے تھے لیکن اُن کے لئے نئے اور پرانے کھیتوں میں کام کرنا دشوار تھا اس لئے اس نے کھیتوں میں کام کرنے والے مزدوروں کو مستقل طور پر ملازم رکھ لیا اور اپنی بیوی اور ماؤ کو اُن کی دیکھ بھال کا کام سپرد کر کے خود اپنا زیادہ وقت غلّہ کی تجارت میں صرف کرنے لگا۔ جین شینگ عام طور پر غریب کسانوں سے غلّہ خرید کر اسے شہر میں غلّہ کے آڑھتیوں کی معرفت یا اُنہیں کے ہاتھ فروخت کر دیا کرتا تھا۔ اور اس طرح اُسے کافی نفع ہو جاتا تھا

مدرسہ میں داخلہ

جب ماؤسی تُنگ آٹھ سال کا ہوا تو اسے گاؤں کے پرائمری اسکول میں داخل کرا دیا گیا جہاں وہ تیرہ سال کی عمر تک تعلیم پاتا رہا۔ اس مدرسہ میں جو کتابیں پڑھائی جاتی تھیں وہ بھی پرانے تعلیمی سلسلہ کی کتابیں تھیں اور انہیں پڑھانے کا

طریقہ بھی پرانا ہی تھا۔ اُستاد ذرا ذرا سی بات پر بچوں کو مارنا شاید تعلیم کا ایک ضروری حصہ سمجھتا تھا اور اُس کے تمام شاگرد کسی نہ کسی بات پر روزانہ سزا پاتے تھے۔

اس مدرسہ میں عام طور پر کنفیوشس[1] کی نصیحتوں اور اُس کے شاگردوں کی لکھی ہوئی کتابوں[2] کی تعلیم پر زور دیا جاتا تھا۔ ماؤ نے بھی انہیں کتابوں کو پڑھا اور جب وہ کسی قدر لکھنے پڑھنے لگا تو جین شینگ نے اُس کو گھر کا حساب کتاب لکھنے کا کام سپرد کر دیا اور وہ رات کے وقت یہ کام بھی انجام دینے لگا۔ اس سلسلہ میں ماؤ کہتا ہے۔

> میرا باپ ہم لوگوں سے کام لینے میں بہت سخت واقع ہوا تھا۔ وہ مجھے بیکار بیٹھا ہوا دیکھ کر سخت نفرت کا اظہار کرتا تھا اور اس کی خواہش تھی کہ اگر میں حساب کتاب لکھنے سے فارغ ہو جاؤں تو کھیتوں میں جا کر کام کروں وہ مجھے اور میرے چھوٹے بھائی کو بات بات پر نہایت بے رحمی کے ساتھ مارا کرتا تھا۔ ہمیں نہایت معمولی کھانا دیتا تھا اور نقد کی شکل میں کبھی ایک

---

[1]-[2] Four Classics اور Confucian Analects:

چین کے اصلاح پسند بزرگ کنفیوشس اور اُس کے شاگردوں نے جو کتابیں لکھی تھیں وہ کنفیوشس کے ملفوظات اور چہار ادبیات عالیہ کہلاتی ہیں۔ ان کتابوں کو چین میں خاص وقعت اور اہمیت حاصل ہے۔ حتیٰ کہ پہلے عدالتوں میں انہیں کتابوں کی بنا پر مقدمات کے فیصلے بھی کئے جاتے تھے۔

پیسہ بھی نہیں دیا جاتا تھا۔ ہر مہینہ کی پندرہ تاریخ کو کھیتوں میں کام کرنے والے تمام مزدوروں کو چاولوں کے ساتھ انڈے بھی ملا کرتے تھے مگر مجھے نہ تو کبھی انڈے نصیب ہوتے اور نہ گوشت۔

خاموش مقابلہ

ماؤ صبح کے وقت کھیتوں میں کام کرتا تھا اور رات کو اُسے گھر کا حساب کتاب لکھنا پڑتا تھا اسلئے کبھی کبھی مدرسہ کا کام کرنے کی فرصت نہ ملتی تھی جس کی وجہ سے دوسرے لڑکوں کی طرح اُسے بھی سزا دی جاتی تھی۔ ماؤ اگرچہ شروع شروع میں اِن سزاؤں کو برداشت کرتا رہا لیکن اُس نے اُستاد کے اس طرزِ عمل کو ہمیشہ ناانصافی تصوّر کیا یہاں تک کہ دو سال کے بعد ایک دن وہ مدرسہ سے بھاگ گیا۔ ماؤ جانتا تھا کہ اگر وہ مدرسہ سے بھاگ کر گھر چلا گیا تو اُسے سخت سزا دی جائیگی۔ اِس لئے اُس نے قریب کے ایک شہر میں جانے کا فیصلہ کیا اور ایک ایسے راستہ پر چل پڑا جو اس کے خیال میں شہر کی طرف جاتا تھا لیکن تین دن تک مارے مارے پھرنے کے بعد بھی وہ اپنے گاؤں سے بہت دُور نہ جا سکا۔ اور تیسرے دن اُس کے گھر والے اُسے تلاش کر لینے میں کامیاب ہوگئے۔ اِس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے ماؤ کہتا ہے:۔

"گھر واپس آجانے پر مَیں نے دیکھا کہ ایک طرف تو میرے باپ کی طبیعت میں نرمی پیدا ہوگئی ہے اور دوسری طرف استاد کا طرزِ عمل بھی بدل گیا ہے استاد کی مار پیٹ کے خلاف ناراضگی کے اظہار کی یہ پہلی کوشش میرا پہلا

خاموش مقابلہ تھا جو کامیاب ہوا۔ اور اس کی کامیابی نے میری ہمت بڑھا دی۔"

باپ سے بحث

جین شینگ کے مقابلہ میں وین چائی می نہایت خلیق، ہمدرد اور فراخدل واقع ہوئی تھی اور اُس کے پاس جو کچھ بھی ہوتا تھا وہ کبھی اُسے دُوسروں سے چھپا کر رکھنے کی کوشش نہ کرتی تھی۔ قحط کے زمانہ میں غریب کسان جب بھیک مانگنے کے لئے اُس کے دروازہ پر آتے تھے تو جین شینگ کی غیر حاضری میں وہ کبھی کسی بھیک مانگنے والے کو خالی ہاتھ نہ جانے دیتی تھی۔ لیکن جب جین شینگ گھر پر موجود ہوتا تھا تو اُسے بھی کسی کو کچھ دینے کی ہمت نہ ہوتی تھی۔ جین شینگ کہا کرتا تھا کہ ہمدردی اور خیرات انسانی کمزوریاں ہیں۔ ایسی باتوں کی وجہ سے کبھی کبھی جین شینگ اور اُس کے خاندان کے دُوسرے لوگوں کے درمیان سخت بدمزگی بھی پیدا ہو جاتی تھی۔ ماؤ نے اِن اختلافات اور بدمزگیوں کا حال نہایت دلچسپ انداز میں بیان کیا ہے۔ وہ کہتا ہے:۔

"خاندان میں دو فریق تھے۔ ایک فریق وہ تھا جس کے ہاتھ میں حکومت کرنے کی طاقت تھی اور دُوسرا فریق اس کا مخالف۔ میرا باپ حکومت کرنے والی طاقت کی حیثیت رکھتا تھا اور میری ماں، بھائی اور میں مخالفت کرنے والے فریق کی۔ لیکن کبھی کبھی ہمارے کھیتوں میں کام کرنے والے

مزدور بھی ہمارے ساتھ ہو جاتے تھے۔ ہم مخالفت کرنے والوں کے
متحدہ محاذ میں ایک کمزوری تھی اور وہ کمزوری تھی کام کرنے کے
طریقہ کے متعلق ہماری رائے کا اختلاف۔ میں براہ راست مقابلہ کا حامی
تھا اور میری ماں اس کی شدید مخالف تھی۔ میں جب کبھی حکومت کرنے
والے فریق کی کسی ناانصافی کے خلاف آواز اٹھانے یا کھلی ہوئی بغاوت
کا ارادہ کرتا تو میری ماں سختی کے ساتھ میرے اس ارادہ کی مخالفت کرتی
اور میرے طرز عمل کو چینی روایات کے خلاف قرار دے کر مجھے خاموش
کر دیتی۔"

ماؤ جب تیرہ سال کا تھا تو ایک روز جین شینگ اور اس کے درمیان معمولی سی بحث ہو گئی۔ جین شینگ ماؤ کو ہمیشہ بے ادب اور کام چور کے الفاظ سے یاد کیا کرتا تھا۔ معمول کے مطابق ایک روز جب اس نے ماؤ کو گستاخ اور کاہل کہا تو ماؤ کو بھی غصہ آ گیا اور اس نے کنفیوشس یا اس کے شاگرد کی ایک ایسی نصیحت دہرائی جس میں بڑوں کو ہدایت کی گئی تھی کہ وہ چھوٹوں کے ساتھ نرمی اور محبت سے پیش آئیں اور ان کے مقابلہ میں زیادہ محنت سے کام کریں۔ یہ نصیحت سنانے کے بعد ماؤ نے اپنے باپ سے کہا۔

"آپ کی عمر میری عمر کے مقابلہ میں تین گنی ہے۔ اس لئے آپ کو مجھ سے
تین گنا زیادہ کام بھی کرنا چاہئے۔ میں جب آپ کی عمر میں پہنچوں گا تو آپ

سے زیادہ کام کیا کروں گا۔"

بات اُس وقت تو ختم ہو گئی لیکن اس امر کے باوجود کہ چین شینگ کنفیوشس اور اُس کے شاگردوں کی نصیحتوں پر ایمان رکھتا تھا ماؤ کے معاملہ میں ان نصیحتوں کا اس پہ ذرا سا بھی اثر نہ ہوا اور ان دونوں کے تعلقات روز بروز زیادہ خراب ہوتے گئے۔

لڑائی اور صلح

ماؤ کو بچپن ہی سے ایسے تمام کاموں سے سخت نفرت تھی جن سے دوسروں کو نقصان پہنچتا ہو۔ چین شینگ برابر اپنے کاروبار کو ترقی دیتا رہا۔ اُس نے زمین کی خریداری کا سلسلہ بند کر کے غریب کسانوں کی زمین کو رہن رکھنا شروع کر دیا اور اس طرح اُس نے کئی ہزار ڈالر جمع کر لئے لیکن ماؤ اپنے باپ کے روپیہ کمانے کے ڈھنگ کو ناپسند کرتا تھا اور اسی لئے اُسے گھر میں وہ چین اور اطمینان نہیں ملتا تھا جو بچوں کو گھروں میں ملنا چاہئے۔ ماؤ کہتا ہے:۔

"ہمارے خاندان کا اختلاف روز بروز بڑھتا ہی جاتا تھا۔"

یہاں تک کہ ایک روز ماؤ اور چین شینگ کے درمیان جھگڑا ہو گیا جس کا حال خود ماؤ اس طرح بیان کرتا ہے:۔

"میری عمر تیرہ سال کی تھی۔ ایک روز میرے باپ نے اپنے بہت سے دوستوں کو دعوت دی اور میری کسی بات پر ناراض ہو کر اُن سب کے سامنے ہی مجھے بُرا بھلا کہنے لگا۔ مجھ سے کبھی برداشت نہ ہو سکا اور میں نے کہا

اسی لہجہ میں اسے جواب دیا۔ اور ناراض ہو کر گھر سے چل دیا۔ میری ماں مجھے منانے کے لئے دوڑی لیکن میں نے اس کی باتوں پر دھیان ہی نہیں دیا۔ یہ حال دیکھ کر میرا باپ بھی بکتا جھکتا میرے پیچھے دوڑا لیکن اس سے پہلے کہ وہ میرے قریب پہنچے میں ایک تالاب کے کنارہ پر پہنچ گیا اور اسے دھمکی دی کہ اگر اس نے مجھے پکڑنے کی کوشش کی تو میں ڈوب کر مر جاؤں گا۔ اس حال میں ہمارے درمیان صلح کی بات چیت شروع ہوئی اور اس گھریلو جھگڑا کو ختم کرنے کے لئے مطالبات اور جوابی مطالبات پیش کئے گئے۔ میرا باپ کہتا تھا کہ ماؤ کو اپنی گستاخی پر معافی مانگنی چاہئے اور دونوں گھٹنوں کے بل جھک کر اس بات کا ثبوت دینا چاہئے کہ آئندہ وہ ایسی حرکت نہیں کرے گا لیکن میں نے دونوں گھٹنوں کے بل جھکنے سے انکار کر دیا اور اس شرط پر کہ مجھے سزا نہ دی جائے صرف ایک گھٹنے پر جھکنے کے لئے آمادہ ہوا۔ اس طرح یہ لڑائی ختم ہو گئی۔ اس واقعہ سے میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے میں نے جب کبھی اپنے باپ کے خلاف بغاوت برپا کی میرے باپ نے کسی نہ کسی طرح اپنی غلطی کو مان لیا۔ لیکن اس کے برخلاف جب کبھی میں نے اس کی زیادتیوں اور ناانصافیوں پر خاموشی اختیار کی تو مجھے نہ صرف بُرا بھلا ہی کہا گیا بلکہ سزا بھی دی گئی۔ اس واقعہ کے بعد ایک طرف تو ہمارے خاندان کا "متحدہ محاذ" زیادہ مضبوط ہو گیا اور

دوسری طرف میں بھی اپنا کام دل لگا کر کرنے لگا تاکہ اُسے ذرا سا بھی شکایت کا موقع نہ مل سکے۔"

بہادروں کے قصّے

ماؤ کے خاندان میں صرف ماؤ ہی ایک ایسا شخص تھا جسے لکھا پڑھا شخص کہا جا سکتا تھا۔ اس کا باپ اگرچہ بہت زیادہ لکھنا پڑھنا نہیں جانتا تھا لیکن حساب کتاب سے ضرور واقف تھا اور اُس کی خواہش تھی کہ اُس کا لڑکا حساب کتاب کے علاوہ کنفیوشس کی نصیحتوں اور اُس کے شاگردوں کی لکھی ہوئی کتابوں کا عالم بھی بن جائے لیکن ماؤ کو ان کتابوں سے سخت نفرت تھی اور وہ اپنا زیادہ وقت چینی افسانوں اور خاص طور پر ان تاریخی کتابوں کے پڑھنے میں صرف کیا کرتا تھا جن میں چینی بہادروں کی بغاوتوں کا ذکر ہوتا تھا۔ ماؤ خود کہتا ہے:-

"میرے استاد کو ایسی کتابوں سے جن میں بغاوت کے قصّے درج ہوتے تھے سخت نفرت تھی لیکن میں دوسری کتابوں میں چھپا کر انہیں مدرسہ ہی میں پڑھا کرتا تھا۔"

ماؤ کے بعض ساتھی بھی ان کہانیوں کو دلچسپی کے ساتھ پڑھا کرتے تھے یہاں تک کہ اُن میں سے بہت سی کہانیاں انہیں زبانی یاد ہو گئیں اور انہوں نے ان کہانیوں پر آپس میں بات چیت کرنے کو اپنا مستقل کام بنا لیا۔ گاؤں کے بہت سے بوڑھے لوگوں کو بھی ان کہانیوں کے سننے کا شوق تھا۔ لیکن ماؤ اور اس

کے ساتھیوں کو یہ کہانیاں گاؤں کے دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں زیادہ یاد ہو گئی تھیں۔

کتابیں پڑھنے کا شوق

تیرہ سال کی عمر میں ماؤ نے گاؤں کے پرائمری اسکول میں پڑھنے کا سلسلہ بند کر دیا اور تمام دن کھیتوں میں مزدوروں کے ساتھ کام کرنے لگا۔ اگرچہ اسے رات کا بہت سا وقت حساب کتاب درست رکھنے میں صرف کرنا پڑتا تھا لیکن اس کے باوجود اس نے مطالعہ کے سلسلہ کو قائم رکھا اور کنفیوشس اور اس کے شاگردوں کی کتابوں کو چھوڑ کر اسے جو کتاب بھی ملی اس نے اسے ضرور پڑھا۔ کنفیوشس اور اس کے شاگردوں کی کتابوں سے ماؤ کو جو نفرت تھی اس کا باپ اس کی وجہ سے بہت ناراض رہتا تھا اس لئے ماؤ کو دوسری کتابیں پڑھنے میں بہت سی دشواریاں پیش آتی تھیں اور عام طور پر وہ اپنے کمرہ کے دروازے و کھڑکیاں بند رکھا کرتا تھا۔

اسی زمانہ میں ماؤ کو ایک کتاب پڑھنے کا موقع ملا جس کا نام تھا "شنگ شی شیہ وی ین" یعنی تنبیہی الفاظ۔ یہ کتاب چین کے بہت سے ایسے نامور لوگوں کے مضامین کا مجموعہ تھی جو چین کو خوش حال اور ترقی کرتے ہوئے دیکھنا چاہتے تھے اور ان مضامین میں یہ ثابت کیا گیا تھا کہ چین کی خراب حالت کی اصل وجہ یہ ہے کہ چین کے لوگ ریلوں، ٹیلیفون، تار، جہازرانی اور اسی قسم کی دوسری

چیزوں کے بنانے اور اُن سے فائدہ اُٹھانے کی طرف بالکل دھیان نہیں دیتے۔ اِن مضامین میں لوگوں سے کہا گیا تھا کہ وہ چین میں اِن ضروری چیزوں کو ترقی دینے کی کوشش کریں۔ ماؤ کا بیان ہے کہ مجھے یہ کتاب بہت پسند آئی تھی۔

ایک دلچسپ سوال

چینی بہادروں کی کہانیاں پڑھتے پڑھتے ایک دن ماؤ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اب تک میں نے جتنی کتابیں پڑھی ہیں اُن میں یا تو پُرانے جنگجو لوگوں کا ذکر تھا یا سرکاری افسروں اور چین کے پڑھے لکھے لوگوں کا لیکن کتابیں لکھنے والے کسی شخص نے بھی کسی کسان کی بہادری کا ذکر نہیں کیا حالانکہ کسان تمام دن اپنا خون پسینہ ایک کر کے ہمارے لئے خوراک اور لباس مہیا کرتا ہے اور عام طور پر وہ خود اپنی محنت کے پھل سے محروم رہتا ہے۔ ماؤ کا بیان ہے کہ

"یہ سوال دو سال تک مجھے پریشان کرتا رہا اور برابر غور کرتے رہنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ تمام بہادر اور عام لوگوں پر حکومت کرنے والے چند آدمی چونکہ خود کو زمین کا مالک سمجھتے تھے اور غریب کسانوں کو مزدوروں کی طرح کھیتی باڑی کا کام کرنا پڑتا تھا۔ اس لئے بڑے آدمیوں نے اِن غریبوں کو بہادری اور جوانمردی کی خوبیوں سے محروم سمجھ کر کہیں ان کے ذکر کو ضروری نہیں سمجھا"

ماؤ اور مذہب

ماؤ کا باپ جین شینگ شروع ہی سے مذہب کے معاملہ میں بے پروا واقع ہوا تھا لیکن اس کی بیوی وین چاٹی می مہاتما بدھ کی تعلیمات پر ایمان رکھتی تھی اور اپنے بچوں کو بھی مذہب اور مہاتما بدھ کے ساتھ عقیدت اور محبت کی تعلیم دیتی رہتی تھی۔ کبھی کبھی یہ لوگ مذہب کی طرف سے جین شینگ کی بے پروائی پہ افسوس کرتے ہوئے اُسے سیدھے راستہ پر لانے کی تدبیریں بھی سوچا کرتے تھے لیکن اُنہیں اپنے مقصد میں کامیابی نصیب نہ ہو سکی تھی۔

ماؤ برابر کتابیں پڑھتا رہتا تھا یہاں تک کہ آہستہ آہستہ وہ بھی مذہب اور اُس کے حکموں کی طرف سے بدظن اور بے پروا ہوتا گیا۔ اس تبدیلی سے اگرچہ اس کی ماں بہت زیادہ پریشان رہنے لگی لیکن اس کے باپ نے اسے کچھ نہیں کہا۔ کتاب "تنبیہی الفاظ" پڑھنے کے بعد ماؤ کو کتابیں پڑھنے کا شوق اور بھی زیادہ پیدا ہو گیا تھا اور اسے کھیتوں میں کام کرنے سے وحشت ہونے لگی تھی۔ ماؤ کے یہ ڈھنگ اُس کے باپ کو بالکل پسند نہ تھے۔ اس لئے یہ معاملہ باپ بیٹے کے درمیان مستقل جھگڑہ کا سبب بن گیا تھا۔

گھر سے علیحدگی

اس جھگڑے سے تنگ آ کر ایک دن ماؤ اپنے گھر سے چلا آیا اور اپنے ایک دوست کے پاس جو وکالت کرتا تھا رہنے لگا۔ ماؤ تقریباً چھ ماہ تک اپنے اس دوست

کے ساتھ رہا اور اس عرصہ میں اُس نے بہت سی کتابیں اور رسالے پڑھنے کے علاوہ ایک چھوٹے سے مدرسہ میں داخل ہو کر ایک قابل اُستاد سے کنفیوشس اور اُس کے شاگردوں کی نصیحتوں اور کتابوں کو بھی پڑھنا شروع کر دیا۔

بھوکے چینیوں کا ہنگامہ

اسی زمانہ میں صوبہ ہونان کے پایہ تخت چانگشا میں ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس نے ماؤ کی زندگی پر بہت زیادہ اثر کیا۔ ایک روز ماؤ اور اُس کے ساتھی طالب علم مدرسہ کے احاطہ میں جمع تھے کہ انہوں نے چانگشا سے سوداگروں کے ایک قافلہ کو آتے ہوئے دیکھا اور اُن سے پوچھنے پر اُنہیں معلوم ہوا کہ چانگشا میں زبردست جھگڑا ہو گیا ہے۔

اس سال ہونان میں سخت قحط پڑا ہوا تھا اور چانگشا میں رہنے والے ہزاروں آدمی بھوک سے بلک رہے تھے۔ اس پریشانی اور بے بسی کی حالت میں انہوں نے اپنے چند آدمیوں کو گورنر کے پاس بھیج کر درخواست کی تھی کہ وہ اس مصیبت میں لوگوں کی مدد کرے۔ لیکن گورنر نے ترشروئی کے ساتھ یہ کہہ کر اُن کی مدد کرنے سے انکار کر دیا تھا کہ "تمہیں کھانا کیوں نہیں ملتا؟ شہر میں تو کھانے پینے کی چیزوں کی کمی نہیں! مجھے خود کبھی کھانے پینے کی چیزیں حاصل کرنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی!" گورنر کے اس جواب سے لوگوں کو بہت غصہ آیا اور انہوں نے جلسوں اور جلوسوں کے ذریعہ سے اپنی ناراضگی اور بے اطمینانی ظاہر کرنے کی

کوشش کی اور جوش میں آ کر گورنر کے محل پر حملہ کر دیا۔ لوگوں نے حکومت کا جھنڈا اُتار دیا اور گورنر نے محل سے بھاگ کر اپنی جان بچائی۔ ان باتوں کو دیکھ کر حکومت کے ایک بڑے افسر (وزیر داخلہ) چیانگ نے باہر آ کر لوگوں کو یقین دلایا کہ ان کی شکایتوں کو دُور کر دیا جائیگا۔

چیانگ نے لوگوں سے جو وعدہ کیا تھا وہ اُسے پُورا بھی کرنا چاہتا تھا لیکن چین کے شہنشاہ کو یہ بات پسند نہ آئی اور اُسے لوگوں کے ساتھ مل کر حکومت کے خلاف سازش کرنے اور بغاوت کرانے کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا۔ صُوبہ ہونان کے لئے نیا گورنر مقرر ہُوا اور اُس نے آتے ہی لوگوں کے تمام بڑے بڑے رہنماؤں کو گرفتار کر کے اُن میں سے بہتوں کو قتل کرا دیا اور لوگوں کو ڈرانے کے لئے اُن کے سر شہر کی دیواروں پر لٹکا دیئے گئے۔ اس سلسلہ میں ماؤ کہتا ہے:۔

"ہم لوگ بہت دنوں تک اس واقعہ کا ذکر کرتے رہے۔ اس سانحے قصہ کا میرے دل پر بہت گہرا اثر ہُوا۔ میرے دوسرے بہت سے ساتھی بھی ان قتل کئے جانے والے مظلوم لوگوں کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتے تھے لیکن اسی طرح جس طرح ایک تماشا دیکھنے والا کسی کام کو اچھا یا بُرا کہتا ہے۔ وہ اس بات کو نہیں سمجھتے تھے کہ اس سانحے قصہ کا ان کی زندگی کے ساتھ کتنا گہرا تعلق ہے۔ مگر میں اس واقعہ کو کبھی نہیں بھول سکا۔ میں سمجھتا تھا کہ یہ مظلوم لوگ میرے اور میرے خاندان کے لوگوں

کی طرح عام لوگ ہی تو تھے۔ یہ بات سچ ہے کہ جہاں ان لوگوں کے ساتھ میری ہمدردی بڑھ جاتی تھی وہیں حکّام کے ظالمانہ رویّہ کے خلاف میرے دل میں نفرت اور غصّہ کا جذبہ بھی پیدا ہو جاتا تھا۔"

کسانوں اور زمیندار کا جھگڑا

اس واقعہ سے تھوڑے دن کے بعد اسی قسم کا ایک اور واقعہ پیش آگیا اور اس دوسرے واقعہ نے بھی ماؤ کے دل پر بہت اثر کیا۔ شاؤشان کے غریب کسانوں نے ایک خفیہ جماعت بنا رکھی تھی جس کا نام تھا "کی لاؤ ہوئی"۔ اس جماعت کے کچھ لوگوں اور زمیندار کے درمیان کسی بات پر جھگڑا ہوگیا اور اگرچہ اس جھگڑا میں قصور زمیندار ہی کا تھا لیکن اُس نے ان لوگوں کے خلاف عدالت میں دعویٰ کر دیا۔ اور اپنی جان پہچان اور روپیہ سے کام لے کر مقدمہ جیت لیا لیکن ان لوگوں نے عدالت کے فیصلہ کے بعد چُپ ہو جانے کی بجائے حکومت اور زمیندار دونوں کے خلاف بغاوت کر دی اور ایک چھوٹے سے پہاڑ لیوشان پر جا کر مورچہ بنا لیا اور کچھ روز تک نہایت بہادری کے ساتھ حکومت کی بھیجی ہوئی فوج کا مقابلہ کرتے رہے لیکن آخیر میں اُنہیں شکست ہوئی اور اُن کے سردار پی اینگ کو جو پتھر کی چکیاں بنایا کرتا تھا قتل کر دیا گیا۔ اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے ماؤ کہتا ہے:-

> "چونکہ ہم سب طالب علم اس جھگڑا میں کسانوں سے ہمدردی رکھتے تھے اس لئے ہماری نظر میں پی اینگ قومی بہادر بن گیا تھا۔

"مفت چاول کھاؤ"

دوسرے سال چاول کی فصل تیار ہونے سے پہلے خود ماؤ کے ضلع میں چاول ختم ہو گیا تھا۔ غریب دیہاتیوں نے امیروں سے مدد لینے کی کوشش کی لیکن امیروں نے ان کی غریبی اور بھوک کا کوئی خیال نہ کیا۔ امیروں کی اس بے پروائی کو دیکھ کر انہوں نے

"مفت چاول کھاؤ"

کے نام سے ایک تحریک شروع کردی اور جہاں کہیں بھی چاول کا ڈھیر یا بوریاں نظر آئیں اٹھا کر لے گئے۔ ماؤ کا باپ چین شینگ بھی چونکہ چاول ہی کی تجارت کرتا تھا اس لئے ایک روز اس کے چاولوں کی کچھ بوریوں پر بھی دیہاتیوں نے قبضہ کر لیا۔ ماؤ کہتا ہے کہ

"اس نقصان سے میرے باپ کو بہت غصہ آیا لیکن مجھ پر اس کا کوئی اثر نہ پڑا لیکن میں دیہاتیوں کی ان حرکتوں کو بھی ناپسند کرتا تھا۔"

اسی زمانے میں ماؤ کی واقفیت کسی پرائمری اسکول کے ایک استاد سے ہو گئی۔ ماؤ کے الفاظ میں یہ استاد "انتہا پسند" واقع ہوا تھا۔ بودھ مت کی مخالفت کیا کرتا تھا اور لوگوں کو اس بات کا مشورہ دیا کرتا تھا کہ وہ عبادت گاہوں کو تعلیم گاہیں بنا دیں۔ لوگوں میں اس استاد اور اس کی باتوں کا چرچا ہوا کرتا تھا اور ماؤ اس کے خیالات سے متفق تھا۔ ماؤ کے خیالات پر اس استاد کے خیالات نے بھی بہت

اثر کیا چنانچہ ماؤ کہتا ہے

"یہ وہ واقعات تھے جن کے مسلسل پیش آتے رہنے کی وجہ سے میرے دل پر بہت اثر ہوا اور میرے خیالات کا رُخ ایک خاص سمت کو بدل گیا۔"

مُلکی معاملات سے دلچسپی

اب ماؤ کو سیاسیات یعنی مُلکی معاملوں سے بھی دلچسپی پیدا ہونی شروع ہو گئی تھی یہ وہ زمانہ تھا جب کوریا اور فارموسا[1] پر جاپان کا قبضہ ہو چکا تھا۔ ہند چینی، برما اور چین کے زیر اثر دوسرے علاقوں سے چین کا اقتدار ختم ہوتا جا رہا تھا اور جاپان اور دُنیا کی وہ دُوسری قومیں جو آزاد مُلکوں اور قوموں کو غلام بنانا اپنا پہلا فرض سمجھتی ہیں چین کو آپس میں تقسیم کر لینے کے مشورے کر رہی تھیں۔ یہ حالات دیکھ کر چین کے دُور اندیش محبانِ وطن سخت پریشان تھے اور مختلف طریقوں سے اپنے اہلِ وطن کو چین پر آنے والی مصیبتوں سے آگاہ کرتے رہتے تھے۔ اِس سلسلہ میں ماؤ کو بھی ایک چھوٹا سا رسالہ پڑھنے کا موقعہ ملا جو اِن الفاظ سے شروع ہوتا تھا۔

"افسوس اب چین کو جاپان کا غلام بن کر رہنا پڑیگا"

اور جس میں چین کے مذکورہ بالا نقصانات کو بیان کرنے کے بعد چین کے لوگوں کو مشورہ

---

[1] کوریا چین کے شمال و مشرق میں ایک جزیرہ نما ہے اور فارموسا مشرق میں ایک جزیرہ۔ اِن دونوں پر بہت عرصہ ہوا جاپان نے قبضہ کر لیا تھا۔

دیا گیا تھا کہ وہ

"خواب غفلت سے بیدار ہوں"

یہ رسالہ پڑھنے کے بعد ماؤ کو چین پر آنے والی مصیبتوں کا خیال ہر وقت پریشان رکھنے لگا اور وہ محسوس کرنے لگا کہ اگر چین کو ان مصیبتوں سے بچانا ہے تو ہر چینی کو ضرورت کے وقت اپنا فرض ادا کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

نئے مدرسہ میں داخلہ

اپنے دوست کے یہاں چھ ماہ تک رہنے کے بعد اب ماؤ اپنے ہی گھر واپس چلا آیا تھا اور اس کا باپ اُسے چاول کی تجارت سکھانے کے لیئے چاول کے کسی بڑے تاجر کے پاس چھوڑ دینا چاہتا تھا۔ ماؤ کا خیال تھا کہ یہ نیا کام اُس کے لئے دلچسپ ثابت ہوگا اور اسی لئے اُس نے اپنے باپ کے اس ارادہ کی مخالفت بھی نہیں کی لیکن اسی زمانہ میں اُسے معلوم ہوا کہ شہر سیانگ میں جہاں اس کی ننہیال بھی تھی ایک نیا مدرسہ کھلا ہے جس میں پرانی چینی کتابوں کے پڑھنے پڑھانے پر زور دینے کی بجائے مغرب کے جدید علوم کی تعلیم دی جاتی ہے اور پڑھانے کا طریقہ بھی پرانے چینی طریقہ تعلیم سے مختلف ہے چنانچہ اپنے باپ کی شدید مخالفت کے باوجود ماؤ نے اس مدرسہ میں داخل ہونے کا فیصلہ کرلیا اور اپنے رشتہ کے ایک بھائی کے ساتھ جاکر جو پہلے ہی اس مدرسہ میں پڑھتا تھا داخل ہو گیا۔ ماؤ کی مدد سے ... ہو کر چین شیانگ نے بھی اُسے مدرسہ میں داخل ہونے کی

اجازت دے دی جس کی وجہ سے اُسے مدرسہ میں داخل ہونے، وہاں سے رہنے اور کھانے کے خرچ کی طرف سے پریشان نہ ہونا پڑا۔

غیر ملکی شیطان!

اِس مدرسہ کے حالات بیان کرتے ہوئے ماؤ کہتا ہے:-

"اس مدرسہ میں مَیں نے علوم طبیعیات اور مغرب کے دوسرے نئے علوم کا مطالعہ شروع کیا۔ اس مدرسہ کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ اِس میں ایک ایسا استاد موجود تھا جو جاپان میں تعلیم پا کر آیا تھا اور ایک ایسی ٹوپی پہنا کرتا تھا جس میں چوٹی لٹکی ہوتی تھی۔ ہر شخص اس کی ٹوپی میں لٹکی ہوئی چوٹی کو دیکھ کر اس کے بناوٹی ہونے کو سمجھ جاتا تھا اس کا مذاق اُڑاتا تھا اور ہم سب طالب علم اُسے "مکار غیر ملکی شیطان" کہا کرتے تھے۔

مجھے پہلے کبھی اتنے زیادہ لڑکوں کے ساتھ رہنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ اُن میں سے بہت سے بڑے بڑے زمینداروں کے لڑکے تھے اور اچھے اچھے کپڑے پہنا کرتے تھے۔ ان میں کسی کسان کا ایک لڑکا بھی نہیں تھا کیونکہ وہ یہاں کا خرچ برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ میرے پاس کپڑوں کا صرف ایک اچھا جوڑا تھا اور مَیں عام طور پر اپنے پھٹے پُرانے کپڑے پہنا کرتا تھا۔ پھر بھی ان لڑکوں میں سے بعض کے ساتھ میری

دوستی ہوگئی تھی۔ خاص طور پر دو لڑکوں کے ساتھ! جو آگے چل کر کئی
معاملوں اور کاموں میں میرے ساتھی ثابت ہوئے۔ اُن میں سے ایک
بہت بڑا اور مشہور مصنّف ہے۔ اور آج کل لندن میں رہتا ہے "غیر ملکی
شیطان" کے علاوہ جو جاپانی کپڑے استعمال کرتا تھا اس مدرسے کے باقی
تمام استاد چین ہی میں بنے ہوئے کپڑے پہنتے تھے"

اس مدرسے کے تمام طالب علم ضلع ہسیانگ ہسیانگ ہی کے رہنے والے تھے
اور چونکہ ماؤ اس ضلع کا رہنے والا نہیں تھا اس لئے عام طور پر اس کے ساتھی
اس سے الگ الگ رہتے تھے۔ اس کے علاوہ یہ ضلع تین حصوں یعنی بالائی، درمیانی
اور زیریں میں بٹا ہوا تھا اور بالائی اور زیریں علاقوں کے رہنے والے شخص
مقامی تعصب کی وجہ سے ایک دوسرے کے ساتھ لڑتے رہتے تھے۔ ماؤ اس بے وجہ
لڑائی جھگڑے میں بالکل غیر جانبدار رہتا تھا اس لئے بھی ان تینوں علاقوں کے
رہنے والے طالب علم اسے اچھی نظر سے نہ دیکھتے تھے اور ان کے اس طرزِ عمل سے
کبھی کبھی ماؤ کو بہت تکلیف ہوتی تھی۔

اس مدرسے میں داخل ہونے کے بعد ماؤ نے لکھنے پڑھنے میں کافی ترقی کر لی۔
تمام اُستاد اس سے خوش تھے اور چونکہ وہ کنفیوشس کے شاگردوں کی لکھی ہوئی
کتابوں کے طرز پر بہت اچھے مضامین لکھنے لگا تھا اس لئے جو استاد مدرسے میں
یہ کتابیں پڑھاتے تھے وہ اُسے بہت پسند کرتے تھے۔ اسی زمانہ میں ماؤ نے اس

بھائی سے جس کے کہنے پر ماؤ اس مدرسہ میں داخل ہوا تھا اسے پڑھنے کے لئے ایک کتاب اور ایک رسالہ کی کچھ جلدیں دیں - یہ کتاب ایک اصلاح پسند چینی کیانگ یُو وی کی اصلاحی تجویزوں اور ان کی تشریح پر مشتمل تھی اور رسالہ جس کا نام "نئی قوم کا ترجمان" تھا لیانگ چی چاؤ ایک دوسرے چینی کی ادارت میں شائع ہوتا تھا - ماؤ نے ان دونوں کو پڑھا اور یہ دونوں چیزیں اسے اتنی پسند آئیں کہ اس نے ان مضامین کو زبانی یاد کر لیا - اس سلسلہ میں ماؤ کہتا ہے :-

"ان دونوں چیزوں کے لئے میں اپنے بھائی کا بہت ممنون تھا نیز کیانگ یو وی اور لیانگ چی چاؤ سے مجھے بہت زیادہ محبت ہو گئی تھی - اس زمانہ میں میں اپنے بھائی کو "ترقی پسند" سمجھتا تھا لیکن بعد میں وہ "انقلاب کا دشمن" ثابت ہوا - خود کو شریفوں کی جماعت میں سے سمجھنے لگا اور جب ۱۹۲۵ء اور ۱۹۲۷ء کے درمیان چین میں انقلاب ہو رہا تھا وہ انقلاب کے دشمنوں کے ساتھ مل گیا"

مدرسہ کے تمام لڑکے "غیر ملکی شیطان" سے نفرت کرتے تھے لیکن ماؤ جاپان کے بارہ میں اس کی باتیں نہایت شوق کے ساتھ سنا کرتا تھا - یہ استاد موسیقی اور انگریزی کی تعلیم دیتا تھا - ماؤ نے پہلی مرتبہ اس سے ایک جاپانی گیت سنا - جو روس اور جاپان کی لڑائی ختم ہونے پر اس وقت لکھا گیا تھا جب ان دونوں ملکوں کے درمیان پورٹس متھ کا معاہدہ ہوا تھا - اس گیت کے چند جملے یہ ہیں :-

"چڑیاں چہچہا رہی ہیں
بلبل رقص میں مصروف ہے
موسمِ بہار کے سبز، لہلہاتے ہوئے کھیت حسین منظر پیش کر رہے ہیں
انار کے درخت سُرخ پھولوں سے لدے ہوئے ہیں
بید کے درخت سبز اور نازک، پتیوں میں چھپ گئے ہیں اور
ہر طرف زندگی کی ایک نئی اور دلفریب تصویر نظر آتی ہے"

ماؤ کہتا ہے:-

"اس گیت کو سُن کر پہلی مرتبہ مجھے جاپان کی قدرتی دلفریبیوں اور اہلِ جاپان کے اس فخر و مسرت کا اندازہ لگانے کا موقعہ ملا جو روس پر فتح پانے کے بعد انہیں محسوس ہوئی تھی۔ میں اس بات کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ دُنیا میں کوئی خونخوار اور وحشی جاپان بھی موجود ہے۔ وہ وحشی جاپان جس سے آج ہم سب لوگ، واقف ہیں"

اس وقت تک ماؤ شہنشاہیت کا مخالف نہیں تھا، اس وقت تک، وہ بادشاہ اور بعض بڑے بڑے عہدہ داروں کو ایماندار اور لوگوں کا خیر خواہ سمجھتا تھا اور اس کا خیال تھا کہ اگر کسی طرح ان عہدہ داروں اور بادشاہ کو لوگوں کی

"تکلیفوں کا علم ہو جائے تو وہ ان پر ضرور توجہ کریں گے۔ اسی زمانہ میں اُس نے دُنیا کے بعض دوسرے ملکوں کی تاریخ اور جغرافیہ کا مطالعہ بھی کیا۔ اور ایک اخبار میں پہلی مرتبہ امریکہ اور وہاں کے انقلاب کے حالات بھی پڑھے۔ ماؤ کا بیان ہے کہ

"اس مضمون کا یہ جملہ مجھے اب تک یاد ہے کہ ——— آٹھ سال کی سخت اور خونریز لڑائی کے بعد واشنگٹن نے فتح حاصل کی اور اپنی قوم کی نئی تعمیر کے لئے راستہ بنا دیا۔"

ایک کتاب میں جس کا نام "دنیا کے بڑے لوگ" تھا ماؤ نے نپولین، ملکہ کیتھرین، پیٹر اعظم، ولنگٹن، گلیڈ اسٹون، روسو اور لنکن کے حالاتِ زندگی بھی پڑھے۔ اور اِن لوگوں کے حالات اور خیالات نے اُس کے دل پر بہت اثر کیا۔

دوسرا باب

سیاسی زندگی کا آغاز

چانگشا

چین کے صوبہ ہونان کے دارالحکومت کا نام چانگشا ہے۔ یہ شہر ماؤ کے گاؤں شاؤشان سے تیرہ چودہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ چانگشا سے آنے والے لوگ جب اس شہر کی وسعت، خوبصورتی اور دولتمندی کے علاوہ وہاں کے مدرسوں کی بھی بہت تعریف کیا کرتے تھے تو ماؤ کا دل وہاں جانے کے لئے بے چین ہو جاتا تھا۔ یہاں تک کہ اس نے چانگشا جا کر وہاں کے اس مدرسہ میں داخل ہونے کا پختہ ارادہ کر لیا جو ضلع ہسیانگ کے رہنے والے لڑکوں کے لئے مخصوص تھا۔ جاڑوں کے شروع میں ماؤ نے اپنے ایک اُستاد سے درخواست کی کہ وہ اسے چانگشا کے مدرسہ کے کسی اُستاد کے نام ایک خط دیدے۔ اُستاد نے اُس کی یہ درخواست منظور کر لی اور ماؤ یہ خط لے کر پیدل ہی شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ خود ماؤ کا بیان

سنتے ہے کہ

"اُس وقت میرے دل میں امید بھی تھی اور ناامیدی بھی ۔ مجھے مشکل ہی سے اِس بات کا یقین آتا تھا کہ میں شہر کے اِس بہت بڑے مدرسہ میں داخل ہو سکوں گا۔"

لیکن ماؤ کو یہ دیکھ کر تعجب ہُوا کہ اُسے کسی دشواری کے بغیر ہی مدرسہ میں داخل کر لیا گیا۔ اس وقت چین کے سیاسی حالات تیزی کے ساتھ بدلتے جا رہے تھے اور جیسا کہ آئندہ واقعات سے معلوم ہوگا ماؤ کے دل پر اُن کا اثر ہوتا جا رہا تھا اِس لئے وہ چھ مہینہ سے زیادہ اس مدرسہ میں نہ رہ سکا۔

پہلا مضمون

چانگشا آنے کے بعد ماؤ کو پہلی مرتبہ باقاعدہ طور پر اخبارات پڑھنے کا موقعہ ملا اور پہلی مرتبہ چین کا جو قوم پرور اور انقلاب پسند اخبار اُس کی نظر سے گذرا وہ "من لی پاؤ" یعنی "قومی طاقت"[1] تھا۔ اِس اخبار میں ہونان کے ایک انقلاب پسند وانگ ہنگ کی رہنمائی میں مانچو یعنی چین کے شاہی خاندان کے خلاف بغاوت برپا ہونے اور اس کی وجہ سے ۷۲ چینی بہادروں کو قتل کر دیئے جانے کے واقعات درج تھے جنہیں پڑھ کر ماؤ کے دل پر بہت اثر ہُوا اور وہ ہمیشہ اس اخبار کو پڑھنے لگا۔ اِس اخبار کے اڈیٹر کا نام یو یو جین تھا جسے بعد میں کومن ٹانگ کا ایک افسر مقرر کر دیا گیا۔ اسی زمانہ میں ماؤ کو ڈاکٹر سن یات سین اور اُن کی جماعت کی

---

[1] حاشیہ کے لئے دیکھو صفحہ ۴۶

سیاسی تجویزوں کا حال معلوم ہوا۔ اس وقت چین میں پہلا انقلاب آئے تھوڑے ہی دن ہوا تھا
اِن سب حالات نے ماؤ کے دل پر اتنا اثر کیا کہ اُس نے چین کی حالت کے

(حاشیہ صفحہ ۴۵) ڈاکٹر سن یت سین چین کے قوم پرور اور ترقی پسند رہنما ۱۸۶۶ء میں بمقام سن چنگ پیدا ہوئے تھے۔ ان کے والد ایک چھوٹے سے زمیندار تھے۔ ڈاکٹر سن یت سین نے ہونولولو اور ہانگ کانگ میں تعلیم حاصل کی اور عرصہ تک ڈاکٹری حیثیت سے مطب کرتے رہے ۱۸۹۵ء میں انہوں نے چین میں ایک ایسی جماعت بنائی جو جمہوری حکومت قائم کرانا چاہتی تھی لیکن تھوڑے ہی دنوں کے بعد انہیں چین سے بھاگ جانا پڑا۔ چین سے باہر رہنے کے زمانہ میں انہوں نے امریکہ اور دوسرے ملکوں میں رہنے والے چینی باشندوں کی مدد سے ایک اور جماعت قائم کی جسے کومن ٹانگ Komintang کہتے ہیں انہوں نے ۱۹۱۱ء کے انقلاب چین میں بہت حصہ لیا لیکن جب مانچو خاندان ختم ہو گیا اور چین میں جمہوری حکومت قائم ہوئی اور ایک پرانا فوجی سردار اس حکومت کا صدر بن گیا تو انہوں نے اس کی بہت سخت مخالفت کی۔ دوسرے ہی سال چین میں دوبارہ انقلاب برپا کرنے کی کوشش کی گئی لیکن یہ دوسری کوشش کامیاب نہ ہو سکی اور ڈاکٹر سن یت سین کو گرفتار کر کے جلاوطن کر دیا گیا۔ ۱۹۱۷ء میں وہ پھر چین واپس آ گئے اور نانکنگ میں جمہوری حکومت قائم کر کے جنوبی چین کے ترقی پسندوں کی رہنمائی کرنے لگے۔ ۱۲ مارچ ۱۹۲۵ء کو پیکن میں جس کا موجودہ نام پیپنگ ہے ان کا انتقال ہو گیا اور اُن کی نعش کو نانکنگ لا کر دفن کر دیا گیا۔

کے متعلق ایک مضمون لکھا اور اُسے مدرسہ کی دیوار پر چسپاں کر دیا۔ یہ مضمون ماؤ کا پہلا مضمون تھا جس میں اُس نے لکھا تھا کہ ڈاکٹر سن یت سین کو جاپان سے واپس بُلا کر نئی حکومت کا صدر بنایا جائے۔ اور کیانگ یو وی اور لیانگ چی چاؤ کو چین کا وزیرِ اعظم اور وزیرِ خارجہ مقرر کیا جائے۔

چوٹی کا معاملہ

اسی زمانہ میں سیچوان اور ہانکو کے درمیان ریل بنانے کا سوال اُٹھا ہُوا تھا۔ اور غیر ملکوں کے سرمایہ دار اس موقعہ سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش میں لگے ہُوئے تھے لیکن چین کے لوگ اِن غیر ملکی سرمایہ داروں کے سخت مخالف تھے اور انہوں نے اِن لوگوں کی مخالفت کے ساتھ ساتھ چین کے بادشاہ سے یہ مطالبہ بھی شروع کر دیا تھا کہ وہ چین میں پارلیمنٹ قائم کر دے۔ لوگوں کے اِس مطالبہ کے جواب میں بادشاہ نے ایک مجلسِ مشورت قائم کر دی۔ ماؤ اور اس کے ساتھی طالب علم بادشاہ کے اس حکم سے بہت ناراض ہُوئے اور بیزاری ظاہر کرنے کے لئے کہ انہیں بادشاہ کا یہ حکم ناپسند ہے انہوں نے اپنی چوٹیاں کٹوا دینے کا فیصلہ کر لیا۔ اِس فیصلہ کے بعد بہت سے لڑکوں نے تو اپنی چوٹیاں کٹوا دیں لیکن کچھ طالب علم ایسے بھی تھے جو اپنے فیصلہ پر قائم نہ رہے۔ اور ماؤ اور اُس کے دوستوں نے انہیں پکڑ پکڑ کر زبردستی اُن کی چوٹیاں کاٹ دیں[1]۔ اس سلسلہ میں ماؤ کہتا ہے :-

[1] چینی لوگ اپنے سروں پر چوٹی کی موجودگی کو بادشاہِ چین کے ساتھ عقیدت و وفاداری کا نشان سمجھتے تھے

داڑھی رکھنے یا نہ رکھنے کے سوال پر ہم لڑکوں اور اس مدرسہ کے ایک
طالب علم کے درمیان جہاں قانون کی تعلیم دی جاتی تھی بحث شروع ہوگئی
وہ کہتا تھا کہ جسم، کھال، بال اور ناخن انسان کے لئے اس کے باپ
دادا کا ورثہ ہے۔ اس لئے انہیں ضائع نہیں کرنا چاہئے لیکن ہم لڑکوں
نے شاہی خاندان کی مخالفت کرتے ہوئے اُسے جو جواب دیا اُسے سن کر
وہ خاموش ہوگیا۔"

فوج میں بھرتی ہونے کا فیصلہ

انہیں دنوں میں صوبہ ہونان کے ایک شہر وُوہان میں حکومت کے خلاف بغاوت
برپا ہوگئی۔ یہ بغاوت چین کی ایک سیاسی جماعت لی یوان ہنگ نے کرائی تھی جب
یہ بغاوت دب گئی تو حکومت نے اس سارے صوبہ میں مارشل لا جاری کر دیا جس کی
وجہ سے سیاسی حالات اور بھی تیزی سے بدلنے لگے۔ ایک دن ماؤ کے مدرسے میں
بھی لی یوان ہنگ کی طرف سے ایک آدمی آیا اور پرنسپل کی اجازت سے تمام
لڑکوں کے سامنے ایک پُرجوش تقریر کی جس میں انہیں بتایا گیا تھا کہ چین سے
شہنشاہِ چین کی حکومت کیوں ختم کر دینی چاہئے۔ مدرسہ کے لڑکوں پر اس تقریر
کا بہت اثر ہوا اور جب یہ شخص تقریر ختم کر چکا تو کچھ لڑکوں نے اٹھ کر اس کے
خیالات کی تائید کی۔

اس واقعہ کے چار پانچ روز بعد ماؤ اور اس کے چند دوستوں نے

لی یوان ہنگ کی انقلابی فوج میں بھرتی ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ ان لوگوں نے مدرسہ کے دوسرے لڑکوں سے چندہ لے کر ایک چھوٹی سی رقم بھی جمع کر لی اور انقلابی فوج کے صدر مقام ہانکاؤ جانے کے لئے تیار ہو گئے لیکن ہانکاؤ روانہ ہونے سے پہلے انہیں معلوم ہُوا کہ بارش اور نمی کی زیادتی کی وجہ سے ہانکاؤ میں بارش کا جُوتہ پہنے بغیر چلنا پھرنا مشکل ہے۔ اس لئے ماؤ نے ارادہ کیا کہ اسے ایک سپاہی سے جو اس کا دوست تھا بارش کا جُوتہ مانگ لینا چاہئے

چانگشا پر انقلابی فوج کا قبضہ

ماؤ کا یہ دوست چینی فوج کے جس دستہ کے ساتھ تھا وہ شہر چانگشا کے باہر پڑا ہُوا تھا۔ ماؤ جب اپنے دوست سے ملنے کے لئے شہر سے باہر نکلا تو اُسے فرودگاہ میں داخل ہونے سے روک دیا گیا۔ ماؤ کا بیان ہے:۔

"اس وقت چھاؤنی میں بہت مصروفیت نظر آتی تھی۔ سپاہیوں کو پہلی مرتبہ رائفل کی گولیاں تقسیم کی جا رہی تھیں اور انہیں شہر کی طرف آنے والے راستوں پر کھڑا کیا جا رہا تھا۔ باغی فوجیں کینٹن سے ہانکاؤ آنے جانے والی ریل کی سڑک کے ساتھ ساتھ شہر کی طرف بڑھ رہی تھیں اور یہ لڑائی شروع ہو چکی تھی۔ کچھ دیر تک شہر چانگشا کی فصیل کے باہر لڑائی ہوتی رہی۔ شہر کے اندر بھی بغاوت ہو گئی تھی چینی مزدوروں نے ایک زبردست حملہ کر کے شہر کے دروازوں پر قبضہ کر لیا۔ میں بھی کسی نہ کسی طرح

ایک دروازہ سے شہر میں واپس آگیا اور ایک اونچی جگہ کھڑا ہو کر لڑائی کا منظر دیکھنے لگا۔ کچھ دیر کے بعد گورنر کے محل پر چینی عوام کا سفید پرچم نصب کر دیا گیا اور شہر پر چینی مزدوروں کا قبضہ ہو گیا۔ ان سب باتوں کو دیکھنے کے بعد جب میں اپنے مدرسہ میں واپس آیا تو اس پر فوج کا پہرہ لگا ہوا تھا۔

دوسرے دن شہر میں فوجی حکومت قائم کر دی گئی اور چین کی ایک دوسری سیاسی جماعت "کی لو ہوئی" کے دو مشہور رہنماؤں کو چانگشا کا گورنر اور اس کا نائب بنا دیا گیا۔ اور اس نئی حکومت نے بھی انہیں عمارتوں میں اپنے دفتر قائم کئے جن میں پہلی حکومت کے دفتر تھے۔ یہاں اس نئی حکومت کے افسروں کو بادشاہ کے نام لوگوں کی ایک ایسی تحریر بھی ملی جس میں پارلیمنٹ قائم کرنے کی درخواست کی گئی تھی۔ لوگوں نے کچھ عرصہ پہلے بادشاہ کو جو درخواست بھیجی تھی اس پر ایک شخص نے جس کا نام ہسو تہہ لہ تھا اور جو بعد میں چین کی اشتراکی (پنچائتی) حکومت کا وزیر بنا اپنے خون سے چند جملے لکھے تھے۔ اس درخواست پر خون سے لکھنے کا یہ مطلب تھا کہ چین کے لوگ بادشاہ سے جو کچھ مانگ رہے ہیں وہ انہیں اپنے خون سے بھی زیادہ پیارا ہے۔ اور اسے حاصل کرنے میں اگر انہیں اپنی جان بھی دینی پڑے تو وہ اس سے انکار نہ کریں گے۔

چانگشا کی نئی حکومت کا گورنر اور نائب گورنر صرف اس لئے زیادہ عرصہ تک

اپنے عہدوں پر قائم نہ رہ سکے کہ وہ دونوں کسانوں اور مزدوروں کے سچے دوست تھے۔ صوبہ ہونان کے زمینداروں اور مالدار سوداگروں کے کہنے پر ایک شخص تا آن ین کائی نے اُن کے خلاف سازش کر کے انہیں قتل کرا دیا۔ اس واقعہ کے سلسلہ میں ماؤ کا بیان ہے:-

"ایک روز میں اپنے دوست کے یہاں جا رہا تھا کہ میں نے ان دونوں کی نعشوں کو سڑک پر پڑا ہوا دیکھا۔

ساتھیوں سے اختلاف

اس زمانہ میں چانگشا کے سارے طالب علم نہ صرف فوج ہی میں بھرتی ہوتے جا رہے تھے بلکہ انہوں نے اپنی الگ فوج بنانے کا فیصلہ بھی کر لیا تھا لیکن ماؤ کو اُن کی اس تجویز سے اختلاف تھا اس لئے اُس نے باقاعدہ انقلابی فوج میں داخل ہو کر انقلاب کے موقعہ پر اپنا فرض ادا کرنے کا فیصلہ کیا اور فوج میں بھرتی ہو گیا۔ اس وقت ماؤ کو سات ڈالر ماہوار تنخواہ ملتی تھی۔ اس سلسلہ میں خود اس کا بیان ہے کہ

"وہ رقم اس رقم سے زیادہ تھی جو اس وقت مجھے سرخ فوج کے سپاہی کی حیثیت سے ملتی ہے۔"

سوشلزم کا پہلا سبق!

ماؤ اپنی تنخواہ میں سے دو ڈالر کھانے، ایک ڈالر پانی خریدنے اور باقی رقم

اخبارات پر خرچ کر دیا کرتا تھا جو اخبارات انقلاب کے متعلق مضامین شائع کیا کرتے تھے اُن میں سے ایک اخبار "سیانگ کیانگ ڈیلی نیوز" بھی تھا۔ اِس اخبار میں سوشل ازم (اشتراکیت) پر بھی بحث کی جاتی تھی۔ ماؤ کا بیان ہے:۔

"میں نے لفظ سوشل ازم پہلی مرتبہ اسی اخبار میں پڑھا تھا"

سوشل ازم سے کسی قدر واقف ہو جانے کے بعد ماؤ اپنے ساتھیوں سے اِس مسئلہ پر تبادلۂ خیالات کرنے لگا۔ اسی زمانہ میں اُس نے سوشل ازم پر کیانگ کے اتنگ ہو کے لکھے ہُوئے کچھ رسالے بھی پڑھے جن سے اس مسئلہ پر اس کی واقفیت اور بھی بڑھ گئی۔ اِس سلسلہ میں اُس نے اپنے بہت سے ہم جماعت دوستوں کو خطوط بھی لکھے۔ لیکن اس کے صرف ایک دوست نے اُس کے خیالات سے اتفاق ظاہر کیا۔

فوج کی ملازمت سے استعفیٰ!

ماؤ چونکہ ایک پڑھا لکھا شخص تھا اور اُس کے دل میں اپنے ملک کی خدمت کا زبردست جذبہ موجود تھا اِس لئے وہ چاہتا تھا کہ اپنے ساتھی سپاہیوں کے ساتھ زیادہ سے زیادہ میل جول پیدا کرے۔ وہ ہر موقع پر اُن کی خدمت کرتا تھا، ان کے خط لکھتا تھا اور دُکھ تکلیف میں اُن کی تیمارداری کرنا اپنا فرض سمجھتا تھا۔ اِس لئے سب لوگ اُسے محبّت اور عزّت کی نظر سے دیکھنے لگے۔

اِس وقت تک چین کے شاہی خاندان کو علیحدہ کر کے جمہوری حکومت قائم

کرنے کے لئے جو کوششیں کی گئی تھیں، اُن کا کوئی خاص نتیجہ برآمد نہیں ہوا تھا۔ چین کے بادشاہ چی اَنگ نے اپنے اختیارات سے پوری طرح دست کشی نہیں کی تھی اور خود کومن ٹانگ کے اندر رہنمائی کے سوال پر شدید اختلافات پیدا تھے۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے ٹنوبہ ہونان میں عام طور پر خیال کیا جا رہا تھا کہ چین میں ایک مرتبہ پھر خانہ جنگی برپا ہوگی۔ چنانچہ شہنشاہ چی اَنگ اور اُس کے حامی یوین شیہہ سے لڑنے کے لئے کئی زبردست فوجیں بھی تیار کر لی گئی تھیں لیکن ابھی تک لڑائی شروع نہیں ہوئی تھی کہ ڈاکٹر سن یات سین اور یوین شیہہ کے آدمی کے درمیان سمجھوتہ ہوگیا اور اس طرح چین ایک بہت بڑی خانہ جنگی سے بچ گیا۔ اس سمجھوتہ کی رُو سے نانکنگ کی حکومت کو ختم کر دیا گیا تھا۔ اب چونکہ لڑائی کی ضرورت باقی نہیں رہی تھی اس لئے ماؤ بھی فوج کی ملازمت سے استعفیٰ دے کر اپنی پرانی زندگی کی طرف لوٹ آیا اور اپنا زیادہ وقت کتابوں اور اخبارات کے مطالعہ میں صرف کرنے لگا۔ ماؤ صرف چھ مہینے فوج میں ملازم رہا تھا۔

مدرسوں کے اشتہار!

ملک میں امن قائم ہو جانے کے بعد جہاں چین کی تجارت، دستکاری اور زراعت وغیرہ میں ترقی ہو رہی تھی وہیں تعلیم کے لئے نئے نئے مدرسے بھی قائم ہوتے جا رہے تھے اور لوگوں کو متوجہ کرنے کے لئے ان مدرسوں کے منتظمین اپنے اپنے مدرسہ کے اشتہار اخباروں میں شائع کراتے رہتے تھے۔ اب چونکہ ماؤ فوج کی

ملازمت چھوڑ چکا تھا اور دوبارہ کسی مدرسہ میں داخل ہو کر اپنی تعلیم جاری رکھنا چاہتا تھا۔ اس لئے اس نے ان اشتہاروں کو پڑھنا اپنا فرض قرار دے لیا۔ لیکن اوّل تو اس کے پاس کسی مدرسہ کی اچھائی یا برائی کی جانچ کا کوئی ذریعہ موجود نہیں تھا۔ دوسرے ابھی وہ اس بات کا فیصلہ بھی نہیں کر سکا تھا کہ اسے کس چیز کی تعلیم حاصل کرنی چاہئے اس لئے وہ مدرسہ میں داخل ہونے کے متعلق کوئی مستقل رائے قائم نہیں کر سکا۔ چنانچہ وہ خود کہتا ہے:۔

"میری نظر سے پولیس کے ایک مدرسہ کا اشتہار گذرا اور میں نے اس میں داخل ہونے کے لئے اپنا نام امیدواروں کی فہرست میں درج کرا لیا لیکن امتحان میں شامل ہونے سے پہلے میں نے صابون سازی کے ایک مدرسہ کا اشتہار پڑھا۔ اس اشتہار میں صابون بنانے کے فائدوں کو نہایت دلکش انداز میں بیان کرنے کے بعد یہ بھی کہا گیا تھا کہ اس کام سے قوم اور ملک امیر بن سکتے ہیں۔ چنانچہ میں نے یہ کام سیکھنے کا فیصلہ کر کے اپنا نام درج کرانے کے لئے ایک ڈالر بھیج دیا۔"

اسی دوران میں ماؤ کے ایک دوست نے جو قانون کی تعلیم پا رہا تھا اسے قانون پڑھنے کی ترغیب دی۔ ماؤ نے خود بھی قانون کے اس مدرسہ کا اشتہار پڑھا تھا جس میں لکھا تھا کہ صرف تین سال کے عرصہ میں قانون کا پورا نصاب ختم کرا دیا جاتا ہے اب ماؤ نے اس مدرسہ میں داخل ہونے کا فیصلہ کیا۔ ایک خط لکھ کر اپنے باپ کو

اپنے اس فیصلہ کی اطلاع دی۔ اور داخلہ کے لئے ایک ڈالر بھیج کر اپنے باپ کے جواب کا انتظار کرنے لگا۔ ابھی اس مدرسہ میں داخلہ کا معاملہ ختم نہیں ہوا تھا کہ ماؤ نے کمرشل اسکول کا ایک اشتہار پڑھا۔ اور ایک دوست نے اُسے مشورہ دیا کہ چونکہ ملک میں اقتصادی جدوجہد بڑھتی جا رہی ہے اور اس وقت ملک کی اقتصادی حالت کو درست کرنے کے لئے اقتصادیات کے ماہروں ہی کی سب سے زیادہ ضرورت ہے اس لئے اُسے کمرشل اسکول ہی میں داخل ہونا چاہئے۔ ماؤ اپنے دوست کی باتوں کا کوئی جواب نہ دے سکا۔ اور اس مدرسہ میں داخل ہونے کے لئے ایک ڈالر بھیج دیا۔ اس کے بعد اُس نے اپنے باپ کے پاس ایک دُوسرا خط بھیجا جس میں اُسے اپنے نئے ارادہ سے مطلع کر کے اس سے امداد کی درخواست کی تھی۔ چین شینگ چونکہ خود ایک اوسط درجہ کا تاجر تھا اس لئے اُسے یہ آخری تجویز بہت پسند آئی اور اُس نے ماؤ کو اس مدرسہ میں داخل ہونے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ ماؤ داخل ہو گیا۔ مگر چونکہ اس مدرسہ میں تمام مضامین انگریزی زبان میں پڑھائے جاتے تھے اور دُوسرے لڑکوں کی طرح ماؤ کو بھی برائے نام ہی انگریزی آتی تھی۔ پھر اس مدرسہ میں انگریزی پڑھانے کا کوئی انتظام بھی نہیں تھا اس لئے ماؤ کو ایک ہی مہینہ کے بعد اس مدرسہ سے اپنا نام خارج کرا لینا پڑا۔

مدرسوں سے بیزاری!

کمرشل اسکول سے نام خارج کرا لینے کے بعد ماؤ "فرسٹ پراونشل مڈل اسکول" میں داخل ہو گیا لیکن چھ مہینہ تک اس اسکول میں پڑھتے رہنے کے بعد آخر کار وہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ اُسے مدرسوں کی پابندیوں سے آزاد رہتے ہوئے خود اپنی تعلیم کو جاری رکھنا چاہئے۔ یہ فیصلہ کر کے اُس نے اس مدرسہ سے بھی اپنا نام خارج کرا لیا! اور اپنے لئے ایک نصاب تعلیم مقرر کر کے اس کے مطابق روزانہ "ہونان پراونشل لائبریری" میں مطالعہ کرنے لگا۔ ماؤ اس معاملہ میں بہت مستقل مزاج اور وقت کا پابند واقع ہوا تھا۔ اِس لئے چھ مہینہ کے بعد ہی اُس نے محسوس کیا کہ اس مطالعہ سے اُسے بہت زیادہ فائدہ پہنچ رہا ہے۔ چنانچہ خود ماؤ کا بیان ہے:-

> "میں صبح لائبریری کھلنے کے وقت وہاں پہنچ جاتا اور دوپہر تک مطالعہ کیا کرتا۔ دوپہر کو بازار جاتا اور چاول کی دو روٹیاں خرید کر کھا لیتا اور پھر شام تک مطالعہ میں مشغول رہتا۔"

اس زمانہ میں اُس نے دنیا کی تاریخ اور جغرافیہ کا مطالعہ کیا۔ اسی جگہ اُس نے پہلی مرتبہ دنیا کا نقشہ دیکھا اور وقتاً فوقتاً نہایت دلچسپی کے ساتھ اس کا مطالعہ کرتا رہا۔ اِن چیزوں کے علاوہ اُس نے مغرب کے بہت سے علما کی تصانیف کے چینی ترجموں کو بھی پڑھا۔ قدیم یونانی شاعروں اور ادیبوں کی نظموں اور افسانوں کا مطالعہ

بھی کیا اور خاص طور پر روس، امریکہ، انگلستان اور فرانس وغیرہ کے تاریخی اور جغرافیائی حالات کو پڑھنے میں مصروف رہا۔

طلباء اور سپاہیوں کی لڑائی

ان دنوں ماؤ ضلع ہسیانگ ہسیانگ کے لئے چانگشا میں بنے ہوئے مسافر خانہ میں رہتا تھا جہاں بہت سے طالب علم، سرکاری پنشن یافتہ اور ایسے سپاہی بھی رہتے تھے جن کی خدمات کی ضرورت باقی نہیں رہی تھی۔ اور جو مالی مشکلات کی وجہ سے کسی اور جگہ نہیں رہ سکتے تھے۔ یہ سپاہی اور طالب علم ہمیشہ آپس میں لڑتے جھگڑتے رہتے تھے یہاں تک کہ ایک دن اُن کے درمیان ہاتھا پائی کی نوبت آ گئی۔ فوجی سپاہیوں نے لڑکوں کو مار ڈالنے کے لئے حملہ کیا۔ لیکن ماؤ غسل خانہ کی راہ سے فرار ہو گئے

ایک نئے مدرسہ میں داخلہ

اِس وقت ماؤ مالی اعتبار سے بہت پریشان حال تھا۔ اس کا باپ کسی مدرسہ میں داخل ہو جانے سے پہلے اُس کی مدد کرنے کے لئے تیار نہیں تھا اور اب چونکہ وہ مسافر خانہ میں بھی نہیں رہ سکتا تھا اس لئے اُسے رہنے کے واسطے کسی نئی جگہ کی تلاش بھی تھی۔ اس زمانہ میں وہ اس بات پر بھی غور کر رہا تھا کہ اُسے اپنی آئندہ زندگی گذارنے کے لئے کیا کرنا چاہیئے۔ اور اس نتیجہ پر پہنچتا جا رہا تھا کہ اُس کے لئے بہترین مشغلہ مدرسی ہی ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اُس نے دوبارہ

اشتہارات پڑھنے شروع کئے۔ خوش قسمتی سے اسی زمانہ میں "ہونان نارمل اسکول" کا ایک اشتہار اخبارات میں شائع ہو رہا تھا۔ اس مدرسہ میں پڑھنے کے لئے فیس نہیں دینی پڑتی تھی اور بورڈنگ میں رہنے کا خرچ بھی بہت کم تھا۔ ماؤ کے دو دوست بھی اس مدرسہ میں داخل ہونے کے خواہشمند تھے لیکن اس مدرسہ میں داخل ہونے سے پہلے ہر امیدوار کو ایک علمی مضمون لکھنا پڑتا تھا۔ اور ماؤ کے یہ دونوں دوست چاہتے تھے کہ ماؤ ان کے لئے دو مضمون لکھ دے۔ اس لئے ان دونوں نے بھی ماؤ کو اس مدرسہ میں داخل ہو جانے کی صلاح دی۔ چنانچہ ماؤ نے اپنے اور اپنے دونوں دوستوں کے لئے تین مضمون لکھے جنہیں منظور کر لیا گیا۔ ماؤ کہتا ہے :-

"چونکہ میرے لکھے ہوئے تینوں مضمون منظور کر لئے گئے تھے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ میرا داخلہ تین مرتبہ ہوا۔ اس وقت میں اپنے دوستوں کے لئے اُن کے نام سے مضمون لکھنے کو اخلاقی کمزوری نہیں سمجھتا تھا بلکہ میرا خیال تھا کہ دوستوں کے درمیان ایسی باتیں ہو ہی جایا کرتی ہیں۔

ماؤ کے تین اُستاد

ماؤ اس مدرسہ میں پانچ سال تک تعلیم پاتا رہا اور آخرکار سند حاصل کر لی۔ اس پانچ سال کی مدّت میں اسے بہت سے قابلِ ذکر واقعات پیش آئے جن کے نتیجہ کے طور پر اسے سیاسی خیالات میں یکسوئی حاصل ہو گئی۔ اور اس مدرسہ

میں رہتے ہوئے اُسے پہلی مرتبہ سماجی زندگی کے تجربات حاصل ہوئے۔
اس مدرسہ کا ایک اُستاد جسے لڑکے شرارتاً "دراز ریش" کہا کرتے تھے ماؤ کے اندازِ تحریر کا بہت مذاق اُڑایا کرتا تھا۔ اور لیانگ چی چاؤ کو جس کے اندازِ تحریر کو پسند کر کے ماؤ نے یہ اندازِ تحریر اختیار کیا تھا "نیم جاہل" کہا کرتا تھا اس لئے ماؤ نے اس انداز کو چھوڑ کر مضامین لکھنے کا وہ ڈھنگ اختیار کر لیا جو کنفیوشس اور اُس کے شاگردوں کی کتابوں کا ہے۔ ماؤ کا بیان ہے۔

"میں اپنے اس لمبی داڑھی والے استاد کا شکر گزار ہوں جس کی وجہ سے اگر آج بھی ضرورت پیش آجائے تو میں کنفیوشس اور اُس کے شاگردوں کی لکھی ہوئی کتابوں کے طرز میں بہترین مضمون لکھ سکتا ہوں۔"

اس مدرسہ کے ایک دوسرے اُستاد یانگ چین چائی نے جو انگلستان میں تعلیم پا کر آیا تھا اور یہاں علمِ اخلاق کی تعلیم دیا کرتا تھا ماؤ کی زندگی کو بہت زیادہ متاثر کیا۔ اس استاد کا اخلاق بہت بلند تھا اور وہ اپنے شاگردوں کو بھی اپنی ہی طرح بلند اخلاق انسان دیکھنا چاہتا تھا۔ اس شخص کی صحبت میں رہتے ہوئے ماؤ نے علم الاخلاق پر بھی چند کتابیں پڑھیں اور "ذہن کی قوت" کے عنوان سے ایک مضمون بھی لکھا جسے یانگ چین چائی نے بہت پسند کیا۔

اس مدرسہ کا ایک تیسرا اُستاد اُسے "عوام کا اخبار" کے پُرانے پرچے پڑھنے کے لئے دیا کرتا تھا جن کے مطالعہ سے ماؤ کو ڈاکٹر سن یات سین کی خفیہ قوم پرور

جماعت "ٹنگ منیگ ہوئی"[1] کی اُن سرگرمیوں کا حال معلوم ہوا جو اس کے اراکین نے لیانگ چی چاؤ[2] اور کیانگ یُوَوی[3] ایسے لوگوں کے خلاف شروع کر رکھی تھیں۔

صُوبہ ہُونان کی سیاحت

اس اخبار میں چین کے ایسے دو نوجوانوں کے حالات بھی شائع ہوئے تھے جو دنیا کی سیر کرنے کے ارادہ سے روانہ ہو کر تبّت تک جا پہنچے تھے۔ اُن کے حالات پڑھ کر ماؤ کو بھی سیر و سفر کا شوق پیدا ہوا لیکن روپیہ نہ ہونے کی وجہ سے وہ اگرچہ اپنے اس شوق کو پُورا نہیں کر سکا مگر اُس نے صُوبہ ہونان کی سیاحت کا ارادہ ضرور کر لیا۔

---

[1] ٹنگ منیگ ہوئی کی بنیاد ہی پر بعد میں کومن ٹانگ قائم کی گئی تھی۔ اس وقت ٹنگ منیگ ہوئی کے بیشتر اراکین جاپان میں جلا وطن تھے اور وہیں رہتے ہوئے اپنے مخالفوں سے "قلمی جنگ" کرتے رہتے تھے۔

[2] و [3] لیانگ چی چاؤ اور کیانگ یُووی اس زمانہ میں چین کے دو رہنما تھے۔ یہ چین میں جمہوری حکومت قائم کرانے کی بجائے یہ چاہتے تھے کہ بادشاہ موجود رہے اور کسی حد تک لوگوں کی شکایتوں کو دُور کر دیا جائے۔ ایسے لوگوں کو "اصلاح پسند شہنشاہیت پرست" کہا جاتا ہے۔ ڈاکٹر سن یات سین چونکہ بادشاہ کو علیحدہ کر کے چین میں جمہوری حکومت قائم کرانی چاہتے تھے اس لئے انہیں ان لوگوں سے اختلاف رہتا تھا۔

اسی سال گرمی کے موسم کے شروع میں ماؤ اپنے ایک دوست ہسیاؤ یو کے ساتھ پیدل ہونان کی سیاحت کے لئے روانہ ہوگیا۔ اور اس صوبہ کے پانچ ضلعوں کا دورہ کرلیا۔ اس تمام سفر میں ان لوگوں کو ایک پیسہ بھی خرچ کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ کیونکہ یہ لوگ جس جگہ جاتے تھے وہاں کے رہنے والے خود ہی اُن کے ٹھہرنے اور کھانے کا انتظام کردیتے تھے۔ سفر کی طوالت اور چند ہم خیال دوستوں کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ایک روز ماؤ نے چانگشا کے اخباروں کے ذریعہ سے ایسے نوجوانوں کو اپنے ساتھ خط وکتابت یا ملاقات کرنے کی دعوت دی جو قومی خدمت کے سلسلہ میں ہر قسم کی مشکلوں کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ ماؤ کی اس دعوت کا جواب خود اُس کے قول کے مطابق ساڑھے تین آدمیوں نے دیا۔ کیونکہ اُن میں سے

۱؎ کومن ٹانگ کے برسرِ اقتدار آجانے کے بعد ای پی چائی کی وجہ سے جو اس وقت ہونان نارمل کالج "کا پرنسپل اور کومن ٹانگ" کا ایک با اثر رکن تھا ہسیاؤ یو کو نانکنگ میں ایک اچھی سرکاری ملازمت مل گئی تھی۔ کچھ عرصہ کے بعد جب ای پی چائی خود ایک سرکاری عہدہ دار ہوا تو اُس نے ہسیاؤ یو کو "پیکنگ پیلس میوزیم" کا نگران بنادیا لیکن اُس نے میوزیم کی بہت سی قیمتی چیزیں فروخت کردیں اور روپیہ لے کر ۱۹۳۲ء میں فرار ہوگیا۔

۲؎ ماؤ کے بیان کردہ ساڑھے تین آدمیوں میں سے ایک کا نام سو چیانگ لنگ تھا یہ شخص کچھ عرصہ تک چین کی کمیونسٹ پارٹی میں شامل رہنے کے بعد پارٹی سے غداری کرکے علیحدہ ہوگیا۔ دوسرے دو طالب علم (جو بقیہ ہیں) سے انقلاب کے دشمن ثابت ہوئے (بقیہ حاشیہ برصفحہ ۶۲)

ایک شخص ایک مرتبہ ملنے کے بعد پھر کبھی واپس نہیں آیا۔

ہسن من ہسوئی ہئی کا قیام

بہرحال آہستہ آہستہ ماؤ کے گرد بہت سے چینی طالب علم جمع ہو گئے اور انہیں نوجوانوں نے ہسن من ہسوئی ہئی" کے نام سے وہ جماعت قائم کی جس نے چین کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۱) لیکن لی لی سان جس کے جواب کو ماؤ نے "لفصف جواب" سے تعبیر کیا ہے آگے چل کر کچھ عرصہ تک ماؤ کا مخالف اور "سرخ فوج" کو نقصان پہنچانے کا باعث بھی بنا رہا۔ اس شخص نے فرانس میں تعلیم پائی تھی اور وہاں سے واپس آنے کے بعد اس کا تمام وقت شنگھائی اور ہانکوہیں جہاں ۱۹۳۰ء تک خفیہ طور پر کمیونسٹ پارٹی کا صدر دفتر قائم تھا بسر ہوا تھا۔ یہ شخص چین کا بہت بڑا اور سرگرم کمیونسٹ سمجھا جاتا تھا لیکن چین میں ٹراٹسکی کا وہی سب سے بڑا اہم خیال بھی تھا۔ ۱۹۲۹ء سے ۱۹۳۱ء تک پارٹی پر اس کا بہت زیادہ اثر رہا لیکن ۱۹۳۱ء میں اسے "پولٹ بیورو" سے علیحدہ کر کے مطالعہ کے لئے ماسکو بھیج دیا گیا۔

ہسن من ہسوئی ہئی یعنی قوم کو مطالعہ کی دعوت دینے والی جماعت ماؤ اور اس کے ساتھیوں نے ۱۹۱۷ء میں قائم کی تھی۔ اس وقت اس جماعت کے اراکین کی تعداد ستر اور اسّی کے درمیان تھی چین کے آئندہ انقلاب اور چین میں اشتراکی تحریک کی کامیابی کی تاریخ میں انہیں لوگوں کے نام جلی قلم سے لکھے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ان لوگوں میں سے لو مان اب کمیونسٹ پارٹی کی مجلس تنظیم کا سکریٹری اور ہو تی آنہسانگ (بقیہ حاشیہ بر صفحہ ۶۴)

سیاسی مستقبل پر بہت زیادہ اثر کیا۔ اس چھوٹے سے گروہ میں نہایت سنجیدہ مزاج نوجوان شامل تھے۔ یہ لوگ بے کار باتوں میں اپنا وقت صرف نہیں کرتے تھے اور اُن کا عقیدہ تھا کہ ملک کے حالات روز بروز خراب ترہوتے جا رہے ہیں اس لئے ہمیں عشق و محبّت اور ذاتی باتوں کو بھول کر زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرنا چاہئے۔ ماؤ کہتا ہے:۔

"نسوانی دلفریبیوں کا تو جو نوجوانوں کی زندگی میں بہت اہمیت رکھتی ہیں ذکر ہی کیا ہے۔ میرے ساتھی زندگی کے عام واقعات پر بھی گفتگو کرنا "قومی گناہ" تصوّر کرتے تھے۔ ایک مرتبہ میں اپنے ایک دوست کے گھر گیا۔ بات چیت کے دوران میں اُس نے گوشت خریدنے کا ذکر کیا اور اپنے ملازم کو آواز دے کر اس معاملہ میں اس سے بھی دو چار باتیں کیں اور اسے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۲) "سیکنڈ فرنٹ ریڈ آرمی" کا رکن ہے۔ ہو ہسین ہون کمیونسٹ گورنمنٹ کی عدالتِ عالیہ کا جج مقرر ہوا تھا لیکن بعد میں مارشل چیانگ کائی شیک نے اُسے قتل کرا دیا۔ اسی طرح کو لیانگ جو مزدوروں کی تنظیم کا ماہر تھا ۱۹۳۰ء میں جنرل ہوچیان کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ انہیں نوجوانوں میں سے مشہور چینی اشتراکی ادیب ہسیاؤ چو چیانگ بھی ہے جس نے روس میں مستقل طور پر قیام اختیار کر لیا ہے۔ ساتی ہو ننگ "سنٹرل کمیونسٹ پارٹی" کا ایک رکن تھا لیکن ۱۹۲۷ء میں مارشل چیانگ کائی شیک نے اُسے بھی قتل کرا دیا۔ غرضیکہ اس جماعت کے اکثر اراکین ۱۹۲۷ء میں جب کہ چین کی تمام اُن طاقتوں نے جو انقلاب کی دشمن تھیں متحد ہو کر انقلاب کی مخالفت شروع کی تھی قتل کر دیئے گئے تھے۔

گوشت لانے کے لئے بازار بھیج دیا۔ میں اُس کی اِن باتوں سے اس قدر ناراض ہوا کہ فوراً اُٹھ کر چلا آیا اور پھر کبھی اس سے نہیں ملا۔ اس زمانہ میں ہم لوگ انسانی فطرت، سماجی حالات اور چین کے مختلف مسائل ہی پر گفتگو کیا کرتے تھے۔"

جفاکشی اور محنت کی عادت!

ماؤ اور اُس کے ساتھیوں کے انہیں خیالات نے اُنہیں تندرست اور محنتی بننے کی طرف بھی متوجہ کیا۔ چنانچہ جاڑوں کی چھٹیوں میں یہ لوگ کھیتوں اور پہاڑیوں میں پھرتے رہتے تھے، تیر کر دریاؤں کو پار کرنے کی مشق کرتے تھے۔ بارش، دھوپ اور تیز ہواؤں میں اپنی قمیصیں اُتار ڈالتے تھے اور اس حرکت کو بارش، دھوپ اور ہوا کے غسل سے تعبیر کرتے تھے۔ اِس سلسلہ میں ماؤ کا بیان ہے کہ

"جب کہرہ پڑتا تھا تو ہم لوگ کھلے آسمان کے نیچے سوتے تھے اور نومبر کے مہینہ میں بھی دریا میں تیرتے تھے۔ میرا خیال ہے کہ اُس زمانہ کی اُسی جفاکشی کی بدولت میری صحت اتنی اچھی رہی کہ میں نے جنوبی چین کے دوروں اور کیانگسی سے شمال و مغرب کی طرف "لانگ مارچ[1]" میں کوئی تکلیف محسوس نہیں کی۔"

---

[1] "ریڈ آرمیز لانگ مارچ" Red Armies' Long March. یعنی چین کی سرخ فوج کا طویل سفر چین میں اشتراکی تحریک کی تاریخ کا ایک اہم واقعہ ہے نانکنگ

(بقیہ برصفحہ ۶۵)

اس زمانہ میں ماؤ کے خیالات بہت پراگندہ تھے - وہ آزادی، جمہوری اصلاحات اور یوٹوپین سوشلزم جیسے مسائل پر غور کرتا رہتا تھا لیکن کسی صحیح نتیجہ پر نہیں پہنچ سکا تھا - اس کے باوجود اب وہ فوجی حکومت اور شہنشاہیت کا شدید مخالف بن گیا تھا -

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۴) کی حکومت نے جس پر ڈاکٹر سن یات سین کے انتقال کے بعد چیانگ کائی شیک یعنی چین کے موجودہ جنرلسیمو کا اقتدار قائم ہو گیا تھا چین کی اشتراکی تحریک اور سرخ فوج کو کچل ڈالنے کے لئے دسمبر ۱۹۳۰ء سے اکتوبر ۱۹۳۴ء تک سرخ علاقوں پر پانچ زبردست حملے کئے لیکن حکومت کی فوجوں کو کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔ کمیونسٹ جانتے تھے کہ جاپان چین پر حملہ کرنے والا ہے اور وہ اس بات کو بھی اچھی طرح سمجھتے تھے کہ اس خانہ جنگی کی وجہ سے چین کی مسلح طاقت کو شدید نقصان پہنچ رہا ہے۔ اسلئے انہوں نے چین کے شمال و مغرب میں چلے جانے کا فیصلہ کیا اور اس فیصلہ کے بعد سرخ چینیوں نے جو سفر کیا وہ سرخ فوج کا طویل سفر کہلاتا ہے۔

۱؎ ۱۵۱۶ء میں ایک انگریز سر ٹامس مور نے یوٹوپیا Utopia. کے نام سے ایک کتاب لکھی تھی جس میں اسی نام کے ایک خیالی جزیرہ کا ذکر کرتے ہوئے وہاں کی خیالی سوویٹ گورنمنٹ کی بہت تعریف کی تھی - یہ کتاب ہر زمانہ میں سیاسی باتوں سے دلچسپی رکھنے والے لوگوں کے خیالات پر اثر کرتی رہی

تیسرا باب

انقلابی سرگرمیوں کی ابتدا

فرانس جانے والے نوجوانوں کی امداد

جیسا کہ ماؤ کے حالات سے معلوم ہوتا ہے اُس کا باپ اُس کی سرگرمیوں سے خوش نہیں تھا اور ماؤ کو اپنے گھر سے جو دلچسپی تھی وہ صرف ماں کی وجہ سے تھی لیکن غالباً سنہ ۱۹۱۹ء میں اس کی ماں کا انتقال ہو گیا اور اس کے انتقال کے بعد اُسے گھر سے کوئی دلچسپی باقی نہیں رہی۔ اس زمانہ میں دنیا کی پہلی جنگ عظیم ہو چکی تھی اور فرانس کی حکومت ایک خاص تجویز کے ماتحت چینی نوجوانوں کو فوج اور دوسرے جنگی شعبوں میں ملازم رکھ رہی تھی۔ اس سلسلے میں صوبہ ہونان کے بہت سے طالب علم اس تجویز کو سمجھے اور اس کے عملی پہلوؤں پر غور کرنے کے لئے فرانس جانا چاہتے تھے اور انہوں نے فیصلہ کیا تھا کہ فرانس - انہوں نے سب سے پہلے پیانگ میں کا

- تاہم پیانگ تھا جا کر فرنچ پڑھنی چاہئے -

ماؤ نے اس سلسلہ میں اُن نوجوانوں کی بہت مدد کی۔ ان میں "ہونان نارمل کالج" کا ایک پروفیسر ہوشو لہ بھی تھا جو ۱۹۲۷ء میں کمیونسٹ پارٹی میں شامل ہو گیا۔ اور اس گروہ کے دوسرے نوجوان بھی آگے چل کر انتہا پسند ثابت ہوئے۔ ماؤ بھی اس جماعت کے ساتھ پیپانگ تک گیا۔ اور اگرچہ اس تحریک کو کامیاب بنانے میں اُس کا ہاتھ کام کر رہا تھا اور "ہسن من ہوئی ہٹی" فرانس جانے والے ان نوجوانوں کی مدد کر رہی تھی لیکن خود ماؤ چین سے باہر جانے کا خواہشمند نہیں تھا۔ اُس کا خیال تھا کہ اول تو وہ چین ہی کے حالات سے اچھی طرح واقف نہیں۔ دوسرے اپنے ملک میں رہ کر وہ ملک کے لئے زیادہ مفید ہو سکتا ہے۔ اس لئے اُس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ فرانسیسی زبان پڑھنے کی ضرورت بھی نہیں محسوس کی۔

کتب خانہ میں ملازمت

ماؤ کی مالی حالت کبھی اطمینان بخش نہیں رہی تھی چنانچہ پیپانگ تک پہنچنے کے لئے بھی اُسے اپنے دوستوں سے قرض لینا پڑا تھا لیکن پیپانگ آنے کے بعد اُس نے محسوس کیا کہ جب تک وہ کوئی آمدنی کی صورت پیدا نہیں کرے گا اس شہر میں اس کا قیام دشوار ہے۔ اُس کی خوش قسمتی سے "ہونان نارمل اسکول" کا اُستاد یانگ چین چائی جو وہاں علم الاخلاق کا معلم تھا "پیکنگ نیشنل یونیورسٹی" میں پروفیسر ہو کر آ گیا تھا۔ ماؤ اُس سے ملا اور اُس نے اُسے یونیورسٹی کے کتب خانے

منتظم[1] لی تا چاؤ سے ملایا۔ اور لی تا چاؤ نے اُسے آٹھ ڈالر ماہوار تنخواہ پر کتب خانہ کے نائب منتظم کی حیثیت سے ملازم رکھ لیا۔ اِس سلسلہ میں ماؤ کا بیان ہے:-

"میرا یہ عہدہ اتنا معمولی سمجھا جاتا تھا کہ لوگ میری طرف توجہ بھی نہیں کرتے تھے میں لائبریری اور ریڈنگ رُوم میں آنے والے لوگوں کے نام لکھا کرتا تھا لیکن ان میں سے بہت سے لوگ مجھے آدمی بھی نہیں سمجھتے تھے۔ جو لوگ وہاں آتے تھے میں اُن میں سے بہت سے اُن لوگوں کے ناموں سے واقف تھا جو چین کے قدیم علوم اور تہذیب کو از سرِ نو زندہ کرنے اور ترقی دینے کی تحریک کے رہنما تھے۔ اور میں کبھی کبھی اُن سے چین کے سیاسی اور تمدنی مسئلوں پر تبادلۂ خیالات کی کوشش کیا کرتا تھا۔ لیکن میں یہ بات اچھی طرح محسوس کرتا تھا کہ اُنہیں کتب خانہ کے ایک نائب منتظم سے گفتگو کی فرصت نہیں"۔

لیکن ماؤ پر ان ہمت شکن باتوں کا کوئی اثر نہیں پڑا۔

اخبار نویسی اور فلسفہ کی تعلیم

چند روز کے بعد ماؤ نے اخبار نویسی (جرنلزم) اور فلسفہ کی تعلیم حاصل کرنے کی راہ بھی پیدا کر لی۔ اس زمانہ میں اُسے بعض ایسے نوجوانوں سے ملنے کا موقعہ ملا

---

[1] لی تا چاؤ اُن چند لوگوں میں سے ایک تھا جنہوں نے چین کی کمیونسٹ پارٹی قائم کی تھی کچھ دنوں کے بعد اس شخص کو ایک چینی فوجی سردار کے حکم سے پھانسی دے دی گئی تھی۔

جو آئندہ چل کر اُس کے سیاسی رفیق کار یا کومن ٹانگ کے نہایت جوشیلے کارکن بنے چین کی سوویٹ گورنمنٹ کے نائب صدر چانگ کوتاؤ اور ماؤ کے تعلقات بھی اسی زمانہ میں قائم ہوئے تھے اور یہیں اُسے اپنے اُستاد یانگ چین چائی کی لڑکی یانگ کائی ہئی سے ملنے کا اتفاق ہُوا تھا جس کے ساتھ اسے محبت ہو گئی تھی۔

ماؤ کی قیام گاہ

پیاپنگ کے قیام کے زمانہ میں سیاسی معاملوں کے ساتھ ماؤ کی دلچسپی بہت بڑھ گئی تھی اور وہ انتہا پسندی کی آخری منزل تک پہنچ گیا تھا۔ لیکن ابھی تک اُس نے اپنے لئے کوئی مستقل سیاسی مسلک منتخب نہ کیا تھا۔ اور ہر اُس تحریک کے ساتھ وابستہ ہو جانے کے لئے تیار ہو جاتا تھا جس میں اُسے انتہا پسندی کی جھلک نظر آجاتی تھی۔ چنانچہ اسی زمانہ میں جب اُسے انارکی (طوائف الملوکی) پر چند رسالے پڑھنے کا موقعہ ملا تو وہ اس تحریک کا حامی بن گیا۔

چین کے اس پرانے دارالحکومت میں ماؤ کو قیام کے سلسلہ میں جس قدر تکلیف تھی وہ اسے بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:-

"میں جس کمرہ میں رہتا تھا اُس میں میرے علاوہ سات اور آدمی بھی تھے چنانچہ جب سب لوگ جمع ہو جاتے تھے تو سانس لینا بھی دشوار ہو جاتا تھا۔ یہاں تک کہ جب رات کو میں کروٹ بدلتا تھا تو مجھے اپنے

پاس سونے والے لوگوں کو اطلاع دینے کی ضرورت پڑتی تھی"
لیکن وطن کی خدمت کے خیال سے ماؤ ان سب تکلیفوں کو ہنسی خوشی برداشت کرتا رہا۔ اس خیال کے علاوہ پیانیک کی وسیع تفریح گاہوں، برف سے ڈھکے ہوئے آس پاس کے پہاڑوں، پھلوں سے لدے ہوئے ہزارہا درختوں اور دوسرے دلکش قدرتی مناظر نے بھی اسے متاثر کیا اور وہ ان چیزوں کو اپنی تکلیفوں کا نعم البدل سمجھتے ہوئے اسی جگہ مقیم رہا۔

شنگھائی کا سفر

۱۹۱۹ء کے شروع میں ماؤ اپنے رفیقوں کے ساتھ جو فرنچ پڑھ لینے کے بعد فرانس جا رہے تھے شنگھائی تک جانے کے لئے روانہ ہوا لیکن روپیہ نہ ہونے کی وجہ سے وہ رستے کے شہر ٹیانسن ہی تک ٹکٹ خرید سکا۔ مگر راستہ میں اسے اپنے ایک دوست سے کچھ رقم بطور قرض مل گئی اور اس طرح وہ پیوکاؤ تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ پیوکاؤ تک پہنچنے کے بعد اس کے پاس کچھ نہ رہا تھا۔ اور وہ اس فکر میں مبتلا تھا کہ شنگھائی تک پہنچنے کے لئے اسے کیا کرنا چاہئے کہ کسی نے اس کے جوتے بھی چرا لئے حسن اتفاق سے پیوکاؤ کے اسٹیشن پر اس کی ملاقات ایک ہونانی دوست سے ہو گئی جس نے جوتا اور ٹکٹ خریدنے کے لئے اسے روپیہ دے دیا اور اس طرح ماؤ شنگھائی تک پہنچ سکا۔ شنگھائی میں فرانس جانے والے نوجوانوں کے علاوہ ماؤ کی واپسی

کے لئے کافی رقم جمع کر لی گئی تھی اس لئے واپسی کے وقت اُسے پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑا اور وہ اپنے دوستوں کو جہاز پر سوار کرانے کے بعد خود چانگشا کے لئے روانہ ہوگیا۔

طلبا کی تحریکات میں شرکت

چانگشا واپس آنے کے بعد ماؤ نے سیاسی تحریکات میں زیادہ سرگرمی کے ساتھ حصہ لینا شروع کر دیا۔ اور چند ہی روز کے بعد اُس کی بیشتر سرگرمیاں طلبا کی سیاسی تحریکات کے ساتھ وابستہ ہوگئیں۔ اسی زمانہ میں صوبہ ہونان کے طلبا کے ترجمان اخبار "ہسیانگ چیانگ ریویو" کا اڈیٹر مقرر کیا گیا اور اُس نے چانگشا میں نئے سیاسی اور تہذیبی رجحانات کے مطالعہ کے لئے "ذین ہوا لہوئی" کے نام سے ایک جماعت قائم کی۔ اس زمانہ میں چین کے بہت سے فوجی سردار ایک دوسرے کے ساتھ لڑنے میں مصروف تھے اور چین کے مختلف صوبوں میں روزانہ حکومتیں بدلتی رہتی تھیں لیکن ہر نیا حکمران یا گورنر خود کو مرکزی حکومت کے ساتھ وابستہ رکھنے کی رسم کا پابند تھا۔ ہونان میں بھی ایسی ہی حکومت قائم تھی اور اس حکومت کے اراکین طلبا کی سیاسی سرگرمیوں کو اپنے لئے مضر تصور کرتے تھے چنانچہ ہونان کے گورنر چیانگ چنگیاؤ نے اس نئی جماعت نیز ہسین من ہسوئی ہٹی کی سرگرمیوں کو ختم کر دینے کا فیصلہ کر لیا۔

گورنر کے اس فیصلہ کی خبر پا کر طلبا نے اُس کے تبادلہ کا مطالبہ شروع کیا۔ اُنہوں نے بہت سے مظاہرے کئے اور پیاپنگ نیز جنوب مغرب کے صوبوں میں جہاں ڈاکٹر سن یت سین کا اثر تھا اپنے نمائندے بھیج کر وہاں کے لوگوں کو اپنا ہمخیال بنانے کی کوشش کی لیکن گورنر پر کوئی اثر نہ ہوا اور اُس نے "ہسیانگ چیانگ ریویو" کی اشاعت کو خلافِ قانون قرار دے کر طلبا کو اسے بند کر دینے پر مجبور کر دیا۔

پیاپنگ اور شنگھائی کا دوسرا سفر

ہسیانگ چیانگ ریویو کے بند ہو جانے کے بعد ہن من ہو کی ہٹی نے فوجی طاقت کے بھروسہ پر حکومت کرنے والوں کی مخالفت میں اپنی سرگرمیوں کو اور بھی بڑھا دیا اور اس تحریک کو پیاپنگ میں منظم کرنے اور مقبول بنانے کے لئے خبریں فراہم کرنے والی ایک مجلس کے منتظم کی حیثیت سے ماؤ کو وہاں بھیج دیا گیا۔ چند ہی روز کے بعد جہاں تک صوبہ ہونان کا تعلق تھا ہن من ہوئی ہٹی کی تحریک کامیاب ہو گئی۔ ہونان کے ایک بااثر شخص تان ین کائی نے سرکاری فوجوں پر حملہ کر کے انہیں شکست دیدی۔ گورنر شہر چھوڑ کر فرار ہو گیا اور چانگشا میں نئی حکومت قائم ہو گئی۔ لیکن اس واقعہ کے بعد ہن من ہوئی ہٹی میں اختلاف بھی پیدا ہو گیا جسے دائیں اور بائیں بازو کے الفاظ میں ظاہر کیا جا سکتا ہے۔ اس کامیابی کے بعد ماؤ کو پیاپنگ میں رہنے کی کوئی ضرورت باقی نہ رہی تھی۔

سنہ ۱۹۱۹ء کے آخر میں ماؤ کو دوبارہ پیکنگ جانے کا موقعہ ملا۔ اور اس مرتبہ اُس نے چین کے بہت سے ترقی پسند رہنماؤں سے ملنے کے علاوہ "لیگ فار دی کنسٹرکشن آف ہُونان" یعنی باشندگانِ ہُونان کے خیالات کو نئی ضرورتوں اور نئے خیالات کے مطابق بنانے کے لئے ایک جماعت قائم کرنے کے سلسلہ میں چین کی نشاۃ ثانیہ کے مشہور رہنما چین یو ہسو سے بھی ملاقات کی اور چانگشا واپس آکر ایک نئی جماعت قائم کرنے کی کوششوں میں مصروف ہوگیا۔ اس زمانہ میں ماؤ کو ایک مدرسہ میں اُستاد کی جگہ مل گئی تھی جس کی وجہ سے اُسے اپنی ضروریاتِ زندگی کی طرف سے کسی قسم کا فکر نہ رہا تھا۔

ہونان پارلیمنٹ کی عمارت پر قبضہ

ہسن من ہوتی ہی کے ساتھ ماؤ کے تعلقات بدستور قائم تھے۔ اس زمانہ میں اس جماعت نے صوبہ ہونان کے لئے اندرونی خودمختاری کی تحریک شروع کر رکھی تھی لیکن جماعت کے بائیں بازو سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی رائے تھی کہ اگر صوبہ کو شمالی مرکزی یعنی پیپانیگ کی حکومت سے بالکل علیحدہ کر دیا جائے تو یہ صوبہ بہت جلد ترقی کر سکتا ہے۔ ماؤ بھی اسی خیال کا حامی تھا اور دوسرے ساتھیوں کی طرح اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے جدوجہد کر رہا تھا۔ چنانچہ وہ خود کہتا ہے:۔

"اس وقت میں امریکہ کی "منرو ڈاکٹرین[1]" اور "اوپن ڈور پالیسی[2]" کا حامی تھا

---

[1] (حاشیہ کے لئے دیکھو صفحہ ۷۴)

اس کے علاوہ ماؤ اور اُس کے ساتھی چاہتے تھے کہ عورتوں کو بھی مردوں کے برابر سیاسی اور معاشی حقوق دیئے جائیں اور فی الحال ہونان میں کم از کم ایسی جمہوری حکومت قائم ہو جائے جس میں غریب اور سرمایہ دار مل کر پارلیمنٹ یا قانون بنانے والی مجلس کے اراکین کا انتخاب کر سکیں۔ اتفاق سے ہونان کا ایک فوجی سردار چاؤ ہینگ تائی بھی اس تحریک کا حامی ہو گیا اور ماؤ اور اس کے رفیقوں نے اس سردار کے ساتھ مل کر ہونان کی پارلیمنٹ کی عمارت پر حملہ کر کے اُس پر قبضہ کر لیا۔

(حاشیہ صفحہ ۴۳) Monroe Doctrine منرو ڈاکٹرین امریکہ کی خارجی حکمت عملی کے اس اصول کو کہتے ہیں جو یورپ کو امریکہ کے اندرونی معاملات میں دخل دینے سے روکنے کے لئے بنایا گیا تھا۔ ۱۸۲۳ء میں جب یورپ کی بعض حکومتیں مختلف بہانوں سے امریکہ کے اندرونی معاملات میں دخل دینا چاہتی تھیں تو امریکہ کے صدر مسٹر منرو نے ۲ دسمبر ۱۸۲۳ء کو یہ اعلان کیا تھا کہ نئی دنیا نے جو شمالی اور جنوبی امریکہ پر مشتمل ہے اس امر کا فیصلہ کر لیا ہے کہ ہم نے آزادی حاصل کرنے اور اسے قائم رکھنے کے سلسلہ میں اپنے لئے جو جگہ پیدا کر لی ہے یورپ کی کوئی قوم ہمیں اس سے محروم رکھنے کی کوشش کرے اور نہ نئی دنیا کی حدود میں اپنی کوئی نوآبادی قائم کرے۔ اگر کوئی قوم اس قسم کی کوشش کریگی تو ہم اُسے اپنا مخالف سمجھیں گے۔ اس اصول کو اگرچہ قانونی حیثیت حاصل نہیں لیکن امریکہ کی خارجی حکمت عملی میں عام طور پر اس کا خیال کیا جاتا ہے۔

۲۔ اوپن ڈور پالیسی Open Door Policy کا مفہوم یہ ہے کہ مختلف ملکوں کے درمیان تجارتی تعلقات قائم ہوں اُن پر نہ تو کسی قسم کی پابندی عاید کی جائے اور نہ کسی ملک کو کسی دوسرے ملک پر کوئی فوقیت یا برتری حاصل ہو۔

ہونان کا گورنر تان ینکائی بھاگ گیا اور حکومت کی باگ ڈور چاؤ ہینگ تائی کے ہاتھ آ گئی۔

برسرِ اقتدار آ جانے کے بعد چاؤ ہینگ تائی نے عوام کی خواہشات کے مطابق عمل کرنے کی بجائے جمہوریت کی تحریک کو کچل ڈالنے کا فیصلہ کر لیا اور اب ہمن من سیوئی ہیئی کو اس شخص کے خلاف جدوجہد شروع کرنی پڑی۔ اس سلسلہ میں ماؤ کا بیان ہے:-

"مجھے ۱۹۲۰ء کا ایک واقعہ یاد ہے۔ انقلاب روس کی تیسری سالگرہ کے موقعہ پر ہم نے ایک عام مظاہرہ کا انتظام کیا تھا لیکن پولیس نے اسے روک دیا۔ بعض لوگوں نے جلسہ کی جگہ سرخ پرچم نصب کرنے کی کوشش کی لیکن اسے نصب کرنے کی اجازت کبھی نہیں دی گئی۔ ہم نے اس وقت کے قانون کی دفعہ ۱۲ کا حوالہ دے کر کہا کہ قانوناً لوگوں کو جمع اور منظم ہونے اور اپنے خیالات ظاہر کرنے کا حق حاصل ہے لیکن انہوں نے جواب دیا ہم یہاں قانون کا سبق لینے نہیں بلکہ گورنر کا حکم بجا لانے کے لئے آئے ہیں۔ اس واقعہ کے بعد میرا یہ خیال روز بروز زیادہ پختہ ہوتا گیا کہ جب تک عوام کی طاقت سے حکومت پر قبضہ نہیں کیا جائے گا اس وقت تک نظامِ حکومت کی کوئی بھی اصلاح کامیاب نہیں ہو سکتی۔"

سیاسی مسلک کا انتخاب

پیاپنگ کے دوسرے سفر کے دوران میں ماؤ نے روس کے حالات پر خصوصیت کے ساتھ بہت سی کتابیں پڑھی تھیں وہ خود کہتا ہے :-

"میں نے روس اور کمیونزم (اشتراکیت) پر وہ تمام کتابیں پڑھ ڈالیں جن کا چینی زبان میں ترجمہ ہو چکا تھا - ان میں سے کمیونسٹ مینی فسٹو Communist Manifesto کلاس اسٹرگل Class Struggle اور ہسٹری آف سوشلزم History of Socialism نے میرے دل پر بہت اثر کیا۔

اشتراکیت کے اس ابتدائی مطالعہ کے بعد ماؤ کے خیالات میں پختگی اور استقلال پیدا ہو گیا اور وہ خود کو کارل مارکس کا مقلد سمجھنے لگا چنانچہ ۱۹۲۰ء کے موسم سرما میں اس نے پہلی مرتبہ سیاسی مقصد کے پیش نظر مزدوروں کی تنظیم شروع کی اور اس معاملہ میں مارکس ہی کے خیالات اور اصول کو سامنے رکھا - اسی سال اس نے اپنے استاد یانگ چین چائی کی لڑکی یانگ کائی ہئی[1] جس کے ساتھ اسے محبت ہو گئی تھی شادی بھی کر لی۔

---

[1] یانگ کائی ہئی خود بھی کمیونسٹ تھی اور اس کے ساتھ ماؤ کی شادی کا واقعہ چین کے نوجوانوں کے لئے ایک دلچسپ واقعہ کی حیثیت رکھتا ہے - ان دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ بیحد محبت تھی لیکن دس ہی سال کے بعد ۱۹۳۰ء میں کمیونزم کے ایک مخالف ہو چین نے یانگ کائی ہئی کو قتل کر دیا۔

چوتھا باب

کمیونسٹ پارٹی کا قیام۔ کسانوں اور مزدوروں کی تنظیم

کمیونسٹ پارٹی میں شرکت

اس وقت تک چین میں "کمیونسٹ پارٹی" قائم نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے ماؤ مارکس کے خیالات کا حامی ہونے کے باوجود باقاعدہ "کمیونسٹ" نہیں بن سکا تھا۔ ۱۹۱۹ء میں چین کے روشن خیال مفکر چے ین تو سیو نے "کمنٹرن"[1] سے تعلق پیدا کر کے چین میں "کمیونسٹ پارٹی" قائم کرنے کی تشکیل پیدا کی۔ ۱۹۲۰ء میں اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے "تھرڈ انٹرنیشنل"[2] نے اپنے

[1] کمنٹرن Comintern Communist International یعنی تمام دنیا کے اشتراکیت پسندوں کی مرکزی جماعت کا مختصر نام ہے۔

[2] "تھرڈ انٹرنیشنل" Third International یعنی دنیا کے مزدوروں کی تیسری بین الاقوامی جماعت، دنیا کے مزدوروں کسانوں اور غریب طبقوں (بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۸)

نے اپنے ایک پرجوش کارکن ایم مارلن کو اپنا نمائندہ بنا کر چین بھیجا۔ چین کے آنے کے بعد چھ این نے شنگھائی میں اپنے ہم خیال دوستوں کو جمع کیا اور ان لوگوں کے مشورہ اور اتفاق رائے سے "چین کی کمیونسٹ پارٹی" قائم کر دی گئی۔ یہ واقعہ مئی سنہ ۱۹۲۱ء کا ہے۔ ماؤ بھی اس جلسہ میں شریک ہونے کے لئے شنگھائی گیا تھا۔ چنانچہ اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے وہ کہتا ہے:-

"میرے علاوہ اس جلسہ میں ہونان کا ایک اور شخص بھی شامل تھا اور اس موقعہ پر صرف بارہ آدمی جمع ہوئے تھے۔"

اکتوبر سنہ ۱۹ء میں "ہونان پراونشل کمیونسٹ پارٹی" کا قیام عمل میں آیا اور ماؤ اس کا ایک رکن بن گیا۔ اور کچھ عرصہ کے بعد اسے صوبہ ہونان کی پارٹی کا سکرٹری مقرر کر دیا گیا۔ ماؤ اور اس کے ساتھیوں کی کوشش سے مئی سنہ ۱۹۲۲ء تک ہونان میں کانوں ریلوں اور چھاپہ خانہ میں کام کرنے والے مزدوروں نیز میونسپل کمیٹیوں اور سرکاری ٹکسال میں ملازم افراد کی بارہ "مزدور سبھائیں" قائم اور منظم ہو گئیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۷) کو منظم کرنے کے لئے سنہ ۱۹۱۹ء میں کامریڈ لینن کی رہنمائی میں قائم کی گئی تھی۔ اس سے پہلے بھی اسی نام سے دو جماعتیں بن چکی تھیں۔ اس لئے اس جماعت کو تھرڈ انٹرنیشنل کہا جاتا ہے۔

دو نوجوانوں کو پھانسی کی سزا

اس وقت چین کی "کمیونسٹ پارٹی" کا دائرۂ عمل صرف طلبا اور مزدوروں میں سیاسی بیداری پیدا کرنے ہی تک محدود تھا۔ اور کسانوں کی تنظیم کی طرف بہت کم توجہ دی جاتی تھی۔ اس لئے ماؤ اور اُس کے ساتھی بھی انہیں دو محاذوں کو مضبوط بنانے کی کوشش کرتے رہتے تھے ۱۹۲۲ء کے سردی کے موسم میں ہونان کے گورنر چاؤ ہینگ تائی نے ہونان کے دو طلبا کو پھانسی کی سزا دی۔ اُن میں سے ایک طالب علم "ہوآنگ ای" یعنی چین کی ایک چھوٹی سی سیاسی جماعت کی مزدور تحریک کے دائیں بازو کا رہنما تھا اور ہمیشہ ماؤ اور اس کے ساتھیوں کی شدید مخالفت کیا کرتا تھا لیکن اس مخالفت کے باوجود ماؤ اور اُس کے ساتھیوں نے اس کی سزایابی کے خلاف زبردست آواز بلند کی اور اس طرح اس سال ہونان میں نہایت زور کے ساتھ مزدوروں کی تحریک شروع ہوگئی۔

ہونان کے انارکسٹ بھی مزدوروں کی تنظیم میں بہت زیادہ حصہ لے رہے تھے اور انہوں نے "آل ہونان لیبر سنڈیکیٹ" کے نام سے ایک مضبوط اور بااثر جماعت بھی قائم کر لی تھی لیکن "کمیونسٹ پارٹی" نے اُن کے ساتھ سمجھوتہ کر لیا۔ جس کی وجہ سے انارکسٹوں کو بہت سے ایسے کام کرنے کا

موقعہ نہیں مل سکا جن سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا۔

مزدوروں کی طاقت کا پہلا ثبوت

ہونان کے گورنر کے مذکورہ بالا حکم کے خلاف چین کے با اثر لوگوں اور عوام کو اپنا ہم خیال بنانے کے لئے صوبہ ہونان کی "کمیونسٹ پارٹی" نے اسی زمانہ میں ماؤ کو شنگھائی جانے کی ہدایت کی جہاں چند ہی روز بعد چین کی دوسری "کمیونسٹ پارٹی" کا سالانہ اجلاس بھی منعقد ہونے والا تھا لیکن ماؤ شنگھائی پہنچ کر اس جگہ کا نام بھول گیا جو جلسہ کے لئے مقرر تھی۔ بدقسمتی سے سخت تلاش کے باوجود اسے اس کا کوئی ایسا ساتھی بھی نہ مل سکا جو اسے اس جگہ کا پتہ بتلا سکتا۔ اور وہ اس جلسہ کی شرکت سے محروم رہا۔

چند روز تک شنگھائی میں رہنے کے بعد ماؤ ہونان واپس چلا آیا اور زیادہ جوش اور محنت کے ساتھ مزدوروں کی تنظیم اور سیاسی تربیت میں مصروف ہوگیا۔ اسی سال موسم بہار میں مزدوروں نے اجرت میں اضافہ، اپنے ساتھ بہتر سلوک کئے جانے اور "مزدور سبھاؤں" کو تسلیم کرانے کے لئے بہت سی ہڑتالیں کیں اور یکم مئی کو صوبہ ہونان کے مزدوروں کی وہ زبردست ہڑتال ہوئی جس نے چین کے مزدوروں کی طاقت کا سکہ بٹھا دیا۔

کومن ٹانگ اور کمیونسٹ پارٹی میں سمجھوتہ

اس زمانہ میں ڈاکٹر سن یات سین کی قائم کی ہوئی جماعت "کومن ٹانگ"

بھی چین کی ترقی اور قومی اتحاد کے قیام کی کوشش کر رہی تھی اور بہت سی باتوں میں کمیونسٹ پارٹی اور کومن تانگ ہم خیال تھیں اس لئے ۱۹۲۳ء میں کینٹن کے مقام پر جب کمیونسٹ پارٹی کا تیسرا سالانہ اجلاس منعقد ہوا تو اس میں دونوں جماعتوں کے اشتراک عمل سے شمالی چین کے فوجی سرداروں کے خلاف متحدہ محاذ قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس سلسلہ میں ماؤ کو کمیونسٹ پارٹی کی "سنٹرل کمیٹی" میں کام کرنے کے لئے شنگھائی بھیج دیا۔ ۱۹۲۴ء کے موسم بہار میں ماؤ "کومن تانگ" کی پہلی "نیشنل کانگریس" میں شریک ہونے کے لئے پھر کینٹن گیا اور مارچ میں شنگھائی واپس آ کر "کمیونسٹ پارٹی" اور "کومن تانگ" کی مقامی شاخ کی مجالس عاملہ (ورکنگ کمیٹیز) کے رکن کی حیثیت سے کام کرنے لگا۔

اسی سال موسم گرما میں وہمپو ملٹری اکاڈمی یعنی وہمپو کے مقام پر چین کی قومی فوجی تربیت گاہ کی بنیاد رکھی گئی۔ اور گیلین جو ایک روسی کمیونسٹ اور فوجی تعلیم اور تربیت کا ماہر تھا اس تربیت گاہ کا فوجی مشیر مقرر ہو کر آیا۔ روس سے اور لوگ بھی اپنے چینی رفیقوں کو مشورہ اور مدد دینے کے لئے آ گئے اور اس طرح کمیونسٹ پارٹی اور کومن تانگ کا سمجھوتہ پورے چین کے جمہوری انقلاب کا پیش خیمہ بن گیا۔

کسانوں کی تنظیم

شنگھائی میں کام کی زیادتی اور آب و ہوا کے ناموافق ہونے کی وجہ سے ماؤ کی صحت اچھی نہیں رہی تھی۔ اس لئے وہ اسی سال سردی کے موسم میں ہونان چلا آیا اور صحت کی خرابی کے باوجود یہاں اُس نے کسانوں کی تنظیم شروع کر دی اور اسی کی کوششوں کی وجہ سے چین کے اس پس ماندہ طبقہ میں وہ بیداری پیدا ہوئی جو چین کی قومی بیداری کی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہے گی۔ اس سلسلہ میں ماؤ کا بیان ہے:

"پہلے [illegible] سے مجھے طبقہ وارانہ کشمکش میں کسانوں کی طاقت کا احساس [illegible] نہیں ہوا تھا لیکن بعد کے واقعات نے ثابت کر دیا کہ ان میں کتنی [illegible] طاقت موجود ہے۔ اب ہونان کا کسان طبقہ بہت جنگجو بن گیا ہے۔"

ماؤ اور اُس کے ساتھی گاؤں گاؤں میں گھوم کر کسانوں کو منظم ہونے کی ہدایت کیا کرتے تھے چنانچہ چند ہی ماہ میں انھوں نے بیس سے زیادہ "کسان سبھائیں" قائم کرا دیں۔ اس نئی تحریک سے ہونان کے زمیندار بہت گھبرا گئے اور انھوں نے حکومت سے ماؤ کی گرفتاری کا مطالبہ شروع کیا۔ ہونان کے گورنر چاؤ ہینگ تائی نے جو پہلے ہی سے اس کا دشمن تھا اس کی گرفتاری کے لئے فوج [illegible] بھیجی لیکن وہ [illegible] بچ کر [illegible]

چلاگیا۔

کومن ٹانگ کے اخبار کی ادارت

کینٹن سے ماؤ کی غیر حاضری کے زمانہ میں کئی اہم واقعات پیش آئے تھے۔ اس زمانہ میں وہمپو ملٹری اکاڈمی کے طلبا نے ہینان اور کوانگسی کے فوجی سرداروں یانگ ہسی منگ اور سونگ وائی کو شکست دے دی تھی اور کومن ٹانگ نیز شہر کینٹن میں اس واقعہ پر عام اطمینان کا اظہار کیا جا رہا تھا۔ لیکن دوسری طرف یہ رنجیدہ اور افسوسناک اطلاع بھی موصول ہوئی تھی کہ پیانگ میں ڈاکٹر سن یات سین کا انتقال ہو گیا ہے جس کی وجہ سے آنجہانی کی جگہ وانگ چنگ وی کو جمہوری حکومت کا صدر اور چیانگ کائی شیک کو "فرسٹ آرمی کمانڈر" مقرر کر دیا گیا تھا۔ ماؤ اسی زمانہ میں کینٹن واپس آیا۔

یہاں واپس آنے کے بعد ماؤ کو کومن ٹانگ کے سیاسی شعبہ (پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ) کے ہفتہ وار اخبار "پولیٹیکل ویکلی" کا اڈیٹر مقرر کیا گیا۔ اس کے علاوہ اسے کسانوں کی تنظیم کے لئے ایک تربیت گاہ قائم کر کے وہاں آنے والے لوگوں کی تعلیم و تربیت کا ذمہ دار بھی بنا دیا گیا چنانچہ اس نے اس سلسلہ میں کام کرنے کی ایک تجویز کا خاکہ بنا کر اس کے مطابق کام شروع کر دیا۔ اس تربیت گاہ میں چین کے اکیس صوبوں کے نمائندوں نے تعلیم و تربیت حاصل کی جن میں اندرونی منگولیا[1] کے نمائندے بھی شامل تھے

(1) حاشیہ کے لئے دیکھو صفحہ ۸۴

اسی زمانہ میں ماؤ کو "کومن ٹانگ" کے اس شعبہ کا اعلیٰ افسر بھی بنا دیا گیا جس کے ماتحت عوام میں سیاسی بیداری پیدا کرنے کا کام کیا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ وہ "کمیونسٹ پارٹی" کی "سنٹرل کمیٹی" کی رکنیت کا امیدوار بھی ہو گیا۔ اُس وقت لن پائی چو کومن ٹانگ میں کاشتکاروں کے اور ایک دوسرا کمیونسٹ تان پنگ شان مزدوروں کے شعبہ کا صدر تھا۔

چے این تو ہسیو سے اختلاف!

ماؤ اپنے تمام فرائض انجام دینے کے علاوہ مضامین لکھنے کے سلسلہ میں بھی بہت محنت کیا کرتا تھا۔ چنانچہ اپنے مطالعہ اور تجربہ کی بنا پر اس زمانہ میں اس نے دو رسالے لکھے جن میں سے ایک رسالہ کسانوں کے سوال سے تعلق رکھتا تھا اور اس میں زمین کی تقسیم اور کسانوں کی تنظیم کے سلسلہ میں ایسی تجویزیں پیش کی گئی تھیں جن پر عمل کرنے سے کسانوں کی دنیا بدل سکتی تھی۔

(حاشیہ صفحہ ۸۳) اندرونی منگولیا Inner Mongolia چین کے شمال مغرب میں چار لاکھ مربع میل کا رقبہ ہے۔ یہاں دو لاکھ پچاس ہزار انسان آباد ہیں۔ یہ علاقہ برائے نام چین کا ایک صوبہ شمار ہوتا ہے۔ لیکن یہاں خانہ بدوش منگول قوم کے بہت سے شہزادے حکومت کرتے ہیں۔ سنہ ۱۹۲۲ء سے اس وسیع علاقہ پر جاپان کا اقتدار قائم ہو گیا ہے۔ اور وہ اس علاقہ میں مانچوکو کی طرح اپنے اثر میں رہنے والی حکومت قائم کرنا چاہتا ہے۔ یہ علاقہ اگرچہ غیر آباد ہے لیکن فوجی اعتبار سے اسے بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔

اس وقت چین کی "کمیونسٹ پارٹی" پر چے این تو ہسیو کا اثر تھا اور اگرچہ چین میں "کمیونسٹ پارٹی" قائم کرنے کے سلسلہ میں اس شخص نے سب سے پہلے قدم اٹھایا تھا لیکن اس کے خیالات اعتدال اور مصلحت بینی سے متاثر تھے اس لئے اس نے ماؤ کے خیالات سے سخت اختلاف کا اظہار کیا اور اس کے رسالہ کو "کمیونسٹ پارٹی" کی طرف سے شائع کرنے کی اجازت نہیں دی ماؤ کہتا ہے:

"اس واقعہ کے بعد چے این تو ہسیو اور میرے درمیان اختلاف بڑھتا ہی گیا۔ میں اس کی مصلحت بینی کا مخالف تھا لیکن اختلافات کے باوجود ہم لوگ ساتھ کام کرتے رہے حتّٰی کہ ۱۹۲۷ء میں ہمارے اختلافات بہت ہی زیادہ بڑھ گئے۔

کومن ٹانگ میں اختلاف

ماؤ ۱۹۲۶ء تک کینٹن ہی میں مقیم رہا۔ مارچ ۱۹۲۶ء میں کومن ٹانگ کے دائیں اور بائیں بازو کے اختلاف سے فائدہ اٹھا کر چیانگ کائی شیک نے حکومت پر قبضہ کر لینے کی کوشش کی لیکن انہیں کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔ اس نازک موقعہ پر ماؤ نے کومن ٹانگ کے دونوں بازوؤں کے درمیان مفاہمت نیز کومن ٹانگ اور "کمیونسٹ پارٹی" کے تعلقات کو مضبوط اور خوشگوار کرانے میں بہت حصہ لیا اور یہ کام انجام دینے کے بعد وہ شنگھائی چلا گیا۔ شنگھائی پہونچ کر ماؤ کو کچھ

روز تک "کمیونسٹ پارٹی" کے "شعبۂ کاشتکاران" کی رہنمائی کا کام انجام دینا پڑا۔ اور مئی ۱۹۲۶ء میں جب چیانگ کائی شک کی رہنمائی میں کومن ٹانگ کی "نیشنل کانگریس" کا دوسرا سالانہ اجلاس ختم ہوگیا تو اسے کسان تحریک کا انسپکٹر بنا کر ہونان بھیج دیا گیا۔

ماؤ کی تجویزوں کی منظوری

ہونان پہنچ کر ماؤ نے وہاں کے پانچ ضلعوں کی کسان سبھاؤں اور وہاں کے سیاسی حالات کا معائنہ اور مطالعہ کیا اور اپنی رپورٹ مرتب کر کے جنہیں "کسان تحریک" کو چلانے کے لئے چند نئی تجویزیں پیش کی گئی تھیں کمیونسٹ پارٹی کی "سنٹرل کمیٹی" کو بھیج دی۔ یہ کام ختم کرنے کے بعد وہ موسم بہار کے آغاز میں ووہان گیا۔ اس موقعہ پہ وہاں صوبہ بھر کے کسانوں کا ایک جلسہ کیا گیا اور ماؤ نے اس جلسہ میں اپنی ان تجویزوں کو پیش کیا جو وہ "سنٹرل کمیٹی" کو بھیج چکا تھا اور جس میں زمین کی دوبارہ تقسیم پر زور دیا گیا تھا۔

اس جلسہ میں چین کے دو مشہور کمیونسٹوں پینگ پائی اور فانگ چہ من کے علاوہ دو روسی کمیونسٹ یارک اور رولن بھی شریک تھے۔ اس جلسہ میں ماؤ کی تجویزوں پر غور اور بحث کے بعد انہیں منظور کر لیا گیا۔ اور ایک تجویز میں

"سنٹرل کمیٹی" سے درخواست کی گئی کہ وہ انہیں پارٹی کے آئندہ سالانہ اجلاس میں پیش کردے لیکن "سنٹرل کمیٹی" نے ماؤ کی اصل تجاویز اور اس تجویز کو مسترد کردیا۔

کسانوں کی نئی جماعت کا قیام

سنہ ۱۹۲۷ء میں وہاں کے مقام پر کمیونسٹ پارٹی کا پانچواں سالانہ اجلاس منعقد ہوا۔ اس وقت تک پارٹی پر چے این توہسیو ہی کا اثر تھا اور باوجودیکہ چیانگ کائی شیک نے اپنی مخالفِ انقلاب حکمت عملی کے ماتحت لنگھائی اور ہانکنگ میں کمیونسٹ پارٹی کی مخالفت شروع کردی تھی لیکن چے این توہسیو ان واقعات کو نظر انداز کر دینے کا حامی تھا۔ یہاں تک کہ اس نے پارٹی کی مخالفت اور زبکنہ چینی سے بے نیاز ہو کر درمیانی سرمایہ دار طبقہ کی وہ حکمت عملی اختیار کر لی جسے این الوقتی کہنا چاہیئے۔ ماؤ اس طرزِ عمل اور خصوصاً کسانوں کے معاملہ میں پارٹی کی حکمت عملی سے بہت مایوس ہوگیا تھا چنانچہ وہ خود کہتا ہے :-

> "آج میں سوچتا ہوں کہ اگر اس زمانہ میں ہم چین کے کسانوں کو زمینداروں کے مقابلہ کے لئے اچھی طرح منظم اور مسلح کر لیتے تو ہمارے ملک میں "سوویٹ گورنمنٹ" زیادہ آسانی سے قائم ہو سکتی اور وہ زیادہ مضبوط ہوتی۔

چے این توہسیو اس بات کو سمجھنے سے قاصر تھا کہ کسان انقلاب کے موقعہ پر کیا کر سکتے ہیں۔ اسی لئے ماؤ کے خیالات کو کوئی وقعت نہیں دی گئی۔ یہاں تک کہ

"سنٹرل کمیٹی" نے ان پر غور کرنے کی ضرورت بھی نہیں سمجھی اور اس طرح پارٹی کے اس سالانہ جلسہ میں زمین کا مسئلہ حل نہیں ہو سکا۔ اس کے برعکس اسی اجلاس میں ایک تجویز منظور ہو گئی جس کا مطلب یہ تھا کہ

"جن زمینداروں کے پاس پانچ سو مو زمین ہے وہ بھی کسان ہی سمجھے جائینگے"

مو Mou ایک فرلانگ کے ۱/۶ کے برابر ہوتا ہے۔

ماؤ چونکہ کمیونسٹ پارٹی کے طرز عمل سے بالکل مایوس ہو چکا تھا اس لئے اس نے "آل چائنا پیزنٹس یونین All China Peasants' Union" کے نام سے کسانوں کی ایک زبردست جماعت بنائی جس کا صدر بھی اسی کو منتخب کیا گیا۔ کسانوں کی اس نئی جماعت کے بن جانے کا نتیجہ یہ ہوا کہ "کمیونسٹ پارٹی" اور "کومن ٹانگ" کی طرف سے "کسان تحریک" کی زبردست مخالفت ہونے کے باوجود صوبجات ہوپیہہ، کیانگسی، فوکیان اور خصوصاً ہونان میں "کسان تحریک" بہت ترقی کر گئی اور فوجی افسروں اور شہری حکام نے اس پارٹی کو "بدمعاشوں کی جماعت" کہہ کر حکومت کو اس کے کچل ڈالنے کی ترغیب دینی شروع کر دی۔ یہ حالات دیکھ کر چین ٹو ہسیو نے ماؤ کو ہونان سے واپس بلا لیا۔

مزدوروں اور کسانوں کا قتل عام

اپریل کے مہینہ میں نانکنگ اور شنگھائی میں انقلاب کی کھلی ہوئی مخالفت

شروع ہوگئی اور چیانگ کائی شیک کے حکم سے ان مقامات کے منظم مزدوروں کا قتلِ عام کیا گیا حتیٰ کہ کینٹن میں بھی یہی واقعہ پیش آیا۔ ۲۱ مئی کو ہونان میں شورش برپا ہوئی اور انقلاب کے دشمنوں نے وہاں بھی ہزاروں مزدوروں اور کسانوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ اور چند ہی روز کے بعد ووہان کومن تانگ نے کمیونسٹ پارٹی کے ساتھ کئے ہوئے معاہدہ کو توڑ کر اُس کے نمائندوں کو حکومت سے نکال دیا۔

---

[1] سنہ ۱۹۲۷ء میں "کمیونسٹ پارٹی" کو جن حالات سے گزرنا پڑا اگرچہ ماؤ کی زندگی کا حصہ نہیں لیکن اول تو وہ واقعات چین کی تاریخ کا ایک اہم باب پیش کرتے ہیں۔ دوسرے اُن کے مطالعہ سے ماؤ کی رائے کی صحت پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ اس لئے یہاں انہیں مختصر طور پر بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

چین کی کمیونسٹ پارٹی سنہ ۱۹۲۱ء میں قائم ہوئی تھی اور سنہ ۱۹۲۳ء تک برابر ترقی کرتی رہی۔ سنہ ۱۹۲۳ء میں کومن تانگ (نیشنلسٹ پارٹی) کے بانی اور رہنما ڈاکٹر سن یات سین اور کمیونسٹ پارٹی کے درمیان معاہدہ ہوگیا۔ اس وقت کومن تانگ اور کمیونسٹ پارٹی کی حالت یکساں تھی۔ دونوں جماعتیں حکومت سے محروم اور ملک میں جمہوری حکومت قائم کرنے کی حامی تھیں۔ اس معاہدہ کے بعد روسی مشیروں کی زیرِ ہدایت کومن تانگ کو از سرِ نو منظم کیا گیا اور چین کے کمیونسٹ چین کے اس زبردست انقلاب کی تیاریوں میں مصروف ہوگئے جو سنہ ۱۹۲۵ء سے لے کر سنہ ۱۹۲۷ء تک برپا رہا اور جس نے چیانگ کی آمرانہ حکومت (ڈکٹیٹرشپ DICTATORSHIP)

اِن واقعات کی وجہ سے کمیونسٹ پارٹی کے تمام ارکین کو روس ننگھائی یا کسی اور محفوظ جگہ چلے جانے کی ہدایت کی گئی اور ماؤ کو سی چوان جانے کا حکم دیا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۹) سوخت الٹ دیا۔ اس معاہدہ کے بعد وہاں کے مقام پر کومن ٹانگ اور کمیونسٹ پارٹی کی مشترکہ حکومت قائم کر لی گئی تھی۔ لیکن اسی دوران میں ڈاکٹر سن یات سین کا انتقال ہو گیا اور آہستہ آہستہ کومن ٹانگ پر اُن لوگوں کا قبضہ ہو گیا جو انقلاب کے مخالف تھے۔ دوسری طرف کمیونسٹ پارٹی پر بھی اس کے جنرل سکریٹری چے این لوسیو کا اثر تھا جس کی ابن الوقتی اور اعتدال پسندی کی وجہ سے کومن ٹانگ کی بدلتی ہوئی روش کو نظر انداز کیا جاتا رہا اور کمیونسٹ پارٹی کو اس بات کا موقعہ نہ مل سکا کہ وہ نئے حالات کے ماتحت اپنے لئے کوئی نیا راستہ تجویز کر لیتی

یہاں تک کہ ۱۹۲۷ء میں کومن ٹانگ نے مذکورہ بالا معاہدہ کو توڑ کر کمیونسٹ پارٹی کے نمائندوں کو حکومت سے نکال دیا۔ اور چین کے مختلف شہروں میں مزدوروں اور کسانوں کے قتلِ عام نے کمیونسٹ پارٹی کو سخت نقصان پہنچایا۔

ماؤ کے بیان کے مطابق اس حادثہ کی ذمہ داری تین آدمیوں یعنی چے این لوسیو، بورو ڈین اور مسٹر ایم این رائے پر عائد ہوتی ہے۔ بورو ڈین چین میں روسی مشیر اعلیٰ تھا اور مسٹر ایم این رائے کمنٹرن میں ہندوستانی نمائندہ کی حیثیت سے شامل تھے۔ اور انہیں چین کی کمیونسٹ پارٹی کی امداد کے لئے چین بھیج دیا گیا تھا۔ ماؤ لکھتا ہے

"ان حالات کی سب سے زیادہ ذمہ داری چے این لوسیو پر عائد ہوتی ہے جس کی غیر معین اور ابن الوقتی پر مبنی حکمت عملی نے پارٹی کو ایسے نازک موقعہ پر جب کہ کومن ٹانگ کے ساتھ سمجھوتہ کو قائم رکھنا خودکشی سے کم نہیں تھا

گیا لیکن ماؤ نے چے این توہسیو کو اس بات پر آمادہ کرلیا کہ کسی جوان کی بجائے اُسے ہونان بھیج دیا جائے۔ چنانچہ اُسے "ہونان کمیونسٹ پارٹی" کا سکرٹری

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۹)

صحیح فیصلہ کرنے اور اپنے لئے کوئی مفید اور مستقل پروگرام بنا لینے سے باز رکھا۔ چے این توہسیو کے بعد پارٹی کی شکست کا دوسرا ذمہ دار بوروڈین تھا جس نے اس موقعہ پر اپنے آپ کو بالکل بدل لیا تھا۔ ۱۹۲۶ء میں یہ شخص کسانوں کے درمیان انقلابی بنیاد پر زمین کی ازسرِ نو تقسیم کا حامی تھا لیکن ۱۹۲۷ء میں اس تحریک کا مخالف ہوگیا۔ یہاں تک کہ وہ چے این توہسیو سے بھی دو قدم آگے بڑھ کر وہ کام کرنے پر رضامند ہوگیا جس سے سرمایہ داروں کو خوش کیا جا سکتا تھا۔ حتیٰ کہ اُس نے مزدوروں کو غیر مسلح کر دینے کا حکم بھی دے دیا۔

ایم این۔ راے ان دونوں کے مقابلہ میں تھوڑا سا انتہا پسند واقع ہوا تھا۔ وہ بہت زیادہ بول سکتا تھا اس لئے وہ باتیں تو بہت کرتا تھا لیکن کوئی قابلِ عمل تجویز پیش نہیں کر سکا۔ مختصر یہ کہ میرے خیال میں راے احمق تھا۔ بوروڈین غلط کار اور چے این توہسیو نادانستہ طور پر غدار۔

دراصل چے این توہسیو مزدوروں اور خصوصاً مسلح کسانوں سے خوفزدہ ہوگیا تھا اور مسلح جدوجہد شروع ہو جانے کے اندیشہ نے اسے اتنا پریشان کر دیا تھا کہ اس کی عقل بھی جاتی رہی تھی وہ پیش آتے رہنے والے واقعات کو بھی اچھی طرح نہیں دیکھ سکتا تھا اور اس کی نیم سرمایہ دارانہ ذہنیت نے اُسے شکست کا یقین دلا کر

بنا کر وہاں بھیج دیا گیا۔ لیکن دس ہی روز کے بعد اُس پر وہاں کے فوجی کمانڈر تا اینگ شینگ چھ کے خلاف سازش کرنے کا الزام لگا کر اُسے واپس بلا لیا گیا۔

اس زمانہ میں کمیونسٹ پارٹی کی اکثریت چے این تو ہسیو اور اس کی ابن الوقتی کے مخالف ہو گئی تھی۔ چنانچہ وہاں میں کومن ٹانگ کی بدعہدی کے بعد ہی اس کا اثر اور اقتدار ختم ہو گیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۹)

ہراساں کر دیا تھا۔ اس وقت چے این تو ہسیو پارٹی میں ڈکٹیٹر کی حیثیت رکھتا تھا اور سنٹرل کمیٹی سے مشورہ کئے بغیر خود ہی اہم ترین فیصلے کر لیا کرتا تھا حتیٰ کہ وہ پارٹی کے دوسرے رہنماؤں کو "کمنٹرن" سے آئی ہوئی ہدایتیں بھی نہیں دکھایا کرتا تھا۔

آخر میں جس شخص کی وجہ سے کومن ٹانگ نے سمجھوتہ کی خلاف ورزی کی وہ اہم این رائے تھا "کمنٹرن" نے بورو ڈین کے پاس ایک پیغام بھیجا تھا جس میں چین کی کمیونسٹ پارٹی کو زمینداروں کی زمین ضبط کر لینے کی ہدایت کی گئی تھی۔ رائے نے کسی طرح اس کی نقل حاصل کر لی اور اُسے فوراً ہی وانگ چینگ وی کو جو اس وقت وہاں کی حکومت کا صدر تھا دکھا دیا۔ رائے کے اس احمقانہ فعل کا جو نتیجہ برآمد ہوا وہ ظاہر ہے۔

پانچواں باب

سُرخ فوج اور سوویٹ گورنمنٹ

فوج میں بغاوت

۱۹۲۷ء کے موسم بہار میں چین کے انقلاب پسند کسانوں، مزدوروں اور خود کمیونسٹ پارٹی کے ساتھ جو واقعات پیش آئے تھے انہوں نے بظاہر انقلاب اور اس کے اثرات کا خاتمہ کر دیا تھا۔ لیکن یہی واقعات آئندہ چل کر چین کی سرخ فوج اور چین میں سوویٹ گورنمنٹ کے قیام کی بنیاد ثابت ہوئے۔

یکم اگست ۱۹۲۷ء کو چین کی بیسویں فوج نے ہولنگ اور یاہ تنگ کی رہنمائی میں چین کے ایک کمیونسٹ تشو دے کے اشتراکِ عمل سے نن چانگ کے مقام پر حکومت کے خلاف بغاوت برپا کر دی۔ اور اسی واقعہ کے بعد یہی فوج چین کی سرخ فوج کا سنگِ بنیاد بنی۔ ۷ اگست کو کمیونسٹ پارٹی کی "سنٹرل کمیٹی" کے ایک ہنگامی اجلاس میں چے این توسیو کو پارٹی کے سکرٹری کے عہدہ سے الگ

کر دیا گیا۔ ماؤ چونکہ ۱۹۲۴ء سے سنٹرل کمیٹی کا رکن چلا آ رہا تھا اور اس جلسہ میں موجود تھا اس لئے چے این تو ہسیو کے خلاف مذکورہ بالا فیصلہ میں اُس نے بہت زیادہ حصّہ لیا۔ کومن ٹانگ پر اب چونکہ شہنشاہیت پسندوں کا قبضہ ہو چکا تھا اس لئے کمیونسٹ پارٹی میں اُس کے ساتھ اتحادِ عمل کے پہلے فیصلہ کو ترک کر دیا گیا اور پارٹی نے آئندہ کے لئے اپنا نیا پروگرام بنا لیا۔

"آٹم کراپ اپرائزنگ!"

اس نئے پروگرام کے ماتحت ماؤ کو چانگشا بھیجا گیا تاکہ وہ کومن ٹانگ اور صوبہ ہونان کی کمیونسٹ پارٹی کے تعلقات کو بالکل منقطع کرا دے۔ اس سلسلہ میں ماؤ نے ایک تجویز مرتّب کی جس کا مطلب یہ تھا کہ مزدوروں اور کسانوں کی ایک باقاعدہ انقلابی فوج بنائی جائے۔ بڑے چھوٹے اور اوسط درجہ کے زمینداروں کی زمین کو ضبط کرنے کے مناسب طریقے سوچے جائیں۔ کومن ٹانگ سے الگ ہو کر کمیونسٹ خود حکومت پر قبضہ کر لیں اور سوویٹ گورنمنٹ قائم کر لی جائے لیکن اس وقت کمنٹرن نے اس تجویز کی آخری دفعہ پر عمل کرنے کی اجازت نہیں دی۔ بہر حال کمنٹرن کی نامنظوری سے پہلے ماؤ نے پارٹی کے مذکورہ بالا فیصلہ اور اپنی تجویز کو کامیاب بنانے کے لئے جو کچھ کیا اُسے "آٹم کراپ اپرائزنگ" Autumn Crop Uprising کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

انقلابی فوج کا پہلا ڈویژن

اسی سال ستمبر کے مہینہ میں ماؤ نے ہونان کی کسان سبھاؤں کی معرفت اپنی تجویز کو بڑی حد تک کامیاب بنا لیا۔ اور کسانوں اور مزدوروں کی فوج کا پہلا دستہ منظم ہو گیا۔ اس دستہ میں کسان، ہین یانگ کی کانوں میں کام کرنے والے مزدور اور وہ سپاہی شامل تھے جنہوں نے وانگ چینگ وی یعنی کومن ٹانگ کی حکومت کے خلاف بغاوت کی تھی۔ اس پہلی انقلابی فوج کا نام ”مزدوروں اور کسانوں کی فوج کا پہلا ڈویژن“ قرار پایا۔

اس فوج کا قیام اگرچہ ہونان کی کمیونسٹ پارٹی کی اجازت سے عمل میں آیا تھا لیکن اس مرتبہ پھر ”سنٹرل کمیٹی“ نے اس فوج کے قیام اور ہونان کی کمیونسٹ پارٹی کے عام پروگرام سے اختلاف کا اظہار کیا۔ اس واقعہ کے سلسلہ میں ماؤ کہتا ہے:۔

> ”میرا خیال ہے کہ پارٹی اس وقت کومن ٹانگ کی کھلی ہوئی مخالفت کرنے کی بجائے محض خاموش بیٹھ کر حالات کی رفتار کو دیکھنا چاہتی تھی۔“

گرفتاری اور فرار

ماؤ انقلابی فوج کی تنظیم کے سلسلہ میں ہین یانگ کے علاقہ میں سفر کر رہا تھا کہ ا

کومن ٹانگ کے چند سپاہیوں نے گرفتار کر لیا۔ اور اپنے ہیڈ کوارٹرز کی طرف لے چلے۔ اس وقت کومن ٹانگ سے تعلق رکھنے والے لوگ اپنے مخالفوں کے ساتھ کسی طرح کی نرمی اور رعایت نہیں کیا کرتے تھے اور ماؤ جانتا تھا کہ ہیڈ کوارٹرز لے جا کر اُسے قتل کر دیا جائیگا۔ حسن اتفاق سے راستہ ہی میں ماؤ کے ایک ساتھی نے کسی نہ کسی طرح اُسے ایک معقول رقم دے دی اور ماؤ نے سپاہیوں کو رشوت دے کر رہائی حاصل کرنے کی کوشش کی۔

ماؤ کو گرفتار کرنے والے سپاہی اوّل تو اس کی شخصیت ہی سے ناواقف تھے دوسرے انہیں اس کے قتل کئے جانے سے کوئی دلچسپی بھی نہیں تھی اس لئے وہ ماؤ کو چھوڑ دینے پر تیار ہو گئے لیکن اُن کے سردار نے انہیں منع کر دیا۔ اپنی اس کوشش میں ناکام ہونے کے بعد ماؤ نے بھاگ جانے کا فیصلہ کیا لیکن راستہ بھر اُسے بھاگ جانے کا موقعہ نہ مل سکا۔ ہیڈ کوارٹرز سے تقریباً دو سو گز کے فاصلہ پر ماؤ نے کسی نہ کسی طرح خود کو سپاہیوں کی گرفت سے چھڑا لیا اور قریب کے کھیتوں میں جا چھپا اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے ماؤ کہتا ہے:

"سپاہیوں نے میرا پیچھا کیا اور کچھ کسانوں کو بھی مجبور کیا کہ میری تلاش کے لئے ساتھ آئیں۔ بہت سی مرتبہ یہ لوگ میرے پاس سے گزرے اور کئی مرتبہ تو اتنے قریب آ گئے کہ ہمارا جسم ایک دوسرے سے مس ہوتے ہوتے بچ گیا۔ میں ہر بار نا امید ہو جاتا تھا لیکن کسی نہ کسی طرح میں چھپے رہنے میں

کامیاب ہو گیا یہ لوگ شام تک تلاش کرتے رہے اور سورج چھپ جانے کے بعد واپس چلے گئے۔

ان لوگوں کے چلے جانے کے بعد ماؤ قریب کے ایک پہاڑ پر چڑھ گیا اور اُس کے دُوسری طرف پہنچنے کے لئے تمام رات سفر کرتا رہا۔ ماؤ ننگے پیر سفر کر رہا تھا جس کی وجہ سے اُس کے پیر زخمی ہو گئے تھے۔ راستہ میں اُسے ایک کسان مل گیا جس نے اُس کے کھانے اور ٹھیرنے کا انتظام کیا۔ ماؤ کے پاس اس کے دوست کے دیئے ہوئے سات ڈالر موجود تھے اِس لئے اُسے جوتہ اور چھتری خریدنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی۔ اور چند روز تک پیدل سفر کرتے رہنے کے بعد وہ اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ گیا۔

چنگ کان شان پر قبضہ

انقلابی فوج کے پہلے ڈویژن کی تنظیم کے بعد ہونان کی کمیونسٹ پارٹی نے ماؤ کو "پارٹی فرنٹ کمیٹی"[۱] کا چیرمین اور وہاں کی باغی فوج کے کمانڈر یو شا تا ڈو کو "پہلی انقلابی فوج" کا کمانڈر مقرر کر دیا لیکن یہ شخص کچھ عرصہ کے بعد سُرخ فوج سے الگ ہو کر پھر کومن ٹانگ کے ساتھ جا ملا۔

کومن ٹانگ اور چین کی مرکزی حکومت کے مقابلہ میں انقلابی فوج کی تنظیم کے بعد

---

[۱] پارٹی فرنٹ کمیٹی Party Front Committee. کمیونسٹ پارٹی کی اس سب کمیٹی سے مراد ہے جو سرخ فوج کی تنظیم اور تربیت کے لئے بنائی گئی تھی۔

اس فوج کے لئے کسی ایسی جگہ کی ضرورت تھی جہاں رہتے ہوئے وہ اپنے دشمنوں کے حملوں سے محفوظ رہ سکے اس لئے ماؤ اور اُس کے ساتھیوں نے چنگ کان شان پر قبضہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ چنگ کان شان ہونان اور کیانگسی کی سرحد پر ایک نہایت مضبوط پہاڑی قلعہ تھا جس پہ پہلے قزاقوں کا قبضہ تھا اور ماؤ اور اُس کے ساتھیوں کو یقین تھا کہ اس قلعہ میں رہتے ہوئے وہ اپنے دشمنوں سے محفوظ رہ سکیں گے۔

مذکورہ بالا فیصلہ کے بعد مزدوروں اور کسانوں کی یہ چھوٹی سی فوج کسانوں میں انقلابی جذبہ پیدا کرتی ہوئی ہونان کی راہ سے جنوب کی طرف بڑھی۔ راستہ میں اسے بہت سی چھوٹی چھوٹی لڑائیاں بھی لڑنی پڑیں اور کومن ٹانگ کی منظّم تربیت یافتہ اور اچھی طرح مسلح فوجوں کے درمیان سے آگے بڑھنے کا راستہ بھی بنانا پڑا۔ ان لوگوں کو کچھ زیادہ سیاسی اور فوجی تربیت بھی نہیں دی جا سکی تھی اور اس لئے ان کا نظم و نسق بھی بہتر نہیں تھا۔ ان باتوں کے علاوہ اس فوج میں ایسے آدمی بھی موجود تھے جنہیں پختہ کار اور قابلِ اعتماد نہیں کہا جا سکتا تھا۔ پھر اس فوج کو بہت سے مقامات پہ شکستیں بھی ہوئیں جن کی وجہ سے بہت سے آدمی علیحدہ بھی ہو گئے۔ ان سب مصیبتوں، پریشانیوں اور ناکامیوں کے باوجود یہ انقلابی فوج آگے ہی بڑھتی گئی۔ راستہ میں اُس کا کمانڈر یوشاتاؤ بھی اُسے چھوڑ کر چلا گیا جس کی وجہ سے ننگ پیاؤ پہنچنے کے بعد اُسے ازسرِنو منظّم کر کے چینگ ہاؤ کو کمانڈر مقرر کیا گیا اور یہ چھوٹی سی فوج اور بھی مختصر ہو گئی لیکن انجام کار وہ اپنے مقصد

میں کامیاب ہوئی اور اُس نے چنگ کان شان پر قبضہ کرلیا۔

پارٹی فرنٹ کمیٹی اور پولٹ بیورو سے علیحدگی

سرخ فوج کے پہلے ڈویژن کو اگرچہ چنگ کان شان پر قبضہ کرلینے میں کامیابی حاصل ہوگئی تھی لیکن اُسے بہت زیادہ نقصانات بھی برداشت کرنے پڑے تھے اور شہری نقطۂ نظر سے یہ تحریک فنا ہوچکی تھی اس کے علاوہ "سنٹرل کمیٹی" نے "آٹم کراپ اپرائزنگ" کی تجویز کو منظور بھی نہیں کیا تھا اس لئے اُس نے ماؤ کی شدید مذمت کی اور اُسے "پارٹی فرنٹ کمیٹی" کی صدارت اور "پولٹ بیورو"[1] کی رکنیت سے الگ کردیا۔ ہونان کی کمیونسٹ پارٹی بھی اس کی مخالف ہوگئی اور اس کی تحریک کو "رائفل موومنٹ"[2] قرار دے کر بدنام کرنے لگی۔ لیکن ان تمام ہمت شکن واقعات اور مخالفتوں کے باوجود ماؤ اور اُس کے ساتھی اپنے فیصلہ پہ قائم رہے۔ اس سلسلہ

؎۱ پولٹ بیورو Polit Bureau روس کی کمیونسٹ پارٹی کے پولیٹیکل بیورو Political Bureau کا مختصر نام ہے اور یہ مجلس روس میں سب سے زیادہ باا‌ثر سمجھی جاتی ہے۔ پولٹ بیورو کو کمیونسٹ پارٹی کی مجلس عاملہ کہنا چاہئے۔ روس کی طرح چین اور ان ملکوں میں بھی جہاں کمیونسٹ پارٹیاں قائم ہیں، ان کی مرکزی مجلسوں کو پولٹ بیورو کہا جاتا ہے۔

؎۲ رائفل موومنٹ Rifle Movement. یعنی چیدہ لٹیروں کی تحریک۔

ہیں ماؤ کا بیان ہے کہ

"ہمیں یقین تھا کہ ہم سیدھے راستہ پر چل رہے ہیں اور بعد میں
جو واقعات پیش آئے انہوں نے ہمارے اس یقین کو اور بھی
پختہ کر دیا۔

پہلی انقلابی فوج کے اس ڈویژن کو گذشتہ لڑائیوں میں جو جانی نقصان ہوا تھا اُسے پورا کرنے کے لئے چنگ کان شان میں نئے سپاہی بھرتی کئے گئے اور چونکہ چینگ ہاؤ بھی سرخ فوج کا ساتھ چھوڑ کر چلا گیا تھا اس لئے اب ماؤ نے اس فوج کی کمان اپنے ہاتھ میں لے لی اور ۱۹۲۷ء کے موسم سرما سے ۱۹۲۸ء کے موسم خزاں تک یہ لوگ چنگ کان شان ہی میں مقیم رہے۔

سویٹ گورنمنٹ کا قیام

نومبر ۱۹۲۷ء میں ہونان کے سرحدی مقام چاؤلن میں پہلی سویٹ گورنمنٹ قائم کی گئی اور اس حکومت کے اولین کارکنوں کا انتخاب بھی عمل میں آگیا۔ اور تاؤسنگ پنگ کو اس کا صدر منتخب کیا گیا۔ اس سویٹ گورنمنٹ اور اُس کے بعد قائم ہونے والی اشتراکی حکومتوں کے معاملات میں اگرچہ انتہا پسندی سے کام نہیں لیا گیا لیکن اُن کے کارکنوں نے جو پروگرام بنائے وہ آہستہ مگر مستقل ترقی کی بنیاد پر بنائے گئے تھے۔

سنٹرل کمیٹی اگرچہ ماؤ اور اُس کے ساتھیوں کی سرگرمیوں کو اچھی نظر سے نہیں

دیکھتی تھی لیکن اُن کی کامیابی کو دیکھ کر اب اُس نے انہیں دہشت زدگی کی حکمت عملی اختیار کرنے کے لئے کہا تاکہ قتل و غارت اور آتش زدگی کے واقعات سے زمینداروں کو خوفزدہ کیا جاسکے لیکن ماؤ اور اُس کے ساتھیوں نے اس مشورہ کو قبول کرنے سے انکار کر دیا جس کی وجہ سے انھیں اور بالخصوص ماؤ کو بہت زیادہ بدنام کیا گیا اور اُسے "اصلاح پسند" کہہ کر پکارا جانے لگا

اسی سال موسم گرما میں چنگ کان شان کے آس پاس رہنے والے قزاقوں کے دو سردار وانگ سو اور یوآن وین ساتی اپنی اپنی جماعت کے ساتھ سرخ فوج میں شامل ہو گئے جس سے اس میں تین رجمنٹوں کا اضافہ ہو گیا اور ان دونوں سرداروں کو ایک ایک رجمنٹ کا کمانڈر بنا دیا گیا۔

شو دے کی آمد!

مئی ۱۹۲۸ء میں شو دے بھی اپنی فوج لے کر ژن چانگ سے چنگ کان شان آ گیا۔ شو دے کی آمد کے بعد ماؤ نے اس کے مشورے سے ہدایات ہوتان، کیانگسی اور کوانگ ٹنگ کے چھ سرحدی ضلعوں میں سوویٹ گورنمنٹ قائم کرنے کی ایک تجویز مرتب کی تاکہ اس علاقہ میں اشتراکی قوتوں کو منظم اور جمع کر کے آہستہ آہستہ کمیونسٹ تحریک کو پھیلایا جاسکے۔ اُن کی یہ تجویز سنٹرل کمیٹی کی اس تجویز سے بالکل مختلف تھی جس میں انہیں فوراً ہی بہت بڑے پیمانہ پر اس تحریک کو شروع کرنے کی ہدایت کی گئی تھی۔ پارٹی کی اس تجویز کے علاوہ

علاوہ فوج میں بھی دو مختلف خیال پیدا ہو گئے تھے۔ کچھ لوگوں کی خواہش تھی کہ فوراً ہی چانگشا پر حملہ کر دیا جائے جسے ماؤ اور شو دے ایک خطرناک غلطی تصوّر کرتے تھے۔ اس خیال کے مقابلہ میں بعض لوگ جنوب کی طرف گوانگ ٹنگ کی سرحد کے قریب واپس چلے جانے کو مفید سمجھتے تھے لیکن شو دے اور ماؤ کے خیال میں ایسا کرنا شکست اور پسپائی سے کم نہ تھا۔

بہرحال جس طرح بھی ہو سکا انہوں نے لوگوں کے دلوں سے ان دونوں خیالات کو دور کرنے کی کوشش کی۔ اس سلسلہ میں ماؤ کا بیان ہے:۔

"ہمارے سامنے دو بڑے کام تھے یعنی سوویٹ کا قیام اور زمین کی تقسیم۔ ان کاموں کو جلد از جلد انجام دینے کے لئے ہم عوام کو مسلح کرنا چاہتے تھے اس وقت ہماری حکمت عملی یہ تھی کہ تجارت پر کسی قسم کی پابندی عائد نہ ہو اور دشمن کے جو سپاہی گرفتار ہوں ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے مختصر یہ کہ ہم اعتدال کے ساتھ جمہوری اصول کو نافذ کرنا اور کرانا چاہتے تھے۔"

اختلافات کا خاتمہ

۱۹۲۸ء کے موسم خزاں میں چنگ کان شان میں ایک جلسہ کیا گیا جس میں ان اضلاع کے نمائندے شریک ہوئے جہاں سوویٹ گورنمنٹ قائم ہو چکی تھی اس جلسہ میں سرخ فوج کے آئندہ طریقہ کار کے متعلق سخت اختلاف پیدا ہو گیا ایک گروہ جس کی تعداد کم تھی کہتا تھا کہ اگر ماؤ شو دے اور ان کے ساتھیوں کی تجویز پر عمل کیا

گویا تو مستقبل بہت ہی محدود ہو جائے گا۔ لیکن جلسہ میں شریک ہونے والے لوگوں کی زیادہ تعداد شودے اور ماؤ کی تجویز اور خیالات سے متفق تھی اس لئے ان کی تجویز منظور ہوگئی۔ لیکن ابھی تک سنٹرل کمیٹی کی منظوری حاصل نہ ہوئی تھی۔

اسی سال سردی کے موسم میں چین کی کمیونسٹ پارٹی کا چھٹا سالانہ اجلاس ماسکو میں منعقد ہوا اور اس میں ماؤ اور شودے کی تجویزوں کو منظور کر لیا گیا۔ پارٹی نے اب جو نیا پروگرام بنایا ماؤ اور شودے اس سے بالکل متفق تھے۔ اس اجلاس کے بعد چین کی کمیونسٹ پارٹی کے رہنماؤں کے تمام اختلافات آہستہ آہستہ ختم ہو گئے۔

کسان تحریک میں ترقی

ماسکو کے اجلاس میں پارٹی ۱۹۲۵ء سے ۱۹۲۷ء تک پیش آنے والے تمام واقعات نیز نن چانگ اور کینٹن میں برپا ہونے والی شورشوں اور "آٹم کراپ اپرائزنگ" کی تجویز پہ غور کرنے کے بعد اس نتیجہ پہ پہنچی تھی کہ اب چین کے کسانوں کی تحریک پر زیادہ زور دینا چاہئے۔ پارٹی کے اس فیصلہ کے بعد چین کے دوسرے صوبوں میں بھی سرخ فوج کا قیام عمل میں آنے لگا۔

۱۹۲۷ء کے موسم سرما میں صوبہ ہوپیہ کے مشرقی اور مغربی علاقوں میں کسانوں نے اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے مسلح ہو کر جدوجہد کی تھی جس کی وجہ سے اس صوبہ میں بھی سوویت گورنمنٹ کے قیام کی گنجائش پیدا ہو گئی تھی چنانچہ چین

کے دو کمیونسٹ کارکنوں ہولنگ اور سوہائی ننگ نے صوبہ ہوپیہ کے مشرقی اور مغربی اضلاع میں کسانوں کی تنظیم اور پنچایتوں کے قیام کا کام شروع کیا اور وہاں بھی سُرخ فوج منظم ہونے لگی اور سوہائی ننگ کے علاقہ میں اوئی وان کی مشہور سوویٹ قائم ہوگئی۔

دو اور کمیونسٹ کارکنوں فینگ چھ من اور اور ہسا شیہ پنگ نے صوبہ کیانگسی کے شمال مشرقی سرحدی اضلاع میں کسانوں کی پنچایتوں کے قیام کی تحریک شروع کی اور یہ اضلاع بعد میں اس تحریک کے زبردست مرکز ثابت ہوئے۔ کومن ٹانگ کی عہد شکنی کے بعد پی اینگ پائی نے جس کے پاس تھوڑی سی فوج بھی تھی ہیلو فنگ میں کسانوں کی پنچایت اور سوویٹ گورنمنٹ قائم کر لی تھی لیکن بعض ایسے واقعات پیش آئے جن کی وجہ سے یہ فوج قائم نہ رہ سکی۔ بہرحال اس فوج کے کچھ سپاہی کوتاچین کی رہنمائی میں ماؤ اور چوتے کے پاس پہنچنے میں کامیاب ہوگئے اور یہی سپاہی کچھ عرصہ کے بعد گیارہویں فوج کی بنیاد ثابت ہوئے۔

سنہ ۱۹۲۹ء کے موسم سرما میں لی وین لنگ اور لی ساؤ چو کی سرگرمی میں صوبہ کیانگسی کے اضلاع ہسنگ کو اور ننگ کو میں بھی سوویٹ کے قیام اور سرخ فوج کی تنظیم کی تحریک شروع ہوگئی اور جو لوگ اس تحریک کے حامی تھے انہیں سے تیسری سرخ فوج کی بنیاد قائم ہوئی۔ اس تحریک کا مرکز کیان تھا جو بعد میں سنٹرل سوویٹ گورنمنٹ یعنی چین کی مرکزی اشتراکی حکومت کا صدر مقام بنا۔ صوبہ فوکیان کے مغربی اضلاع میں

چانگ تن چین اور بعض دوسرے کمیونسٹ کارکنوں نے کسانوں کی پنچایتیں بنانے کی تحریک شروع کی اور وہ بھی اس میں کامیاب ہوئے۔

چنگ کان شان سے روانگی

چنگ کان شان میں رہتے ہوئے سرخ فوج نے قلعہ کو واپس لینے کے لئے حملہ کرنے والی سفید[1] فوج کو کم از کم دو مرتبہ زبردست شکستیں دی تھیں اور یہ بات ثابت ہو گئی تھی کہ اگر اس قلعہ پر سرخ فوج کا قبضہ رہ سکا تو یہ بہت زیادہ مفید ثابت ہوگا۔ یشو دے کے چنگ کان شان آ جانے کے بعد ماؤ نے اس کے مشورہ سے اس کی اور اپنی فوجوں کو ملا کر از سر نو اس کی تنظیم کی اور چوتھی فوج کے نام سے ایک نئی فوج کی بنیاد رکھ دی گئی۔ یشو دے کی آمد کے بعد ماؤ نے کمانڈر کے عہدہ سے استعفیٰ بھی دے دیا۔ یشو دے کو فوج کا کمانڈر بنا دیا گیا اور ماؤ پولیٹیکل کیبسار[2] کی حیثیت سے کام کرنے لگا۔

[1] روس کے گذشتہ انقلاب کے بعد جب اسے ناکامیاب بنانے کے لئے خانہ جنگی شروع ہوئی تو سرخ یعنی انقلابی فوج Red Army. کی مخالف فوج کو سفید فوج White Army. کے نام سے موسوم کیا گیا تھا۔ اب یہ اصطلاح انقلاب کی دشمن افواج کے لئے عام ہو گئی ہے۔

[2] پولیٹیکل کیبسار Political Commissar. اشتراکی روس کی سرخ فوج کے ان کارکنوں کو کہتے ہیں جو سپاہیوں کو سیاسی تعلیم و تربیت دیتے ہیں۔ روس کے انقلاب کے بعد وہاں کی سرخ فوج میں زار کے زمانہ کے بہت سے افسر و سپاہی مل گئے تھے (بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۶)

اب چین کے مختلف حصّوں میں جمہوری حکومت کے قیام کی تحریک شروع ہو چکی تھی اور مختلف صوبوں سے فوجی سپاہی چین کی شاہی حکومت اور کومن ٹانگ سے بغاوت کرکے چنگ کان شان میں آتے جا رہے تھے حتیٰ کہ ۱۹۲۸ء کے موسم سرما میں انہیں سپاہیوں کو جمع کرکے پانچویں سرخ فوج قائم کی گئی۔

چنگ کان شان میں اتنا غلّہ تو پیدا ہو جاتا تھا جو ان لوگوں کے لئے کافی ہو سکے جو ماؤ کے ساتھ آئے تھے لیکن لوگوں کی روزانہ بڑھتی ہوئی تعداد کے لئے یہاں غلّہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۵) اور اس زمانہ میں اُن میں سے بہت سے لوگوں پر اچھی طرح بھروسہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اس لئے سوویٹ گورنمنٹ نے ایسے لوگوں کو جو کمیونزم کو اچھی طرح سمجھتے تھے اور انہیں اس اصول کی اچھائی اور کامیابی کا یقین تھا سرخ فوج کی سپاہی تعلیم اور تربیت کے لئے مقرر کر دیا تھا اور انہیں فوجی معاملات میں کافی اختیارات حاصل تھے۔ کچھ عرصہ کے بعد پولیٹیکل کمیساروں کو فوجی افسروں کا نائب بنا دیا گیا اور انہیں فوجی معاملات میں دخل دینے کا اختیار نہیں رہا۔ ان لوگوں کا اصل کام سرخ فوج کے سپاہیوں میں عزم و استقلال اور اتحاد و اتفاق پیدا کرنا ہے۔ اس سلسلہ میں یہ لوگ انہیں خبریں سناتے اور اُن کے سوالات کے جواب دیتے مختلف سیاسی مسئلوں پر بحث و مباحثہ کرا کر انہیں یہ بات سمجھانے کے علاوہ کہ وہ کس مقصد کے لئے لڑ رہے ہیں اس بات کا بھی خیال رکھتے ہیں کہ کسی سپاہی کو کوئی تکلیف تو نہیں۔ اُن کے ساتھ کسی معاملہ میں نا انصافی اور ظلم تو نہیں کیا جاتا اور لباس اور خوراک حاصل کرنے میں کوئی دشواری تو پیش نہیں آتی۔ چین کی سرخ فوج میں بھی انہیں کاموں کو انجام دینے کے لئے پولیٹیکل کمیسار موجود ہیں

کی پیداوار اور فراہمی ناممکن تھی ۔ اور سفید فوجوں کے گھیرے میں سے کوئی مستقل راستہ بنا لینا بہت مشکل کام تھا اس لئے ماؤ اور اُس کے ساتھیوں کو اس معاملہ میں بہت سی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا ۔ چنانچہ ماؤ خود کہتا ہے ۔

دو سپاہیوں کے پاس نہ تو جاڑے کے کپڑے تھے اور نہ کھانے کا سامان حتّٰی کہ ہمیں کئی مہینہ تک صرف کدو کھا کھا کر زندگی گزارنی پڑی ۔ اس معاملہ میں سپاہی ایک نعرہ لگایا کرتے تھے ۔ وہ کہا کرتے تھے کہ

"سرمایہ داری برباد ۔ کدّو کھاؤ"

گویا کہ اُن کے خیال میں زمیندار اور ان کے کدّو ہی سرمایہ داری کا اصل مجسمہ تھے"۔

ان بڑھتی ہوئی مشکلات کو دیکھ کر شُو دے نے سفید فوجوں کے گھیرے سے نکل جانے کا فیصلہ کر لیا اور پی آنگ کو اپنی جگہ چھوڑ سرخ فوج کے ایک بڑے حصّہ کے ساتھ محاصرہ سے نکل گیا اور اس طرح جنوری ۱۹۲۹ء میں ان لوگوں کو چینگ کان شان سے باہر نکلنے کا موقعہ ملا ۔

سرخ فوج کی پیشقدمی اور اصلاحات

چینگ کان شان سے آنے کے بعد چوتھی سرخ فوج نے صُوبہ کیانگسی کے جنوبی علاقوں میں بڑھنا شروع کیا اور بہت جلد کامیابی حاصل کر لی ۔ اس سلسلہ میں ماؤ کا بیان ہے :-

"ہم نے تنگ کو میں کسانوں کی پنچایت قائم کر لی اور ہر جگہ کے مقامی سپاہیوں کی شرکت نے سرخ فوج کی طاقت کو اور بھی بڑھا دیا۔ یہاں تک کہ ہم ہانگ ٹنگن، شانگ ہینگ اور لنگ یہہ کے علاقوں میں بھی کسانوں کی پنچایتیں قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ ان علاقوں میں سرخ فوج کے پہنچنے سے پہلے ہی ہماری کامیابی کے لئے میدان تیار تھا جس کی وجہ سے ہمیں کچھ زیادہ مشکلیں پیش نہیں آئیں۔ رفتہ رفتہ سرخ فوج اور اس کے حامیوں کی کوششوں سے کسانوں اور عوام کی دوسری تحریکات بھی شروع ہو گئیں۔ اور بعض دوسرے اضلاع میں بھی کسانوں کی پنچایتیں قائم کرنے کی تحریک پھیل گئی لیکن اس وقت تک کمیونسٹ پارٹی نے ان اضلاع پر اپنا اقتدار قائم نہیں کیا تھا۔

سرخ فوج سیاسی اور فوجی حیثیت سے روز بروز ترقی کر رہی تھی لیکن خود ماؤ کے خیال کے مطابق"

"اس وقت تک سرخ فوج میں کئی خامیاں بھی موجود تھیں مثلاً جو لوگ سرخ فوج کے باقاعدہ سپاہی نہیں تھے وہ قاعدوں کی پابندی کی طرف زیادہ توجہ نہیں دیتے تھے۔ اُن کے خیال میں جمہوریت کا مطلب ہر قسم کے قاعدوں سے آزاد ہو جانا تھا۔ دوسری کمزوری یہ تھی کہ سرخ فوج

کے سپاہی عام طور پر خانہ بدوشی کی طرف مائل تھے وہ چاہتے تھے کہ کسی جگہ اطمینان سے بیٹھ کر حکومت کا نظام قائم کرنے کی بجائے ہمیشہ سفر میں رہیں تا کہ ہر روز نئے حالات اور حادثات سے دوچار ہوتے رہنا پڑے۔ ان کمزوریوں کے علاوہ بعض کمانڈروں کے دماغ میں ابھی تک پرانے فوجی خیالات موجود تھے اور وہ اپنے بعض سپاہیوں کو جسمانی سزائیں دینے سے بھی دریغ نہ کرتے تھے۔

دسمبر ۱۹۲۹ء میں جب "چوتھی سرخ فوج" کی سالانہ کانفرنس ہوئی تو مذکورہ بالا کمزوریوں میں سے اکثر کو رفع کر دیا گیا۔ اس کانفرنس میں سرخ فوج کے متعلق بہت سے اپنے فیصلے بھی کئے گئے جن سے عملی اور نظری طور پر اس فوج کا معیار بلند ہو گیا۔ ان تمام کاموں میں ماؤ پیش پیش رہا۔ اس سلسلہ میں ماؤ کہتا ہے :-

"یہ خامیاں کمیونسٹ پارٹی اور فوجی ہائی کمانڈ کے بعض ایسے اراکین کی پیدا کی ہوئی تھیں جو ٹراٹسکی[1] کے ہم خیال تھے اور ان کی خواہش تھی کہ

[1] ٹراٹسکی کا پورا نام لیو ڈیوڈووچ ٹراٹسکی Leo Da Vidovitch Trotsky تھا۔ یہ شخص روس میں ۱۸۷۹ء میں پیدا ہوا اور ۱۹۴۰ء میں بمقام میکسیکو (امریکہ) فرانسس نامی ایک یہودی نے اس پر قاتلانہ حملہ کیا اور دو روز کے بعد اس کا انتقال ہو گیا۔ ٹراٹسکی روس کی تمام انقلابی تحریکات نیز آخری انقلاب کی تحریک میں نمایاں حصہ لیتا رہا۔ یہاں تک کہ انقلاب کے بعد جب روس میں سوویٹ گورنمنٹ قائم ہوئی تو اسے وزیر جنگ بھی بنا دیا گیا (باقی بر صفحہ ۱۱۰)

اس طرح اس تحریک کو فنا کر دیا جائے۔ چنانچہ بعد میں یہ بات بھی معلوم ہو گئی کہ سرخ فوج کو تباہ کرنے کی نیت سے وہ اسے کئی ایسے موقعوں پر جان بوجھ کر دشمن کے مقابلہ میں لے گئے جہاں اس کی تباہی یقینی تھی۔ بہر حال پارٹی میں ان کی مخالفت شروع ہوئی اور بہت جلد پارٹی اور فوج اُن کے اثر سے پاک ہو گئی۔"

سنٹرل سویٹ گورنمنٹ کا قیام

مذکورہ بالا کانفرنس میں فوجی اصلاحات کے علاوہ صوبہ کیانگسی میں کسانوں اور مزدوروں کی پنچائتیں قائم کرنے کا فیصلہ بھی کیا گیا تھا۔ چنانچہ ماؤ اور اُس کے ساتھی سویٹ گورنمنٹ کے قیام اور سرخ فوج کی تنظیم میں پہلے سے بھی زیادہ جوش اور محنت کے ساتھ مصروف ہو گئے اور اسی سال صوبہ کیانگسی کا تقریباً تمام حصّہ سرخ فوج کے قبضہ میں آگیا اور ماؤ نے وہاں "سنٹرل سویٹ گورنمنٹ" یعنی مرکزی اشتراکی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۹) لیکن اس کے حالات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے بھی روس کی سرخ فوج کو تباہ کرنے کے لئے وہی طریقہ اختیار کیا تھا جس کا ذکر ماؤ نے اس شخص کے ہمخیال چینیوں کے سلسلہ میں کیا ہے لیکن ایم سٹالن کی مخالفت کی وجہ سے روس کی کمیونسٹ پارٹی نے اس شخص کی تجویز کو نامنظور کر دیا تھا۔ اس شخص کے ساتھیوں نے ہسپانیہ کی خانہ جنگی کے زمانہ میں جمہوری حکومت کی فوجوں کی مخالفت کے لئے بھی ایسے ہی طریقے استعمال کئے تھے اور ان کی حمایت کے پردہ میں ہمیشہ دشمن کی مدد کرتے رہتے تھے۔ ہندوستان میں بھی ٹراٹسکی کے ہمخیال لوگ موجود ہیں لیکن اس ملک کے لوگوں پر ان کا کوئی خاص اثر نہیں۔

حکومت کا مرکز بنالیا۔

۷۔فروری ۱۹۳۰ء کو سوویٹ گورمنٹ کے صدر مقام میں کمیونسٹ پارٹی کا ایک ضروری اجلاس منعقد کیا گیا تاکہ سوویٹ گورمنٹ کے مستقبل کا فیصلہ کیا جاسکے۔ اس اجلاس میں زمین کے مسئلہ پر پوری تفصیل اور آزادی کے ساتھ بحث کی گئی جس کے بعد ان لوگوں کو جو زمین کی ازسرنو تقسیم کے مخالف تھے شکست ہوئی اور زمین کی ازسرنو تقسیم اور سوویٹ گورمنٹ کے اثر کو بڑھانے اور اُسے مضبوط بنانے کی تجویز منظور ہوگئی۔

اس اجلاس سے پہلے ماؤ اور اُس کے ساتھیوں نے سرخ فوج کی مدد سے کسانوں اور مزدوروں کی مقامی پنچایتیں اور حکومتیں قائم کی تھیں لیکن اب اس اجلاس نے فیصلہ کر دیا تھا کہ صوبہ کیانگسی میں پراونشل سوویٹ گورمنٹ قائم کی جائے۔ اس فیصلہ کے مطابق کیانگسی میں پراونشل سوویٹ گورمنٹ قائم کرلی گئی اور اس صوبہ کے کسانوں کی مدد سے سرخ فوج کو ہر جگہ کومن ٹانگ کی فوجوں کے مقابلہ میں کامیابی حاصل ہوتی گئی۔

چھٹا باب

سُرخ فوج کی کامیابیاں

اخلاقی فرائض

اس کتاب کے "تعارف" میں یہ بات بیان کی جا چکی ہے کہ چین کے کمیونسٹ رہنماؤں کی یہ عام خصوصیت ہے کہ جب وہ سرخ فوج میں شامل ہو جاتے ہیں تو اپنی ذاتی حیثیت کو بھول جاتے ہیں اور اُن کے سب کام اجتماعی حیثیت اختیار کر لیتے ہیں۔ ماؤ بھی اس عام قاعدہ سے الگ نہیں رہ سکتا تھا اس لئے سرخ فوج کی تنظیم اور کامیابیوں کے بعد اس کی ترقی کے زمانہ میں ہمیں اس کے ذاتی حالات کا بہت کم پتہ چلتا ہے لیکن ظاہر ہے کہ سرخ فوج کی تمام کامیابیوں اور ترقیوں کا انحصار ماؤ اور اُس کے ساتھیوں کی ذات پر ہے اس لئے سرخ فوج کی مزید کامیابیوں اور ترقیوں کے ذکر کو بھی ماؤ کے حالات زندگی کا ایک حصّہ سمجھنا چاہئے۔

رفتہ رفتہ عوام کے ساتھ سرخ فوج کے تعلقات بڑھتے گئے - اس کا نظام زیادہ بہتر اور مضبوط ہوتا گیا اور فنِ جنگ کے اعتبار سے بھی اس نے بہت ترقی کر لی اب ہر جگہ کے کسان اور مزدور اس کی امداد کے لئے تیار نظر آتے تھے - چنگ کان شان میں رہتے ہوئے سرخ فوج کے سپاہیوں کو صرف تین باتوں کی پابندی کرنی پڑتی تھی - یعنی اُن کا فرض تھا کہ وہ اپنے افسر کے ہر حکم کی تعمیل کریں ، غریب کسانوں کی کسی چیز کو بھی ہاتھ نہ لگائیں اور زمینداروں سے جو کچھ بھی ملے اُسے فوراً حکومت کے سپرد کر دیں - لیکن ۱۹۲۸ء میں ماسکو کے مقام پر چین کی کمیونسٹ پارٹی کے اجلاس کے بعد کسانوں کی حمایت حاصل کرنے کے لئے جو تجویزیں مرتب کی گئی تھیں اُن کے سلسلہ میں سرخ فوج کے لئے مندرجہ ذیل آٹھ اصول بھی بنائے گئے :-

۱- کسی مکان سے جاتے ہوئے اُس کے تمام دروازے بند کر دیئے جائیں -

۲- جن چٹائیوں پر آرام کیا جائے انہیں لپیٹ کر واپس کر دیا جائے -

۳- لوگوں کے ساتھ نرمی اور خوش اخلاقی سے پیش آیا جائے اور جس وقت بھی آسانی کے ساتھ اُن کی مدد کی جا سکے مدد کی جائے -

۴- جو چیزیں مانگ کر لی جائیں انہیں واپس کر دیا جائے -

۵- اگر سرخ فوج کے سپاہیوں کے ہاتھ سے کسی چیز کو غیر ضروری طور پر نقصان پہنچے تو اس کا معاوضہ ادا کیا جائے -

۶۔ کسانوں کے ساتھ لین دین میں پوری ایمانداری سے کام لیا جائے۔
۷۔ جب کوئی چیز خریدی جائے تو اس کی قیمت ادا کر دی جائے۔ اور
۸۔ ہر موقعہ پر صفائی کا خیال رکھا جائے خصوصاً رفع حاجت کے لئے فرودگاہ سے بہت دور کوئی جگہ مقرر کی جائے۔

اِن اصول کو دیکھتے ہوئے یہ اندازہ کر لینا کچھ دشوار نہیں کہ سرخ فوج کو ایک اعلیٰ درجہ کی فوج بنانے کے لئے ماؤ اور اُس کے ساتھیوں کو کس قدر جدوجہد کرنی پڑی ہوگی۔ بہرحال تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ان باتوں پر کامیابی کے ساتھ عمل ہونے لگا۔ یہاں تک کہ اب یہ اصول سرخ فوج کے ایک گیت کی حیثیت سے روزانہ دہرائے جاتے ہیں۔

چند روز کے بعد سرخ فوجوں کے لئے تین فرائض اور تجویز کئے گئے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر سپاہی کو آخری سانس تک دشمن کا مقابلہ کرتے رہنا چاہئے عوام کو مسلح کرنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کرنی چاہئے۔ اور اپنی جدوجہد کو کامیاب بنانے کے لئے روپیہ پیدا کرنا چاہئے۔

مزید فوجوں کی تنظیم

۱۹۲۸ء کے آغاز میں لی ڈین لنگ اور لی ساؤ چو کی رہنمائی میں بے قاعدہ سرخ فوج کے سپاہیوں کو باقاعدہ "تیسری سرخ فوج" کی شکل میں منظم کیا گیا

اور ہوانگ کنگ نیز ہو وائی کو اس کا کمانڈر اور پولیٹیکل کمیسار بنایا گیا۔ اس زمانہ میں کومن ٹانگ کی کچھ فوجیں بغاوت کر کے سرخ فوج کے ساتھ آملی تھیں جن کی وجہ سے سرخ فوج میں بہت سے مسلح اور تربیت یافتہ سپاہیوں کا اضافہ ہو گیا تھا۔ چنانچہ انہیں اور صوبہ فوکیان کے باقاعدہ سپاہیوں کو جمع کر کے "بارہویں سرخ فوج" قائم کی گئی اور لیو چینگ ماؤ اس کا کمانڈر اور تا آئی سنگ تنگ پولیٹیکل کمیسار مقرر ہوا۔ کچھ عرصہ کے بعد یو چینگ ماؤ ایک لڑائی میں مارا گیا۔ اور اس کی جگہ کومن ٹانگ کی باغی فوجوں کو سرخ فوجوں کے ساتھ ملانے والے کمانڈر ہو پی تہم کو دی گئی۔ اس سلسلہ میں ماؤ کا بیان ہے کہ

"یہی وہ زمانہ تھا جب ہم نے سرخ فوج کی فرسٹ آرمی کور" قائم کی تھی۔ اس وقت شوتے سرخ فوج کا کمانڈر انچیف تھا اور میں پولیٹیکل کمیسار۔ اس کور میں تیسری، چوتھی اور بارھویں سرخ افواج شامل تھیں۔ فوج کی رہنمائی کے لئے "فرنٹ کمیٹی" کے نام سے ایک چھوٹی سی جماعت بنائی گئی اور مجھے اس کا چیئرمین منتخب کیا گیا۔"

اس کور میں دس ہزار سپاہی شامل تھے جنہیں ایک ایک ہزار کے دس ڈویژنوں پر تقسیم کر دیا گیا تھا۔

لڑائی کے اصول

اس تحریک کی سیاسی بنیاد سے قطع نظر سرخ فوج سے اپنی ضرورتوں کے مطابق

لڑائی کے بہت سے اصول بنا لئے تھے۔ چینگ کان شان میں سپاہیوں نے اپنے لئے جو نعرے مقرر کئے تھے اُن سے سرخ فوج کی لڑائی کے طرز کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ سرخ فوج کے سپاہی کہا کرتے تھے کہ

جب دشمن پیش قدمی شروع کرتا ہے تو ہم پیچھے ہٹ جاتے ہیں
جب وہ کسی جگہ ٹھہر کر خیمے لگا لیتا ہے تو ہم اسے ہر طرح پریشان کرتے ہیں۔
جب وہ لڑائی کو ٹال دینے کی کوشش کرتا ہے تو ہم اس پر حملہ کرتے ہیں اور
جب وہ پسپا ہوتا ہے تو ہم اس کا پیچھا کر کے اُسے زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچاتے ہیں۔

ماؤ کہتا ہے کہ

"ابتدا میں تجربہ کار سپاہیوں نے ان نعروں سے اختلاف کیا۔ لیکن تجربے سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ ان میں جس طریقۂ جنگ کی حمایت کی گئی تھی وہ بالکل درست تھا۔ ہماری فوج دشمن کی فوجوں کے مقابلہ میں ایک اور بارہ کی نسبت رکھتی تھی ہمارے ذرائع بھی کم تھے اور کومن ٹانگ کی زبردست فوجوں کے مقابلہ میں جنہیں ہر قسم کی آسانیاں حاصل تھیں ہماری کامیابی اسی بات پر منحصر تھی کہ ہم باقاعدہ لڑائی کے اصول اور گوریلا طریقۂ جنگ کو ملا کر دشمن کا مقابلہ کریں۔"

چین کی سرخ فوج کی لڑائیوں میں جو بات سب سے نمایاں نظر آتی ہے وہ یہ

یہ ہے کہ اس کے افسر بہت جلد اپنی پوری فوج کو دشمن کے مقابلہ پر آتے تھے اور مقابلہ کے بعد اسی عجلت سے اسے منتشر بھی کر دیتے تھے۔ جنگ کے اس طریقہ کی وجہ سے سرخ فوج ایک ہی جگہ جمع کر لڑنے کی مشکلوں سے بچ جاتی تھی اور اس کی تمام طاقت اور کوششیں اس بات پر صرف ہو سکتی تھیں کہ وہ دشمن کی فوجوں کو اس وقت نقصان پہنچائیں جب وہ سفر میں ہوں۔ جنگ کے اس طریقہ نے سرخ فوج میں جلد حملہ کرنے اور تھوڑی دیر میں دشمن کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچا کر اپنی جگہ واپس چلے جانے کی غیر معمولی قابلیت پیدا کر دی تھی۔

لی لی سان کی رائے

کمیونسٹ گورنمنٹ کے اثر کو ترقی دینے کے لئے ماؤ نے سرخ فوج کیلئے جو اصول بنائے وہ اس خیال کی بنیاد پر بنائے تھے کہ جو قدم آگے بڑھ جاتے وہ کسی صورت میں بھی پیچھے نہ ہٹے۔ اور جس علاقہ میں ایک مرتبہ سرخ فوج داخل ہو جائے وہاں سے اس وقت تک آگے نہ بڑھے جب تک اس کا اثر اچھی طرح قائم نہ ہو جائے اس کے مقابلہ میں لی لی سان مفتوحہ اور مقبوضہ علاقوں میں کمیونسٹ پارٹی اور سرخ فوج کے اثر کو قائم اور عقب کو محفوظ کرنے کی بجائے آگے بڑھتے رہنے کی حکمت عملی کا حامی تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ باقاعدہ سرخ فوج کی سرگرمیوں کے علاوہ "کمیونزم" کے تمام دوسرے مسلح حامیوں کی سرگرمیوں کو بند کر دیا جائے اور

بڑے بڑے شہروں پر اچانک حملے کر کے وہاں کے باشندوں کو خوفزدہ اور مرعوب کیا جائے۔

جہاں تک وقتی کامیابیوں کا تعلق تھا لی لی سان کی رائے بظاہر بالکل درست تھی۔ اس لئے کمیونسٹ پارٹی نے اُسے پسند کر لیا اور کچھ حد تک سرخ فوج بھی اس کی تائید کرنے لگی۔ لیکن ماؤ اور اُس کے ساتھی جو سرخ فوج کے سپاہیوں کے ساتھ ساتھ خود بھی لڑائی کے میدانوں میں موجود رہتے تھے اس رائے سے متفق نہ ہو سکے بہرحال لی لی سان کے حق میں پارٹی کے فیصلہ کے بعد چانگشا اور نان چنگ پر حملہ اور پیش قدمی کی گئی لیکن سرخ فوج نے اپنے بے قاعدہ حامیوں کو غیر مسلح کر دینے اور اس طرح اپنے عقب کو غیر محفوظ بنا لینے سے صاف انکار کر دیا۔

سُرخ فوج کی پیش قدمی!

۱۹۲۹ء کے موسم خزاں میں سرخ فوج نے صُوبہ کیانگسی کے شمالی علاقوں میں بڑھنا شروع کیا اور اس پیش قدمی میں کومن ٹانگ کی فوجوں کو شکست دیتی اور بہت سے بڑے بڑے شہروں پر قبضہ کرتی ہوئی نان چانگ کے قریب جا پہنچی۔ وہاں پہنچ کر اُس نے اچانک اپنا رُخ بدل دیا اور چانگشا کی طرف بڑھنے لگی۔ اپریل ۱۹۲۹ء میں پی اینگ بھی اپنی فوج لے کر چنگ کان شان سے چلا آیا تھا اور کیانگسی کے جنوبی اضلاع میں کمیونزم کی اشاعت اور کسانوں کی پنچائتیں قائم کرانے کا کام کر رہا تھا۔ پی اینگ کیونکہ ایک مرتبہ پہلے بھی چانگشا کو فتح کر چکا تھا لیکن

دشمن کی فوجوں کے گھیرے میں آجانے کی وجہ سے اسے یہ شہر خالی کر دینا پڑا تھا اس لئے وہ بھی ماؤ کے ساتھ آملا۔

اپریل ۱۹۳۰ء میں پہلی اور تیسری سرخ فوجوں کے کارکنوں نے جوٹی چین کے مقام پر ایک کانفرنس کی جس میں فیصلہ کیا گیا کہ تیسری فوج اپنے کمانڈر پی اینگ کی رہنمائی میں کیانگسی اور ہونان کے سرحدی علاقوں میں اپنی سرگرمیاں جاری رکھے اور ماؤ اور ژوتے پہلی فوج کو لے کر صوبہ فوکیان کی طرف بڑھیں۔

"چین کے مزدوروں اور کسانوں کی انقلابی جماعت"

اس وقت تک ماؤ کی سرگرمیاں یا تو طلبا کی تحریکات تک محدود تھیں یا کمیونسٹ پارٹی اور سرخ فوج تک۔ لیکن ۱۹۳۰ء کے شروع میں "چین کے مزدوروں اور کسانوں کی انقلابی جماعت" کے نام سے ایک نئی جماعت قائم ہوئی اور ماؤ کو اس کا صدر منتخب کیا گیا۔

اس زمانہ میں صوبجات ہونان اور کیانگسی میں سرخ فوج کا اثر پھیل چکا تھا اور چونکہ ماؤ اور ژوتے کی گرفتاری کے لئے کومن ٹانگ کی طرف سے بڑے بڑے انعامات دینے کے وعدے کئے جا رہے تھے اس لئے ہونان کا ہر کسان اُن کے نام سے واقف ہو گیا تھا۔

رشتہ داروں کی گرفتاری

اسی زمانہ میں کومن ٹانگ کے حکم سے ماؤ کی زمین کو ضبط اور اُس کی بیوی، بہن دو چھوٹے بھائیوں کی بیویوں اور ماؤ کے لڑکے کو گرفتار کر لیا گیا۔ چند روز کے بعد اس کی بیوی اور بہن کو پھانسی دے دی گئی اور دوسرے رشتہ داروں کو رہا کر دیا گیا۔ سرخ فوج، ماؤ کی شہرت اور اثر روز بروز ترقی کر رہا تھا اور خود اس کے گاؤں کے لوگ بھی ماؤ کی تحریک کو پسند کرنے لگے تھے اس سلسلہ میں ماؤ ایک دلچسپ قصہ بیان کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے:۔

"اپنے گاؤں میں اپنے اثر کے متعلق میں نے ایک قصہ سنا۔ گاؤں کے لوگوں کو یقین تھا کہ ماؤ بہت جلد واپس آ جائے گا۔ اتفاق کی بات ہے کہ ایک دن ایک ہوائی جہاز گاؤں پر سے گذرا جسے دیکھ کر لوگوں نے یقین کر لیا کہ اس میں "میں" ہوں چنانچہ انہوں نے اس شخص سے جو میری ضبط شدہ زمین میں کاشت کرتا تھا کہا کہ ماؤ اپنی زمین کو دیکھنے کے لئے آ گیا ہے۔ اگر اسے یہ بات معلوم ہو گئی کہ اُس کی غیر حاضری میں اس کے ایک درخت کو بھی نقصان پہنچا ہے تو وہ چیانگ کائی شک سے اس کا ہرجانہ طلب کرے گا۔

یہ وہ زمانہ تھا جب ماؤ اور شوو سے پہلی سرخ فوج کو لے کر چانگشا کی دیواروں کے نیچے پہنچ چکے تھے لیکن اُن کے پہنچنے سے پہلے ہی شہر کی حفاظت کے زبردست انتظامات بھی کر لئے گئے تھے اور اس شہر میں کومن ٹانگ کی بہت زیادہ فوج موجود ہوسنے کے علاوہ صُوبہ ہُونان میں سرخ فوج پر زبردست حملہ کرنے کے لئے بھی فوجیں جمع کی جا رہی تھیں۔ اس مرتبہ سرخ فوج کو اس شہر پر قبضہ کرنے میں کامیابی حاصل نہ ہوسکی۔ اس چند روزہ محاصرہ کے زمانہ میں ایک زبردست لڑائی ہوئی جس میں سرخ فوج نے کومن ٹانگ کی فوج کے دو بریگیڈ تباہ کر دیئے۔ بہرحال چند ہفتوں کے بعد یہ لوگ محاصرہ چھوڑ کر کیانگسی چلے آئے۔

لی لی سان کے طریقۂ کار کی ناکامی

اس ناکامی کے بعد لی لی سان کا طریقۂ کار بھی ناکام ہوگیا اور اس طرح سرخ فوج اس تباہی سے بچ گئی جو اس طریقۂ کار پر عمل کرنے سے لازمی طور پر برپا ہوتی۔ ماؤ کہتا ہے۔

"اس وقت سرخ فوج کے سامنے تین اہم کام تھے۔ اول نئے سپاہیوں کی بھرتی۔ دوم نئے دیہاتی علاقوں میں کسانوں اور مزدوروں کی پنچایتوں کا قیام اور سوم ان علاقوں میں اپنی طاقت کو بڑھانا جو اس کے قبضہ میں آ چکے تھے۔ ان کاموں کو سامنے رکھتے ہوئے چانگشا پر حملہ کرنا

ضروری نہیں تھا۔ پہلی مرتبہ جب چانگشا پر ہمارا قبضہ ہوگیا تھا
اس وقت اگر ہم اسے وقتی تصور کرکے چانگشا کو کمیونسٹ طاقت کا
مرکز نہ بناتے اور اس پر اپنے قبضہ کو قائم رکھنے کے لئے اپنی
تمام قوتوں کو وہاں جمع نہ کردیتے تو یہ زیادہ مفید ہوتا۔ اور بعد میں
چانگشا کو خالی کردینے سے انقلابی تحریک پر جو برا اثر پڑا وہ نہ
پڑتا۔ یہ فیصلہ اس لئے بھی غلط تھا کہ چانگشا کے گرد و نواح
میں کسانوں کی پنچایتیں قائم اور کمیونسٹوں کی طاقت منظم نہیں
تھی۔ جن کے بغیر اسے حکومت کا مرکز بنا دینا کسی طرح بھی درست
نہیں تھا۔ لیکن لی لی سان نے اول تو سرخ فوج کی طاقت کا
غلط اندازہ کیا۔ دوسرے اس نے یہ سمجھ لیا کہ انقلاب کامیاب
ہوچکا ہے اور بہت جلد تمام ملک میں ہمارا اقتدار قائم ہوجائیگا۔
لی لی سان کا خیال تھا کہ اس خانہ جنگی سے اور تقویت حاصل ہوگی
جو اس وقت چیانگ کائی شیک اور فینگ یوسیانگ کے درمیان
جاری تھی اور جس سے سب لوگ تنگ آگئے تھے لیکن اس کی رائے
کے خلاف ہمارا خیال تھا کہ دشمن سوویٹ گورنمنٹ اور سرخ فوج
کے خلاف لڑائی کی زبردست تیاریاں کررہا ہے۔ اور اس خانہ جنگی

سے ختم ہوتے ہی ہمارے   خلاف اس کی پیشقدمی شروع ہو جائیگی۔ اس لئے ہمیں اپنی قوت کو معمولی معمولی کاموں میں ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ ہمارا یہ اندازہ بالکل درست ثابت ہوا۔

"قوکیان کا حادثہ!"

ہونان میں جو واقعات پیش آرہے تھے ان کو دیکھتے ہوئے سرخ فوج اِس صوبہ سے کیانگسی میں چلی آئی۔ لیکن اس وقت فوج پر لی لی سان کے خیالات کا اثر تھا چنانچہ تیسری سرخ فوج کے بہت سے سپاہیوں نے اس بات کا مطالبہ شروع کر دیا کہ انہیں باقی فوج سے الگ کر کے لی لی سان کے طریقۂ کار کی پیروی کی اجازت دے دی جائے۔ لیکن اس فوج کے کمانڈر پی اینگ نے اس مطالبہ سے شدید اختلاف کا اظہار کیا اور سخت جدوجہد کے بعد فوج کے اتحاد اور سوویٹ گورنمنٹ کے ساتھ ان سپاہیوں کی وفاداری کو بحال کر لینے میں کامیاب ہو گیا۔

بیسویں سرخ فوج نے جو لی تائی ساتو کی کمان میں تھی بغاوت کر دی، کیانگسی سوویٹ کے صدر اور دوسرے عہدہ داروں کو گرفتار کر لیا اور لی لی سان کے طریقۂ کار کی حمایت میں ماؤ اور اُس کے ساتھیوں پر شدید نکتہ چینی شروع کر دی۔ یہ واقعہ فوکیان میں جو کیان کے قریب ہے اور اس وقت سوویٹ گورنمنٹ کا صدر مقام

اور اشتراکی تحریک کا مرکز تھا پیش آیا تھا اور اسی لئے اُسے "فوکیان کا حادثہ" کہا جاتا ہے۔ بہرحال تیسری فوج کی وفاداری، کسانوں کی امداد اور کمیونسٹ پارٹی اور سرخ فوج کے اتحاد کی بدولت یہ بغاوت فوراً ہی ختم ہو گئی۔ بیسویں فوج کے باغی کمانڈر لی تا ٹی ساؤ کو گرفتار کر لیا گیا۔ اور باغی سپاہیوں سے ہتھیار لے کر انہیں فوج سے الگ کر دیا گیا۔ اس واقعہ کے بعد "لی لی سان ازم" فنا ہو گیا۔ ماؤ اور اس کے ساتھیوں کے طریقۂ کار کو عام طور پر پسند کیا جانے لگا اور اس سے چین کی کمیونسٹ پارٹی اور اس کی تمام تحریکات کو بہت فائدہ حاصل ہوا۔

ساتواں باب

کومن ٹانگ اور سوویٹ گورنمنٹ کی لڑائیاں

پہلی مُہم

اب چین کی سوویٹ گورنمنٹ کی طاقت روز بروز بڑھتی جارہی تھی، سرخ فوج میں ہزاروں سپاہی بھرتی ہو چکے تھے اور چین میں کمیونزم کا مستقبل روشن نظر آرہا تھا۔ ان کامیابیوں کو دیکھ کر کومن ٹانگ کی حکومت بہت پریشان تھی اور اسے یقین ہو گیا تھا کہ اگر کمیونزم کی تحریک کو فوراً نہ روکا گیا تو یہ بہت جلد سارے چین میں پھیل جائے گی اسی لئے اس نے سوویٹ گورنمنٹ اور سرخ فوج کو کچل ڈالنے کی تیاریاں شروع کر دی تھیں۔

سنہ ۱۹۳۰ء کے آخر میں ٹانگنگ کی حکومت نے اپنی پہلی مہم شروع کی۔ کومن ٹانگ نے ایک لاکھ سپاہیوں سے سوویٹ گورنمنٹ کے علاقہ کو گھیر لیا اور پانچ

طرف سے آگے بڑھنے لگے۔ کومن ٹانگ کی اس فوج کا سپہ سالار اعظم لونانی پی ایک تھا۔ اس فوج کے مقابلہ میں سرخ فوج کے سپاہیوں کی تعداد صرف چالیس ہزار تھی لیکن ماؤ اور شو دے ضرورت کے وقت بہت جلد اپنی فوج کو ایک جگہ جمع کر کے دشمن کے مقابلہ پر لے آتے تھے اور جب کسی جگہ پوری فوج کی موجودگی کی ضرورت باقی نہ رہتی تھی تو پھر اسے اسی عجلت کے ساتھ مختلف مقامات پر بھیج دیتے تھے۔ اس طرح سرخ فوج کو اس پہلی مہم میں زبردست کامیابیاں حاصل ہوئیں۔

اس مہم میں سرخ فوج کومن ٹانگ کی فوجوں پر اس وقت حملہ کرتی تھی جب وہ میدان خالی پا کر سوویٹ گورنمنٹ کے علاقہ میں بہت آگے بڑھ آتی تھیں۔ اس حال میں دشمن کے لئے ضروری سامان حاصل کرنے کے رستوں کو کھلا رکھنا دشوار ہو جاتا تھا اور سرخ فوج تعداد میں کم ہونے کے باوجود عام طور پر فتحیاب ہوتی تھی۔

جنوری ۱۹۳۱ء کے ختم ہونے سے پہلے ہی سرخ فوج نے کومن ٹانگ کی فوجوں کو بالکل شکست دیدی۔ اس سلسلہ میں ماؤ کا بیان ہے کہ

"اگر ہم پہلی اور تیسری سرخ فوجوں کو ملا کر ایک ہی کمانڈر کے ماتحت نہ کر دیتے، لی لی سان کی رائے سے اختلاف نہ کرتے اور سوویٹ گورنمنٹ اور سرخ فوج کے ان سب لوگوں پر قابو نہ پا لیتے جو

کمیونزم کے دشمن اور انقلاب کے مخالف تھے تو ہماری کامیابی ناممکن تھی۔

دُوسری مہم

چار مہینہ کے بعد نانکنگ کی حکومت نے ہوا ینگ چنگ کی رہنمائی میں سویٹ گورنمنٹ کے خلاف اپنی دوسری مہم شروع کر دی۔ اس مرتبہ سرخ فوج کے مقابلہ کے لیئے دو لاکھ سپاہی روانہ کیئے گئے اور انہوں نے سات راستوں سے چین کے سرخ علاقہ میں بڑھنا شروع کر دیا۔

اس وقت اول تو سرخ فوج پہلی لڑائی میں ہو جانے والے نقصانات ہی کو پورا نہ کر سکی تھی، دوسرے سویٹ گورنمنٹ کا علاقہ بہت چھوٹا تھا اور دو لاکھ سپاہی اُسے آسانی کے ساتھ چاروں طرف سے گھیر سکتے تھے۔ تیسرے تعداد، ہتھیاروں اور دوسرا ضروری سامان حاصل کرنے کے معاملوں میں بھی سرخ فوج اپنی مخالف فوج کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔ اس لئے حالات بہت نازک ہو گئے۔ مگر ماؤ اور اس کے ساتھیوں نے ہمت نہ ہاری اور دشمن سے اسی طریقہ کے مطابق لڑتے رہے جس کے مطابق لڑنے کی وجہ سے وہ اب تک دشمن کو شکست دینے میں کامیاب رہے تھے۔ اس مہم کے سلسلہ میں ماؤ کہتا ہے۔

"ہم دشمن کو سرخ علاقہ میں گھس آنے کا موقعہ دیتے تھے۔ پھر اچانک حملہ کر کے اس کی پیش قدمی کی طاقت کو ختم کر دیتے تھے۔

چنانچہ پہلے ہم نے دوسری فوج کو شکست دی پھر نہایت پھرتی سے تیسری چھٹی اور ساتویں فوجوں پر حملہ کیا اور کامیاب ہوئے۔ پانچویں فوج کا کچھ حصّہ بھی برباد کر دیا گیا اور چوتھی فوج بغیر لڑے ہی پسپا ہو گئی اس مہم کے آغاز سے چودہ دن کے اندر سرخ فوج کو چھ خونریز لڑائیاں لڑنی پڑیں۔ اور آٹھ دن تک اُسے ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچنے کے لئے برابر چلتے رہنا پڑا۔ چھ فوجوں کی شکست اور پسپائی کے بعد دشمن کی پہلی فوج بھی ایک معمولی سی جھڑپ کے بعد واپس چلی گئی اور اس مہم میں بھی سرخ فوج کو کامیابی حاصل ہوئی۔

تیسری مہم

دوسری مہم کے ایک ہی مہینہ بعد چیانگ کائی شیک تین لاکھ فوج لے کر خود "سرخ قزاقوں" کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوئے اور اپنے قابل ترین سپہ سالاروں کو مختلف فوجوں کی کمان دے کر طوفان کی طرح "سرخ علاقہ" میں بڑھنا شروع کیا۔ چیانگ کائی شیک کا خیال تھا کہ اس طرح وہ سرخ فوج کو مغلوب کر لینے میں کامیاب ہو جائیں گے لیکن جیسا کہ سرخ فوج کے طرزِ جنگ کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے اس کے لئے دشمن کا یہ طریقۂ کار بہت مفید تھا۔

اس مہم میں سرخ فوج کے تیس ہزار سپاہیوں نے پانچ دن کے اندر مختلف محاذوں پر چیانگ کائی شیک کی فوجوں کا مقابلہ کیا اور پہلی ہی لڑائی میں دشمن

کے بہت سے سپاہیوں کو قید کر لینے کے علاوہ بہت سے سامانِ جنگ پر بھی قبضہ کر لیا۔ چنانچہ اکتوبر ۱۹۳۱ء میں چیانگ کائی شک سرخ علاقہ کا محاصرہ چھوڑ کر واپس چلے گئے۔

پہلی سوویٹ کانگریس

تیسری مہم کے ختم ہو جانے کے بعد سوویٹ گورنمنٹ اور سرخ فوج کو اطمینان کا تھوڑا سا زمانہ نصیب ہوا اور اس تھوڑے ہی سے زمانہ میں انہوں نے بہت سی ترقیاں کر لیں۔ اب تک کمیونسٹ تحریک کے ماتحت کسانوں اور مزدوروں کی جو حکومتیں قائم ہوتی تھیں اُن کی حیثیت مقامی تھی لیکن ۱۱ دسمبر ۱۹۳۱ء کو چین کی پہلی "سوویٹ کانگریس" منعقد ہوئی اور اسی کانگریس میں چین کی "سنٹرل سوویٹ گورنمنٹ" کا قیام عمل میں آیا اور ماؤ کو اس کا صدر اور چو تے کو سرخ فوج کا سپہ سالارِ اعظم مقرر کیا گیا۔

اسی ہفتہ میں کومن ٹانگ کی افواج نے ننگ تو میں بغاوت برپا کر دی اور اٹھائیسویں فوج کے بیس ہزار سے زیادہ سپاہی تینگ چیا ان تان اور یو شین کی رہنمائی میں سرخ فوج کے ساتھ آ ملے۔ انہیں سپاہیوں سے پانچویں سرخ فوج قائم کی گئی اور تینگ چیا انگ تان کو اس کا کمانڈر مقرر کیا گیا۔

سرخ فوج کے حملے

اب سرخ فوج نے محض مدافعت یعنی اپنے بچاؤ کی حکمت عملی ترک کر کے خود

دشمن پر حملے کرنا اور آگے بڑھنا شروع کر دیا۔ چنانچہ صوبہ فوکیان کے شہر چانگ چاؤ میں ایک زبردست لڑائی کے بعد اُس نے شہر پر قبضہ کر لیا۔ جنوب میں اُس نے نان ہسیانگ کے مقام پر چاین تانی تا اینگ کی فوج پر حملہ کیا اور راس محاذ پر جہاں خود چیانگ کائی شیک مقیم تھے توآن، لی چوان، چاین تنگ اور ننا این تنگ پر اچانک زبردست حملے کر کے قبضہ کر لیا۔ اس وقت سے "ریڈ آرمیز لانگ مارچ" یعنی سرخ فوج کے طویل سفر کے آغاز تک ماؤ نے اپنی ساری توجہ اور کوششوں کو سوویٹ گورنمنٹ کے مضبوط بنانے پر لگا دیا۔ اور سرخ فوج کے تمام معاملوں کو شو دے اور دُوسرے ساتھیوں کے سپرد کر دیا۔

چوتھی مہم

اپریل ۱۹۳۳ء میں کومن ٹانگ نے سرخ فوج کے خلاف اپنی چوتھی مہم کا آغاز کیا۔ اس مہم میں دو لاکھ پچاس ہزار سپاہی شریک تھے لیکن اب سرخ فوج کی طاقت بھی بڑھ گئی تھی۔ اس لئے پہلے ہی مقابلہ میں اُس نے دشمن کے دو ڈویژنوں سے ہتھیار رکھوا لئے اور اُن کے کمانڈروں کو گرفتار کر لیا۔ ۵۲ واں ڈویژن بالکل اور ۵۹ ویں ڈویژن کا بہت سا حصّہ تباہ ہو گیا اور تیرہ ہزار سپاہیوں کو گرفتار کر لیا گیا۔

ایک دوسری لڑائی میں گیارھویں ڈویژن کو جو چیانگ کائی شیک کا خاص اور بہترین ڈویژن سمجھا جاتا تھا غیر مسلح اور اُس کے کمانڈر کو شدید زخمی کر دیا گیا۔

لڑائیاں فیصلہ کن ثابت ہوئیں اور یہ چوتھی مہم بھی کومن ٹانگ کی فوجوں کی شکست پر ختم ہوگئی۔ سُرخ فوج کی اس کامیابی کے سلسلہ میں ماؤ کہتا ہے:-

"اس شکست کے بعد چیانگ کائی شیک نے اپنے [illegible] کمانڈر کو لکھا تھا کہ

"یہ شکست میری زندگی میں میری سب سے بڑی رسوائی ہے"۔

چے این چے انگ ان لڑائیوں کو جاری رکھنے کے حق میں نہیں تھا۔ چنانچہ وہ لوگوں سے کہا کرتا تھا کہ سرخ فوج سے لڑنا ایک ایسا کام ہے جو عمر بھر ختم نہیں ہو سکے گا اور ایک ایسی سزا ہے جو ہمیں عمر بھر ملتی رہے گی۔ یہ خبریں جب چیانگ کائی شیک تک پہنچیں تو انہوں نے اسے فیلڈ کمانڈر کے عہدہ سے الگ کر دیا۔

آخری مہم

سوویٹ گورنمنٹ اور سرخ فوج کے خلاف اپنی آخری اور زبردست ترین مہم یعنی پانچویں مہم کے لئے چیانگ کائی شیک نے نو لاکھ سپاہی جمع کئے۔ چوتھی مہم کے آخری دنوں میں اپنے جرمن مشیر کے مشورہ کے مطابق چیانگ کائی شیک نے چھوٹے چھوٹے عارضی قلعوں سے بھی کام لینا شروع کر دیا تھا اور جنگ کے طریقہ کو بھی بدل دیا تھا۔ پانچویں مہم میں ایک طرف کومن ٹانگ کی فوجوں نے ان قلعوں کو لڑائی کا ضروری حصہ بنا لیا۔ دوسری طرف سرخ فوج سے بعض

غلطیاں سرزد ہوئیں جن کا حال ماؤ اس طرح بیان کرتا ہے :-

"اس زمانہ میں ہم نے دو بڑی غلطیاں کیں - اول تو جب ۱۹۳۷ء میں فوکیان میں بغاوت برپا ہوئی تو ہم سائی تا انگ کی فوجوں سے متحد ہونے میں ناکام رہے - دوسرے ہم نے ... ہی حفاظتی طریقہ جنگ کو کافی سمجھ کر جنگ کے پرانے طرز کو ترک کر دیا اور کومن ٹانگ کی اچھی طرح تربیت یافتہ اور مسلح ... کے مقابلہ میں ایک جگہ جم کر لڑنا سرخ فوج کے لئے جسے اس طرح لڑنے کی عادت نہیں تھی نقصان دہ تھا"

چنانچہ اس ... کے ... ان میں جو ۱۹۳۲ء میں پیش آئی تھی سرخ فوج کو اپنے حالات میں بہت سی تبدیلیاں کرنی پڑیں - اس کے علاوہ عام قومی حالات نے بھی سوویٹ گورنمنٹ اور سرخ فوج کو اس بات پر مجبور کیا کہ وہ صوبہ کیانگسی کے سرخ علاقہ کو چھوڑ کر شمال و مغرب کی طرف چلی جائے -

منچوریا اور شنگھائی پر جاپان کے حملہ اور قبضہ کے بعد فروری ۱۹۳۲ء میں سوویٹ گورنمنٹ نے جاپان کے خلاف اعلان جنگ کر دیا تھا - لیکن روز روز کی خانہ جنگیوں میں مبتلا اور کومن ٹانگ کی فوجوں کے درمیان گھرے رہنے کی وجہ سے اس اعلان جنگ کے سلسلہ میں کوئی مفید قدم نہیں اٹھا سکی تھی - پھر بھی اس نے ایک عام اعلان میں چین کی تمام مسلح فوجوں کو اس بات کی دعوت

دی کہ وہ جاپانی شہنشاہیت یعنی سامراج کے مقابلہ کے لئے متحدہ محاذ قائم کرلیں ۔ سنہ ۱۹۳۲ء کے شروع میں اس نے دوسری مرتبہ اس بات کا اعلان کیا کہ سوویٹ گورنمنٹ اور سرخ فوج ہر اس مخالف فوج کے ساتھ مل کر کام کرنے کے لئے تیار ہیں جو خانہ جنگی نیز سرخ علاقہ اور سرخ فوج پر حملہ کرنے کی مخالف اور جمہوری اصول کے ماتحت عوام کو شہری حقوق دینے اور انہیں جاپان کا مقابلہ کرنے کے لئے مسلح کردینے کی حامی ہو۔

سوویٹ گورنمنٹ اور سرخ فوج کے خلاف کومن ٹانگ کی پانچویں مہم کا آغاز اکتوبر سنہ ۱۹۳۳ء میں ہوا تھا۔ جنوری سنہ ۱۹۳۴ء میں چین کی دوسری سوویٹ کانگریس منعقد ہوئی جس میں اس وقت کے تمام حالات پر غور کیا گیا۔ اس موقعہ پر ماؤ نے اپنی رپورٹ پیش کی اور دوسری مرتبہ سنٹرل سوویٹ گورنمنٹ کے اراکین کا انتخاب عمل میں آیا جس میں دوبارہ ماؤ کو مرکزی حکومت کا صدر منتخب کیا گیا۔

اس اجلاس میں یہ بات بھی طے ہو گئی کہ جاپان کے خلاف موثر کارروائی کرنے اور ملک کو خانہ جنگی سے بچانے کے لئے سوویٹ گورنمنٹ کو شمال مغربی چین میں منتقل ہو جانا چاہئے۔ چنانچہ اس طویل سفر کی تیاریاں شروع ہو گئیں اور اکتوبر سنہ ۱۹۳۴ء میں یعنی پانچویں مہم کے آغاز سے پورے ایک

سال بعد جو نہایت خونریز لڑائیوں میں بسر ہوا تھا اور جس میں فریقین کو شدید نقصانات برداشت کرنے پڑے تھے سرخ فوج نے اپنا وہ طویل سفر شروع کیا جو موجودہ زمانہ کی تاریخ میں بے نظیر اور چین کے کمیونسٹوں کے استقلال، ہمت، جوش، اخلاص اور اتحاد کا حیرت انگیز ثبوت ہے۔

آٹھواں باب

"ریڈ آرمیز لانگ مارچ"

"لانگ مارچ کا پس منظر"

پچھلے باب میں مختصر طریقہ پر یہ بات بیان کی جا چکی ہے کہ نانکنگ کی حکومت نے جس پر ڈاکٹر سن یات سین کے انتقال کے بعد چیانگ کائی شیک یعنی چین کے موجودہ جنرلیسیمو[1] کا اقتدار قائم ہو گیا تھا چین کی سوویٹ گورنمنٹ، سرخ فوج اور کمیونزم کی تحریک کو کچل ڈالنے کے لئے دسمبر ۱۹۳۰ء سے اکتوبر ۱۹۳۴ء تک کم و بیش اٹھارہ لاکھ ہتھیار بند اور لڑائی کے فن سے واقف سپاہیوں کو پانچ مرتبہ سرخ علاقہ پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ ان اٹھارہ لاکھ سپاہیوں میں سے سرخ فوج کے خلاف لڑائیوں میں تقریباً بارہ لاکھ سپاہیوں نے حصہ لیا اور اس تمام زمانہ میں یہ

---

[1] جنرلیسیمو Generalissimo اس شخص کو کہتے ہیں جو بیک وقت کسی ملک کی بری بحری اور فضائی مسلح فوجوں کا سپہ سالار اعظم ہو۔

زبردست فوج سرخ علاقہ کو جس میں چین کے جنوبی مشرقی صوبجات کیانگسی، فوکیان اور ہونان کے بڑے بڑے رقبوں کے علاوہ صوبجات ہونان، ہوپیہ، شان انہوئی، زیچوان اور شینسی کے ایسے بہت سے اضلاع بھی شامل تھے جن میں قائم شدہ اشتراکی حکومتیں ابھی تک مرکزی حکومت کے ساتھ وابستہ نہیں ہو سکیں تھیں، گھیرے ہوتے پڑی رہیں۔

ان مہموں کے شروع میں سرخ فوج کی تعداد چالیس ہزار سے زیادہ نہیں تھی لیکن ۱۹۳۳ء میں جب اس کے خلاف آخری مہم شروع کی گئی اور اس مہم کو کامیاب بنانے کے لئے چیانگ کائی شک نے نو لاکھ سپاہی جمع کئے تو اس وقت سرخ فوج کے سپاہیوں کی تعداد بھی ایک لاکھ اسی ہزار تک پہنچ گئی تھی۔ اس باقاعدہ فوج کے علاوہ دو لاکھ بے قاعدہ جنگجو بھی گوریلا[1] طرز جنگ اور دوسرے

---

[1] گوریلا Guerilla دراصل ہسپانوی زبان کا لفظ گوئرا Guerra یعنی جنگ سے بنا ہوا لفظ ہے۔ اور اس کا مطلب وہ چھوٹی چھوٹی جنگجو جماعتیں ہیں جو بے قاعدہ طور پر دشمن کا مقابلہ کر کے دشمن کو نقصان پہنچاتی ہیں۔ نپولین بونا پارٹ نے جب ہسپانیہ پر حملہ کیا تھا تو بھی گوریلا جماعتیں تھیں جنہوں نے اسے ہسپانیہ کو فتح کرنے سے باز رکھا تھا اور انہیں جماعتوں کی سرگرمیوں نے اسے ۱۸۱۲ء میں روس پر حملہ کرنے کے دوران میں سخت نقصانات پہنچائے تھے موجودہ صدی کے آغاز ہی سے روس میں باقاعدہ طور پر گوریلا جماعتیں قائم ہونے لگی تھیں۔ اور ۱۹۱۷ء کے انقلاب روس میں ان جماعتوں نے قابل قدر کارنامے انجام دیئے تھے۔ آج کل روس میں انہیں پارٹیزنس Partizans کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور اگرچہ اب بھی یہ لوگ اپنے کاموں میں بالکل آزاد اور خود مختار ہیں لیکن انہوں نے اس تحریک کے سلسلہ میں بہت سے قاعدے بنا لئے ہیں اور یہ تحریک خود ایک مستقل طرز جنگ کی صورت میں بدل گئی ہے۔

طریقوں سے سرخ فوج کی امداد کے لئے موجود تھے ۔ مگر ان تین لاکھ اسی ہزار باقاعدہ اور بے قاعدہ سپاہیوں کے پاس رائفلیں صرف ایک ہی لاکھ تھیں، بڑی توپیں بالکل ہی نہیں تھیں اور جنگ کا دوسرا ضروری سامان بھی بہت ہی کم تھا۔

ان سب باتوں کے علاوہ ماؤ اور اس کے ساتھی یہ بھی سمجھ رہے تھے کہ جاپان، چین پر بہت زبردست حملہ کرنے والا ہے۔ جیسا کہ پچھلے باب میں بتایا جا چکا ہے چین کی سوویٹ گورنمنٹ جاپان کے خلاف اعلانِ جنگ کر چکی تھی اور خانہ جنگی کی وجہ سے نہ تو خود اس اعلان کو حقیقی طور پر مفید اور موثر بنا سکتی تھی اور نہ اس صورت میں نانکنگ کی حکومت اس کے ساتھ مل کر جاپان کا مقابلہ کر سکتی تھی۔ پھر اس خانہ جنگی کی وجہ سے چین کی مسلح طاقت کو روز بروز نقصان ہی پہنچ رہا تھا۔

نانکنگ کی پانچویں مہم کا خاکہ آنجہانی جنرل وان سیکٹ نے جو جرمن نازی فوج کا "چیف آف اسٹاف" رہ چکا تھا اور کچھ عرصہ تک چیانگ کائی شک کے فوجی مشیر اعلیٰ کی حیثیت سے کام کرتا رہا تھا تیار کیا تھا۔ لڑائی کا یہ خاکہ اگرچہ بہت زیادہ مفید تھا لیکن اس پر عمل کرنے سے ایک طرف تو نانکنگ کی حکومت کے مصارف بہت بڑھ گئے تھے اور دوسری طرف اس کی کامیابیوں کی رفتار بہت سست تھی۔ حتیٰ کہ کئی ماہ کی جدوجہد کے بعد بھی چیانگ کائی شک کی فوجیں سرخ فوج کو کوئی اہم اور فیصلہ کن نقصان پہنچانے میں کامیاب نہ

نہ ہوسکیں تھیں۔ البتہ سرخ علاقہ میں اس محاصرہ کے نقصان دہ اثرات کو شدّت کے ساتھ محسوس کیا جا رہا تھا۔ نمک دیکھنے کے لئے بھی نصیب نہ ہوتا تھا اور اس علاقہ کے باشندوں کے لئے دشمن کے فوجی اور اقتصادی حملوں کا ایک ہی وقت میں مقابلہ کرنا دشوار ہوتا جا رہا تھا۔

نانکنگ کی حکومت کو دشمن کی بربادی کا پورا یقین ہو گیا تھا اور نانکنگ کی حکومت کے ذمہ دار افراد سمجھتے تھے کہ اب سرخ قزاقوں کا اس محاصرہ سے نکل جانا ناممکن ہے۔ ہوائی جہازوں کی بمباری اور مشین گنوں کی آتش باری سے ہزارہا کسان ہلاک ہو چکے تھے اور کومن ٹانگ کی فوجیں سرخ علاقہ کے جس حصّہ پر قبضہ کر لیتی تھیں وہاں بھی سوویٹ گورنمنٹ کے حامیوں کو بیرحمی کے ساتھ قتل کر دیا جاتا تھا۔ خود شواین لائی کے اندازہ کے مطابق اس ایک محاصرہ میں سرخ فوج کے ساٹھ ہزار سپاہیوں کے علاوہ بے شمار شہری بھی ہلاک ہوئے تھے۔ لوگوں کے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے رہنے اور عوام کو بڑی تعداد میں پھانسی کے تختہ پر لٹکائے جانے کی وجہ سے گاؤں کے گاؤں خالی ہو گئے تھے اور کومن ٹانگ کے اندازہ کے مطابق اس مہم میں بھوک اور لڑائی کی بدولت دس لاکھ چینی ہلاک ہو گئے تھے۔ ان سب باتوں کا اندازہ کرتے ہوئے جنوری ۱۹۳۴ء میں جینی چن کے مقام پر جو سنٹرل سوویٹ گورنمنٹ کا مرکز تھا چین کی دوسری سوویٹ کانگریس میں کمیونسٹ

پارٹی، سوویٹ گورنمنٹ اور سرخ فوج نے جنوبی مشرقی چین سے شمالی مغربی چین میں منتقل ہونے کا فیصلہ کر لیا۔

سفر کی تیاریاں

اس فیصلہ کے مطابق نہایت احتیاط اور رازداری کے ساتھ اس طویل سفر کی تیاریاں شروع کر دی گئیں اور ان تیاریوں کے دوران اور سفر کے آغاز میں ماؤ اور اس کے دوستوں نے جس دانشمندی سے کام لیا اس کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ کیانگسی کے جنگی محاذوں سے سرخ فوج کی واپسی اور اس طویل سفر کے لئے روانگی کے بعد بھی کئی روز تک کومن ٹانگ کے فوجی افسروں کو کوئی بات ۔۔۔ معلوم نہیں ہو سکی۔ اس سلسلہ میں "ریڈ ہائی کمانڈ" نے سرخ فوج کے ہمدردوں اور بے قاعدہ سپاہیوں کو رات کی تاریکی میں جنگی محاذوں پر بھیج کر تمام باقاعدہ سرخ فوج کو جو نوّے ہزار تھی جنوبی کیانگسی کے ایک مقام یوٹو کے قریب جمع کر لیا۔

سرخ فوج کے علاوہ ہزارہا کسان بھی جن میں مرد، عورتیں، بچّے، نوجوان اور بوڑھے، کمیونسٹ اور کمیونزم سے دلچسپی نہ رکھنے والے۔ سب ہی شریک تھے۔ سرخ فوج کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ تمام ہتھیار جمع کئے گئے کارخانوں کو تباہ کر دیا گیا اور مشینوں کے علاوہ ہر اس چیز کو بھی جسے آسانی کے ساتھ لے جایا جا سکتا تھا خچروں اور گدھوں پر لادنے کے لئے تیار

کر لیا گیا۔ لیکن اس طویل سفر کی دشواریوں کی وجہ سے اس میں سے بہت سا سامان راستہ ہی میں بہت سے مقامات پر دفن کر دینا پڑا۔ اس سلسلہ میں مسٹر ایڈگر اسنو نے لکھا ہے کہ

"آج بھی چین کے کمیونسٹ جب اس سفر کا ذکر کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہمارے سفر کے راستہ میں ہزاروں رائفلیں۔ توپیں، بہت سی مشینیں، گولہ بارود اور بہت سی چاندی مدفون ہے"

بہرحال جب تمام سرخ فوج جمع اور تمام تیاریاں مکمل ہو گئیں تو ۱۶۔ اکتوبر ۱۹۳۴ء کو لاکھوں آدمیوں کے اس قافلہ کو روانگی کا حکم دیا گیا۔

آغاز

روانگی سے پہلے سرخ فوج کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا جن میں سے ایک حصہ مغرب کی جانب روانہ ہوا اور دوسرا جنوب کی طرف۔ کومن ٹانگ کے ہوائی جہازوں کی بمباری سے بچنے کے لئے یہ دونوں قافلے رات کے وقت سفر کیا کرتے تھے۔ تین رات متواتر سفر کرتے رہنے کے بعد ان دونوں نے اچانک ایک ہی وقت میں صوبجات ہونان اور کوانگ ٹنگ کی اُن سرحدی قلعہ بندیوں پر زبردست حملے کر دیئے جو انہیں محصور رکھنے کے لئے قائم کی گئی تھیں۔ اِن اچانک حملوں کی وجہ سے کومن ٹانگ کی فوج بھاگ کھڑی ہوئی اور جنوبی محاذ کی قلعہ بندیوں پر نہ صرف سرخ فوج کا قبضہ ہی ہو گیا بلکہ اسے

جنوب اور مغرب کی طرف بڑھنے کے لئے راستے بھی مل گئے۔

جنوبی مشرقی چین میں سُرخ علاقہ کو محصور کرنے کے لئے نہایت مضبوط چھوٹے چھوٹے قلعوں کی چار صفیں تعمیر کی گئی تھیں اور مناسب مقامات پہ توپیں لگا کر انہیں اور بھی مضبوط بنا دیا گیا تھا لیکن سرخ فوج نے قلعوں کی پہلی صف کو جو کیانگسی میں تھی سفر کے آغاز سے چھٹے روز یعنی ۲۱ اکتوبر ۱۹۳۴ء کو توڑ دیا۔ دوسری صف جو ہونان میں بنائی گئی تھی ۳ نومبر کو سرخ فوج کے قبضہ میں آگئی۔ تیسری صف کے لئے جو ہونان میں واقعہ تھی اُسے ایک خونریز لڑائی لڑنی پڑی۔ مگر ایک ہی ہفتہ کے بعد کومن ٹانگ کی فوجوں کو وہاں سے بھی پسپا ہونا پڑا۔ لیکن چوتھی صف کو بچانے کے لئے کومن ٹانگ تیز کوانگسی اور ہونان کی صوبائی فوجیں ۲۹ نومبر تک مقابلہ کرتی رہیں۔ مگر انجام کار انہیں بھی شکست ہوئی اور یہ زبردست سرخ قافلہ محاصرہ سے نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔

محاصرہ سے نکلنے کے بعد اُس نے صوبہ زیچوان کا رخ کیا تاکہ وہاں کی سوویٹ گورنمنٹ اور "فورتھ فرنٹ آرمی" کے ساتھ مل سکے لیکن زیچوان پہنچنے کے لئے اُس نے جو راستہ اختیار کیا وہ صوبجات کیانگسی، کوانگ ٹنگ، کوانگسی، ہونان اور کوی چاؤ سے ہو کر گذرتا تھا۔ محاصرہ سے نکلنے کے لئے سرخ فوج کو نانکنگ اور صوبائی فوجی سرداروں چاین چی ٹانگ، ہوچیان اور ریائی چاونگ ہسی کی فوجوں کی ایک سو دس رجمنٹوں سے تو زبردست لڑائیاں لڑنی پڑی

تھیں۔ بار برداری کا معاملہ اس زبردست قافلہ کے لئے بہت اہمیت رکھتا تھا اور پانچ ہزار آدمی اسی کام میں لگے ہوتے تھے اور بہت سی حالتوں میں دشمن کو ان کے راستہ میں زبردست روکاوٹیں پیدا کرنے کا وقت اور موقع مل جاتا تھا پھر اس قافلہ نے جو راستہ اختیار کیا تھا وہ کیانگسی سے سیدھا شمال و مغرب کی طرف جاتا تھا اور دشمن کو اس کی نقل و حرکت کا اندازہ لگانے میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی تھی۔ ان سب باتوں کی وجہ سے اس قافلہ کو شدید نقصانات برداشت کرنے پڑے اور صوبہ کوئی چاؤ کی سرحد تک پہنچتے پہنچتے اس میں شریک ہونے والوں کی تعداد دو تہائی رہ گئی۔

کوئی چاؤ میں داخلہ

مذکورہ بالا نقصانات کی وجہ سے کوئی چاؤ پہنچ کر ماؤ اور اس کے ساتھیوں نے سفر کے متعلق اپنے طریقۂ کار کو بدل دیا اور سیدھے چلنے کی بجائے اب اصل سرخ فوج کو نانکنگ کے ہوائی جہازوں کی بمباری سے بچانے کے لئے جس کے لئے یہ روز کا معمول ہو گیا تھا۔ اس قافلہ کو کئی حصّوں میں تقسیم کر کے دشمن کو غلط فہمی میں مبتلا کرنے کی ترتیب سے الگ الگ اور پیچیدہ راستوں سے آگے بڑھنے کی ہدایت کی گئی ہلکے اور ضروری سامان کے علاوہ تمام چیزوں کو محفوظ مقامات میں دفن کر دیا گیا اور صرف رات کے وقت سفر کرنے کا فیصلہ کیا۔

چیانگ کائی شیک کو یقین تھا کہ سرخ، قافلہ صوبہ زیچوان میں داخل ہونے کے

دریائے یانگ ٹزی کو پار کرنے کی کوشش کرے گا اس لئے انہوں نے اس کی پیشقدمی کے راستہ کو روکنے کے لئے صوبجات ہوپیہہ، انہوئی اور کیانگسی سے بے شمار فوج جہازوں کے ذریعہ سے مغرب کی طرف روانہ کر دی، تمام کشتیوں کو دریا کے شمالی کنارہ پر جمع کر لیا گیا اور دریا کو پار کرنے کے سارے راستوں پر سرخ قافلہ کو روکنے کے لئے زبردست انتظامات کئے گئے۔ سڑکوں کو بند کر دیا گیا اور آس پاس کے بہت بڑے رقبہ میں غلہ کا ایک دانہ بھی نہیں چھوڑا گیا۔ ان تیاریوں کے علاوہ کوی چاؤ کے افیونی فوجی سردار وانگ چاؤ لیہہ کی فوجوں کی امداد کے لئے جنہیں بعد میں سرخ فوج نے غیر مسلح اور منتشر کر دیا تھا کومن ٹانگ کی بہت سی فوج کو بھیج دیا گیا۔ اور اس طرح سرخ قافلہ کے راہ میں رکاوٹیں پیدا کرنے کے لئے ین نان کی سرحد پر بھی ایک زبردست فوج کو متعین کیا گیا۔ اس لئے جب یہ زبردست قافلہ کوی چاؤ میں داخل ہوا تو دشمن کے لاکھوں سپاہی اس کے استقبال کے لئے موجود تھے اور آگے بڑھنے کا راستہ بند تھا۔

ان زبردست تیاریوں کی موجودگی میں اس قافلہ کے لئے دریا کو پار کرنا ناممکن تھا اس لئے اسے پھر مشرق کی طرف لوٹ کر کوی چاؤ کے دارالحکومت کوی لن کے جنوب کی طرف سے بہت بڑا چکر کاٹ کر اپنا سفر جاری رکھنا پڑا۔ اس صوبہ سے نکلنے کے لئے اس قافلہ کو چار مہینہ کا وقت لگا۔ اس عرصہ میں سرخ فوج نے دشمن کی فوج کے پانچ ؟ ڈویژن برباد کر دیئے۔ گورنر وانگ کے ہیڈ کوارٹرز اور اس کے محل پر

قبضہ کر لیا۔ بیس ہزار سرخ سپاہی بھرتی کئے اور صوبہ کے بیشتر دیہات سے گذرتے ہوئے ہزاروں جلسے کرکے نوجوانوں میں کمیونزم کی اشاعت کی۔ اس سفر میں انہیں کچھ زیادہ نقصانات نہیں اُٹھانے پڑے لیکن دریا کو پار کرنے کا سوال ابھی تک حل نہیں ہو سکا تھا۔

چیانگ کائی شیک نے کوی چاؤ اور زیچوان کی سرحد پر تمام راستوں کو روک کر سرخ قافلہ کو ان مختصر اور سیدھے راستوں سے محروم کر دیا جن سے وہ آسانی کے ساتھ دریا کو پار کر سکتا تھا اور انہیں قوی امید تھی کہ وہ دریائے یانگ ٹزی کے کسی مقام پر بھی اس قافلہ کو دریا کے پار جانے میں کامیاب نہ ہونے دیں گے۔ انہیں خیال تھا یا تو یہ قافلہ جنوب و مغرب کی طرف چلا جائیگا یا تبت میں جا کر پناہ لیگا۔ اس سلسلہ میں انہوں نے اپنی فوجوں کے کمانڈروں اور صوبائی فوجی سرداروں کے نام ایک تار بھیج کر انہیں سرخ فوج کو دریا پار نہ کرنے دینے کے مسئلہ کی اہمیت سمجھائی اس تار میں لکھا تھا کہ

"قوم اور پارٹی کا مستقبل اس بات پر منحصر ہے کہ سرخ قافلہ کو کسی طرح بھی دریا کے پار نہ جانے دیا جائے"

مئی ۱۹۳۵ء کے آغاز میں اچانک اس قافلہ نے جنوب کا رُخ کیا اور صوبہ یون نان میں جہاں برما اور ہند چینی کے ساتھ چین کی سرحد ملتی ہے داخل ہو کر چار دن کے سفر کے بعد صوبہ کے پایہ تخت یون نان فو سے دس میل کے فاصلہ پر پہنچ گیا۔

سُرخ قافلہ کی اس غیر متوقع پیش قدمی سے گھبرا کر صُوبہ کے گورنر اور فوجی سردار لنگ ین نے اپنی تمام فوج کو جمع کر لیا، کومن ٹانگ کی جو فوجیں کوئی چاؤ میں پڑی ہوئی تھیں وہ فوراً ین نان فو کی طرف روانہ ہو گئیں اور چیانگ کائی شک اور میڈم چیانگ نے جو اس وقت ین نان فو میں موجود تھے چین اور انڈو چائنا کے درمیان چلنے والی فرانسیسی ریلوے کی مرمت اور درستی شروع کرا دی۔ ان تیاریوں کے علاوہ نانکنگ کے ہوائی جہازوں کی ایک بڑی تعداد سرخ قافلہ پر روزانہ زبردست بمباری کرتی رہتی تھی لیکن اس کی پیش قدمی جاری رہی۔

چند ہی روز کے بعد معلوم ہوا کہ ین نان فو کی طرف سُرخ فوج کے چند دستے آتے تھے اور اُن کا مقصد کومن ٹانگ کی فوجوں کو غلط فہمی میں مبتلا کرنا تھا۔ اصل سرخ فوج اور سرخ قافلہ مغرب کی طرف بڑھ رہا ہے تاکہ بالائی یانگ ٹزی کیانگ کا تی کے مقام پر عبور کرنے کی کوشش کرے

دریا کے پار!

چین کا صُوبہ ین نان ایک پہاڑی علاقہ ہے جہاں دریا تے یانگ ٹزی بڑی بڑی گھاٹیوں سے جن میں بعض مقامات پر ایک ایک میل لمبی چٹانیں ابھری ہوئی ہیں اور جن کے دونوں طرف اونچی اونچی پہاڑیاں دیوار کی طرح سیدھی کھڑی ہوتی ہیں بڑی تیزی کے ساتھ بہتا ہے۔ ان سب باتوں کے باوجود یہاں دریا کو پار کرنے کے مقامات بھی ہیں لیکن ان سب پر پہلے ہی کومن ٹانگ کی فوجوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ سرخ قافلہ اب

پیشقدمی کو دیکھ کر چیانگ کو بے حد مسرت ہوئی لہٰذا انہوں نے حکم دے دیا کہ دریا کے شمالی کنارہ پر جو کشتیاں جمع کی گئی ہیں انہیں فوراً جلا دیا جائے۔ اس کے ساتھ انہوں نے اپنی اور لنگ ین کی فوجوں کو ایک دائرہ کی شکل میں اس قافلہ کے پیچھے روانہ کیا تاکہ آہستہ آہستہ اس دائرہ کو تنگ کر کے سرخ قافلہ کو گھیر لیا جائے اور اس طرح چین کے اس تاریخی دریا کے جنوبی کنارہ پر "سرخ خطرہ" کو ہمیشہ کے لئے مٹا دیا جائے۔

سرخ قافلہ کے لوگ بظاہر اپنے انجام سے بے خبر تین حصوں میں منقسم ہو کر مغربی سمت میں لینگ کاٹی کی طرف بڑھتے رہے۔ لینگ کاٹی میں تمام کشتیوں کو جلا دیا گیا اور نانکنگ کے ہوابازوں نے یہ خبر دی کہ سرخ قافلہ کے ایک ہراول دستہ نے بانس کا پل بنانا شروع کر دیا ہے۔ اس کام کے لئے کئی ہفتوں کی ضرورت تھی اس لئے چیانگ کائی شیک کو اپنی تدبیروں کی کامیابی کا اور بھی یقین ہو گیا۔ لیکن شام کو سرخ فوج کی ایک بٹالین نے اچانک نہایت خاموشی سے اپنے راستہ کو بدل دیا۔ اور ایک دن اور رات میں حیرت انگیز طریقہ پر پچاسی میل کا سفر طے کرنے کے بعد "شوپی انگ فورٹ" کے علاقہ میں جا پہنچی جہاں دریائے یانگ ٹزی کو کشتیوں کے ذریعہ پار کرنے کیلئے گھاٹ بنا ہوا تھا اور کومن ٹانگ کے ان سپاہیوں کے لباس پہن جنہیں سرخ فوج نے گرفتار کر لیا تھا، سورج چھپنے کے بعد لوگوں کو کسی قسم کے شک و شبہ کا موقعہ دیئے بغیر اس سرخ بٹالین کے سپاہی شہر میں داخل ہو گئے اور کومن ٹانگ کی اس چھاونی

سی فوج سے ہتھیار رکھوا لئے جو وہاں مقیم تھی۔

اس گھاٹ پر جو کشتیاں موجود تھیں انہیں بھی شمالی کنارہ پر جمع کر لیا گیا تھا لیکن اس خیال سے کہ سرخ قافلہ ابھی کئی دن تک بھی یہاں پہنچ نہیں سکتا انہیں جلایا نہیں گیا تھا۔ لیکن انہیں جنوبی کنارہ پر کس طرح لایا جا سکتا ہے؟ اس سوال کو حل کرنے میں شاید کومن ٹانگ کے ان سپاہیوں کو دشواری پیش آ رہی ہو جنہیں سرخ سپاہیوں نے گرفتار کر لیا تھا مگر سرخ سپاہی اسے حل کر چکے تھے۔ رات کی تاریکی میں وہ نہایت احتیاط اور حفاظت کے ساتھ شہر کے حاکم کو دریا کے کنارے پر لے گئے اور اس کی معرفت جنوبی گھاٹ کی حفاظت کرنے والے کومن ٹانگ کے سپاہیوں کو اطلاع دی کہ کومن ٹانگ کے کچھ سپاہی شہر میں آئے ہیں جنہیں دریا کے پار آنے کے لئے کشتی کی ضرورت ہے۔ شہر کے حاکم کی دی ہوئی اس اطلاع پر کسی کو شک وشبہ کی گنجائش نہ تھی اس لئے ایک کشتی بھیج دی گئی اور "ٹانگنگ کے ان سپاہیوں" میں سے بہت سے سپاہی دریا کو عبور کر کے دوسرے کنارہ پر صوبہ زیچوان میں داخل ہو گئے۔ یہاں پہنچ کر یہ لوگ نہایت خاموشی کے ساتھ اس جگہ پہنچے جہاں شہر کی حفاظت کرنے والا فوجی دستہ ٹھہرا ہوا تھا۔ سپاہی نہایت اطمینان کے ساتھ ماہ جونگ کھیلنے میں مصروف تھے اور ان کی بندوقیں دیوار پر لٹکی ہوئی تھیں۔ سرخ سپاہیوں نے یہاں پہنچ کر جب انہیں "ہاتھ اوپر اٹھانے" کا حکم دیا تو انہیں سخت تعجب ہوا اور کچھ دیر تک انہیں اس بات کا یقین نہ آ سکا کہ وہ ان کے

قزاقوں؟ کی قید میں ہیں جنہیں وہ اس جگہ سے بہت دور سمجھ رہے تھے۔ بہرحال سرخ سپاہیوں نے ان کے ہتھیاروں پر قبضہ کر لیا اور کومن ٹانگ کے سپاہیوں کو خاموشی کے ساتھ اُن کے حکم کی تعمیل کرنی پڑی۔

اس دوران میں سرخ قافلہ نے اچانک اپنے سفر کا رخ تبدیل کر دیا اور دوسرے روز دوپہر کے وقت اس قافلہ کے ہراول دستے شوپی انگ فورٹ میں داخل ہو گئے۔ اب دریا کو پار کرنے کا سوال حل ہو چکا تھا۔ چھ بڑی بڑی کشتیاں نو دن اور رات برابر کام کرتی رہیں اور یہ قافلہ دریائے یانگ ٹزی کے پار پہنچ گیا۔ دوسرے کنارہ پر پہنچ کر کشتیاں جلا دی گئیں اور یہ زبردست قافلہ تھوڑی سی دیر آرام کرنے کے لئے زمین پر لیٹ گیا۔ یانگ ٹزی کو عبور کر لینے کے بعد تیسرے روز جب کومن ٹانگ کی فوجیں اس جگہ پہنچیں تو سرخ فوج کے پچھلے حفاظتی دستوں کے سپاہی ہنس ہنس کر انہیں شمالی کنارہ پر آنے کی دعوت دے رہے تھے۔ لیکن اس مقام کے قریب دریا کو عبور کرنے کی کوئی اور جگہ نہ تھی اس لئے کومن ٹانگ کی فوجوں کو دوسرے کنارہ پر پہنچنے کے لئے دو سو میل کا فاصلہ طے کرنا پڑا۔ چیانگ کائی شیک فوراً ہوائی جہاز کے ذریعہ زیچوان پہنچے تاکہ اس قافلہ کی راہ میں مشکلات پیدا کرنے کی کوشش کریں اور راستہ دریائے تاتو کے کنارہ پر روک دیں۔

تاتو کی خونِ آشام وادیاں

دریائے تاتو کو پار کرنا بجائے خود ایک بہت ہی مشکل کام تھا اور اگر سرخ قافلہ

ـاسے پار کرنے میں ناکام ہو جاتا تو اس کی تباہی یقینی تھی۔ چین کے اس دورِ افتادہ
دریا کے کنارہ پر پہنچ کر بے شمار بہادر شکست اور موت کا مزہ چکھ چکے تھے اور
پچھلی صدی میں تا آئی پنگ کے باغیوں کی ایک لاکھ سپاہیوں پر مشتمل فوج اور
اُن کے سردار شہزادہ شبہہ تاکائی کو مانچو کی فوجوں نے اسی دریا کی وادیوں میں محصور
کر کے موت کے گھاٹ اتارا تھا۔ اس لئے چیانگ کائی شیک کو یقین تھا کہ دریائے
تاتو کی یہی وادیاں سُرخ قافلہ کے لئے بھی قبرستان ثابت ہونگی۔ چنانچہ انہوں
نے زیچوان میں اپنے دو ساتھی فوجی سرداروں لیو ہسیانگ اور لنگ وین ہئی اور سُرخ
قافلہ کا پیچھا کرنے والی اپنی فوجوں کے کمانڈروں کو ایک تار روانہ کیا جس میں
انہیں توجہ دلائی گئی تھی کہ اس موقعہ پر سرخ قافلہ کو وہ اسی طرح تباہ کر دیں
جس طرح انیسویں صدی میں تا آئی پنگ کے باغیوں کو تباہ کر دیا گیا تھا۔

ظاہر حالات کی بنا پر یہاں سرخ قافلہ کی تباہی میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں
تھی لیکن ماؤ اور اُس کے ساتھی بھی شہزادہ شبہہ تاکائی کے انجام اور اس کے
حقیقی سبب سے ناواقف نہیں تھے۔ وہ جانتے تھے کہ دریائے تاتو کے
کنارہ پر پہنچ کر شبہہ تاکائی اپنے یہاں لڑکا پیدا ہونے کی خوشی میں جشن منانے
اور دربار کرنے میں مصروف ہو گیا تھا جس کی وجہ سے تین روز صرف ہو گئے
تھے اور اس کے دشمن کو اس بات کا موقع مل گیا تھا کہ وہ ایک طرف تو اس کے
آگے بڑھنے کے راستہ کو بند کر دے، اور دوسری طرف اُس کے پیچھے سے اُس پر

زبردست حملہ کر کے اس کی واپسی کے راستہ کو منقطع کر دے۔ شہزادہ نے اپنی غلطی کو محسوس کر کے دشمن کے محاصرہ کو توڑ کر نکل جانے کی کوشش بھی کی تھی لیکن ان تنگ اور ناہموار وادیوں میں اس کے لئے اپنے سپاہیوں کی معقول تعداد کو دشمن کے مقابلہ پر لانا ناممکن تھا اس لئے اسے ناکامی اور شکست کا منہ دیکھنا پڑا۔

لولولینڈ کے وحشی!

سرخ قافلہ کے رہنما شیہہ ناکائی کی غلطی کو دہرانے کے لئے تیار نہ تھے۔ دریائے یانگ ٹزی کو عبور کرنے کے بعد جسے اس مقام پر "گولڈ سینڈ ریور" کہا جاتا ہے یہ قافلہ صوبہ زیچوان میں شمال کی طرف روانہ ہوا۔ اور بہت جلد لولولینڈ کی سرحد میں داخل ہو گیا۔

لولولینڈ زیچوان کے جنوب میں ایک لمبا اور تنگ پہاڑی علاقہ ہے اور گھنے جنگلوں سے اٹا پڑا ہے۔ اس علاقہ میں صدیوں سے لولو قوم کے دو قبیلے یعنی "سفید" اور "سیاہ" لولو آباد ہیں۔ یہ لوگ وحشی اور جنگجو واقع ہوتے ہیں۔ اس علاقہ کے چاروں طرف چینیوں کی آبادی ہے لیکن وہ کبھی نہ تو اس علاقہ کو فتح کر لینے میں کامیاب ہو سکے اور نہ اس قوم کو اپنے اندر جذب کر سکے۔ لولو چینیوں سے بہت زیادہ نفرت کرتے ہیں۔ اور چینیوں کی کوئی فوج کسی زمانہ میں بھی شدید نقصان اُٹھائے بغیر اس علاقہ سے نہیں گذر سکی۔ ان حالات کے پیش نظر چیانگ کائی شیک کو یقین تھا کہ اس جنگجو اور وحشی قوم کے علاقہ سے گذرتے ہوئے سرخ قافلہ

کا بہت وقت صرف ہو جائے گا اور وہ اس قافلہ کو روک کر تباہ کر دینے کے لئے دریائے تاتو کے شمال میں نہایت آسانی کے ساتھ اپنی فوجوں کو جمع کر سکیں گے۔

صوبجات کوہی چاؤ اور ین نان کے سفر کے دوران میں سرخ قافلہ کو وحشی قبائل می آؤ اور شان کے علاقوں سے گذرنے کا موقعہ ملا تھا۔ اور ان "سرخ چینیوں" نے انہیں نہ صرف اپنا دوست ہی بنالیا تھا، بلکہ ان قبیلوں کے بہت سے آدمی سرخ فوج میں بھرتی بھی ہو گئے تھے۔ اس لئے سرخ قافلہ کے رہنما لولو قوم کے .... علاقہ سے گذرنے کے معاملہ میں بھی بالکل مطمئن تھے۔ سرخ قافلہ نے لولولینڈ میں داخل ہونے سے پہلے بعض سرحدی آبادیوں پر قبضہ کر لیا تھا جن میں سے بعض آبادیوں میں انہیں لولو قبیلوں کے چند ایسے سردار ملے تھے جنہیں چین کے فوجی سرداروں نے بطور ضمانت قید کر رکھا تھا۔ ماؤ اور اس کے ساتھیوں نے ان سرداروں کو رہا کر دیا اور انہوں نے اپنے اپنے قبیلہ میں جا کر سرخ قافلہ کے لوگوں کی بہت تعریف کی۔

لولو قبیلوں کے سرداروں کو آزاد کرانے کے بعد ماؤ اور اس کے ساتھیوں نے لولو قوم کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کرنے کے لئے ایک ایلچی بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ سرخ فوج کے ہراول دستوں کا کمانڈر لیو پی چاؤینگ ایک زمانہ میں زیچوان کے ایک فوجی سردار کی فوج میں ایک اچھے عہدہ پر ملازم رہ چکا تھا۔ وہ ان قبیلوں کے حالات، اندرونی جھگڑوں اور اختلافات سے اچھی طرح آگاہ

اور لُولُو قوم کے لوگوں سے واقف ہونے کے علاوہ اُن کی زبان بھی بول سکتا تھا اس لئے اس کام کے لئے اسی کا نام تجویز کیا گیا اور اُس نے لُولُو لینڈ میں داخل ہو کر لُولُو قوم کے سرداروں سے گفتگو کی۔

لیو پی چا اینگ نے انہیں سمجھایا کہ لُولُو قوم چین کے فوجی سرداروں لیو سیانگ اور لیو وین ہئی نیز کومن ٹانگ کی مخالف ہے لیکن ہم بھی اُن لوگوں اور کومن ٹانگ کے دوست نہیں۔ لُولُو قوم اپنی آزادی کو قائم رکھنا چاہتی ہے۔ مگر ہم خود بھی چین میں قومی اقلیتوں کی خود مختاری کے حامی ہیں اور لُولُو چینیوں سے اس لئے نفرت کرتے ہیں کہ وہ انہیں دبا کر کمزور کر دینا چاہتے ہیں۔ لیکن جس طرح لُولُو قوم میں "کالے" اور "گورے" لُولُو قبائل ہیں اسی طرح چین میں بھی "سرخ" اور "سفید" چینی موجود ہیں۔ اور ان کے ساتھ جو ظلم کئے جاتے ہیں وہ "سفید چینی" ہی کرتے ہیں۔ پھر ہم "سرخ چینیوں" اور "سیاہ لُولُو" قبائل کو اپنے مشترکہ دشمن کے مقابلہ میں کیوں متحد نہ ہو جانا چاہئے؟ لُولُو قبیلوں کے سردار لیو پی چا اینگ کی باتوں کو بہت غور کے ساتھ سُنتے رہے اور جب وہ سب کچھ کہہ چکا تو انہوں نے اس سے کہا کہ اگر تمہاری باتیں درست ہیں تو تم ہمیں ہتھیار دو تاکہ ہم اپنی آزادی کی حفاظت اور تمہاری امداد کے لئے سفید چینیوں سے لڑ سکیں۔ یہ مطالبہ انہوں نے لیو پی چا اینگ کی سچائی کو پرکھنے کے لئے کیا تھا لیکن انہیں یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ انہیں ہتھیار اور دوسری چیزیں دے دی گئیں۔

لولو قوم کے ساتھ سرخ چینیوں کی دوستی ہو جانے کے بعد اُن کے لئے لولو لینڈ سے گذرنا کوئی مشکل کام نہ رہا تھا۔ اس طرح سرخ قافلہ نہ صرف اطمینان کے ساتھ اس علاقہ سے گذر ہی گیا بلکہ صدہا لولو دریائے تاتو تک اُس کے ساتھ جانے کے لئے بھی تیار ہو گئے تاکہ اگر ضرورت پیش آجائے تو وہ بھی اپنے سُرخ چینی دوستوں کے دوش بدوش مشترکہ دشمن کا مقابلہ کر سکیں۔

آن جین چا اینگ پر قبضہ

لولو اپنے ملک کے جنگلوں اور پہاڑوں سے گذرنے والے راستوں سے اچھی طرح واقف تھے۔ اس لئے وہ اس قافلہ کو ایسے رستہ سے لے چلے جہاں نانکنگ کے ہوائی جہاز بھی اُن کی نقل و حرکت کو دیکھنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے تھے اور اس طرح اس قافلہ کے ہراول دستے اپنے کمانڈر لن پی آؤ کی رہنمائی میں نہایت خاموشی کے ساتھ دریائے تاتو کے کنارہ پر آباد شہر آن جین چا اینگ کے قریب پہنچ گئے۔ یہاں پہنچ کر اپنے لولو ساتھیوں کی رہنمائی میں انہوں نے ایک پہاڑی پر چڑھ کر دریا کی طرف نظر کی تو وہ یہ دیکھ کر خوشی سے اچھل پڑے کہ اس گھاٹ کی تین کشتیوں میں سے ایک کشتی دریا کے جنوبی کنارہ پہ بندھی ہوئی ہے۔

شو پی اینگ فورٹ کے محافظ سپاہیوں کی طرح آن جین چا اینگ کے محافظین کو بھی اس بات کی امید نہیں تھی کہ سرخ فوج اتنی جلدی اور

اور اچانک اُن کے سر پر پہنچ جائے گی۔ تاتو کے شمالی کنارہ پر لیو وین ہٹی کی فوج کی ایک رجمنٹ موجود تھی، اور صوبہ بیچوان کی اور فوجیں نیز کومن ٹانگ کی افواج اطمینان کے ساتھ تاتو کی طرف کوچ کر رہی تھیں۔ تمام کشتیاں دریا کے شمالی کنارہ پر جمع کر لی گئی تھیں اور بظاہر لیو وین ہٹی کی رجمنٹ کے سپاہیوں کو سرخ قزاقوں؟ کی طرف سے کوئی اندیشہ نہیں تھا۔ اس رجمنٹ کا کمانڈر اسی ضلع کا باشندہ تھا اور اس کی شادی آن جین چا ایبنگ ہی میں ہوئی تھی وہ جانتا تھا کہ سُرخ قافلہ کو کہاں کہاں سے گذرنا پڑے گا اور دریا تک پہنچنے میں اسے کتنا وقت لگے گا اس لئے اُس نے فیصلہ کیا کہ دریا کے پار جا کر ایک دن اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کے ساتھ بسر کر آئے۔ اسی روز سرخ قافلہ کے ہراول دستوں نے اچانک شہر پر حملہ کر کے کمانڈر کو گرفتار اور کشتی پر قبضہ کر لیا۔

اسی دوران میں انہوں نے جنوبی کنارہ کی پہاڑیوں کے دامن میں توپیں لگا دیں اور دشمن کے جو مورچے دریا کے جنوبی کنارہ کے سامنے تھے وہاں سے کی ہوئی آتش باری سے بچنے کے لئے ضروری انتظامات کر کے سرخ فوج کے اسّی نوجوان پہلی کشتی میں دریا کو پار کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔ مئی کا مہینہ تھا، دریاؤں میں طغیانی آئی ہوئی تھی اور تاتو نہ صرف تیز رفتاری کے ساتھ ہی بہ رہا تھا بلکہ اُس کا پاٹ دریائے یانگ ٹزی سے بھی بڑھا ہوا تھا۔ سرخ سپاہیوں کا یہ چھوٹا قافلہ دو گھنٹہ سے پہلے شمالی کنارہ تک پہنچنے میں

کامیاب نہیں ہو سکا۔ ان دو گھنٹوں میں آن جین چا ینگ کے باشندے جنوبی کنارہ پر کھڑے ہوئے حیرت کے ساتھ اس دریائی قافلہ کو دیکھتے رہے انہیں یقین تھا کہ سرخ سپاہی دریائے تا تو کا لقمہ بن جائیں گے لیکن دو گھنٹہ کے سفر کے بعد یہ لوگ دشمن کی توپوں کے نیچے جا کر رکے اور دیکھنے والوں کو یقین ہو گیا کہ اب ان کا بچنا ناممکن ہے لیکن اس وقت جنوبی کنارہ پر لگی ہوئی سرخ فوج کی توپوں نے ایک مرتبہ گولے برسائے اور دھواں صاف ہو جانے کے بعد لوگوں نے دیکھا کہ سرخ سپاہیوں کی چھوٹی سی ٹکڑی کنارہ پر چڑھ کر دشمن کی گولیوں سے جواب ہوشیار ہو گیا تھا بچتی بچاتی ہوئی اس چٹان کی طرف بڑھ رہی ہے جو دشمن کے مورچوں کے اوپر واقع تھی۔ اس چٹان پر پہنچتے ہی سرخ سپاہیوں نے اپنی ہلکی مشین گنیں لگا دیں اور دریا کے کنارہ پر بنے ہوئے دشمن کے مورچوں پر آتش باری شروع کر دی۔

اس اچانک حملہ نے سفید فوج کے سپاہیوں کو حواس باختہ کر دیا۔ انہوں نے گولہ باری بند کر دی اور حفاظتی مورچوں کی دوسری اور پھر فوراً ہی تیسری صف میں جا کر پناہ لی۔ اب گھاٹ پر سرخ سپاہیوں کا قبضہ ہو گیا تھا جنوبی کنارہ سے ان لوگوں کی تعریف میں "زندہ باد" کا نعرہ بلند ہوا اور تینوں کشتیاں جنوبی کنارہ کی طرف روانہ ہو گئیں۔ ایک کشتی میں اسی آدمیوں سے زیادہ کے بیٹھنے کی گنجائش نہیں تھی اس لئے متواتر تین دن تک تینوں کشتیوں سے کام لیتے رہنے کے بعد سرخ فوج کا تقریباً ایک ڈویژن دوسرے کنارہ پر پہنچ سکا۔ دریا میں

طغیانی بڑھتی اور اس کی رفتار روز بروز تیز ہوتی جا رہی تھی یہاں تک کہ تیسرے دن ایک کشتی کو دوسرے کنارہ تک پہنچنے میں چار گھنٹے لگ گئے۔ اس رفتار کو دیکھتے ہوئے سُرخ قافلہ کو دریا کے پار پہنچنے کے لئے ہفتوں کا وقت درکار تھا اور اس عرصہ میں انہیں آسانی کے ساتھ گھیرا جا سکتا تھا۔ اس وقت پہلی فوج آن جین چا اینگ میں داخل ہو چکی تھی اور اُس کے پیچھے دائیں بائیں بازوؤں کے محافظ دستے، سامان اور سب سے پیچھے رہنے والے حفاظتی دستے شہر میں داخل ہونے کی اجازت کا انتظار کر رہے تھے۔ نانکنگ کے ہوائی جہازوں کو اس جگہ ان کی موجودگی کا علم ہو گیا تھا اور وہ سخت بم باری کر رہے تھے اور دشمن کی فوجیں انہیں گھیرنے کے لئے جنوب، مشرق اور شمال کی طرف سے دن رات کوچ کرتی ہوئی چلی آ رہی تھیں۔ ان حالات میں ماؤ سی تنگ، شو دے، لن پی آؤ، شو این لائی اور پینگ تہ ہوئی نے باہم مشورہ کیا اور اس مشورہ کے بعد جو فیصلہ ہوا اُس پر فوراً عمل شروع کر دیا گیا۔

نیا سفر

شہر آن جین چا اینگ سے مغرب کی طرف تقریباً چار سو لی کے فاصلہ پر لوہے کی موٹی موٹی زنجیروں اور لکڑی کے تختوں کا بنا ہوا ایک پُل ہے جسے لیو تنگ چی آؤ یعنی "لیو کا بنایا ہوا پُل" کہا جاتا ہے۔ تبت کے مشرق میں دریائے تاتو کو پار کرنے کے لئے یہ آخری جگہ ہے۔ اس مقام پر دریا بہت گہری اور تنگ وادیوں میں سے ہو کر

گذرتا اور بہت تیزی کے ساتھ بہتا ہے۔ ماؤ سی تنگ اور اس کے ساتھیوں نے اسی راستہ سے تاتو کو پار کرنے کا فیصلہ کیا اور یہ پا برہنہ سرخ قافلہ گہری اور تاریک وادیوں میں سے گذرنے والے پیچیدہ اور خطرناک راستہ سے منزلِ مقصود کی طرف رواں ہو گیا۔ اس نئے سفر کے دوران میں اُن لوگوں کو کبھی کئی کئی ہزار فٹ اونچے ٹیلوں اور پہاڑیوں پر چڑھنا پڑتا تھا اور کبھی بہتے ہوئے دریا کی سطح کے برابر اُترنا یہاں تک کہ کئی بار انہیں کمر تک کیچڑ اور پانی سے بھی گذرنا پڑا۔ وہ سوچتے تھے کہ اگر ہم اس پل پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گئے تو تاتو کو عبور کر کے وسطی زیچوان میں داخل ہو جائیں گے لیکن اگر اس کوشش میں ناکامی ہوئی تو ہمیں اسی راستہ سے واپس ہو کر ین نان میں داخل ہونے کے لئے پھر لولو لینڈ سے گذرنا پڑے گا۔ تا کہ یہاں سے مغرب کی طرف لی کیانگ کے مقام پر دریا کو عبور کرنے کی کوئی صورت پیدا کی جائے اور اس طرح پھر ایک ہزار میل سے زیادہ سفر طے کرنا ہو گا۔

سرخ فوج کو مغرب کی طرف روانہ ہوتے ہوئے دیکھ کر سرخ فوج کے اس ڈویژن نے بھی جو شمالی کنارہ پر پہنچ گیا تھا اسی طرف کوچ شروع کر دیا۔ دریا کسی کسی جگہ اس قدر تنگ ہو جاتا تھا کہ سرخ فوج کے ان دونوں حصّوں کے سپاہی چلا چلا کر ایک دوسرے کی ہمّت بڑھاتے تھے لیکن کہیں کہیں اس کی چوڑائی دیکھ کر انہیں یہ خوف پیدا ہو جاتا تھا کہ تاتو کہیں ہمیشہ کے لئے انہیں ان کے ساتھیوں سے جدا نہ کر دے اور ایسے مقامات سے گذر جانے کے لئے وہ اور بھی تیزی کے ساتھ

آگے بڑھنے لگتے تھے۔ یہ لوگ دن رات چلنے میں مصروف رہتے تھے اور کھانا کھانے یا آرام کرنے کے لئے کسی جگہ بھی دس منٹ سے زیادہ نہ ٹھہرتے تھے۔ اس مختصر سے وقت میں سُرخ فوج کے سیاسی کارکن اُن کے سامنے جوش پیدا کرنے والی اور ہمّت بڑھانے والی تقریریں کرتے تھے اور انہیں بتلاتے تھے کہ اس مہم کو سر کرنے کے لئے انہیں اپنی طاقت کے ہر ہر ذرّہ اور اپنے خُون کے آخری قطرہ کو بھی کام میں لانے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ اُن کے قدم میں سستی، ارادہ میں کمزوری، عمل میں افسردگی پیدا نہیں ہونی چاہئے۔ کیونکہ ان کی فتح ہی میں اُن کی ترقی مضمر ہے۔ اور شکست کی صُورت میں انہیں کوئی طاقت بھی موت کے چنگل سے نہیں بچا سکتی۔

آن جین چانگ سے روانہ ہونے کے دُوسرے ہی دن شمالی کنارہ والی ہراول فوج کے دستے پیچھے رہ گئے۔ دشمن نے راستہ میں مورچے بنا کر اس فوج کا رستہ روک دیا تھا اور اُسے آگے بڑھنے کے لئے اُس سے مقابلہ کرنا ضروری تھا۔ لیکن جنوبی کنارہ کی سُرخ فوج نہایت استقلال کے ساتھ آگے بڑھتی چلی گئی۔ کچھ دیر کے بعد اُسے دریا کے شمالی کنارہ پر ایک فوج مغرب کی طرف کوچ کرتی ہوئی نظر آئی لیکن دُوربین سے دیکھنے کے بعد معلوم ہُوا کہ یہ دشمن کی فوج ہے اور بظاہر پل کی حفاظت کرنے والی فوج کی امداد کے لئے جا رہی ہے۔ دلن بھر ان دونوں کے درمیان ایک دوسری سے آگے نکل جانے کے لئے دوڑ ہوتی

رہی لیکن آہستہ آہستہ سرخ فوج کے ہراول دستے جن میں چُنے ہوئے سرخ سپاہی شامل تھے "سفید فوج" کے اُن سپاہیوں سے جو متواتر اور مسلسل آرام کرتے رہنے کی وجہ سے سست اور آرام طلب ہو گئے تھے اور جن میں سے کوئی بھی ایک پُل کی حفاظت کے لئے جان دینے کا خواہشمند نہیں تھا بازی لے گئے۔

جاں باز سپاہی!

"لیوکا تیا یا ہوا پل" کئی سو سال پہلے کا بنا ہوا تھا اور مغربی چین کے تمام گہرے دریاؤں کے پلوں کی طرح اسے بھی لوہے کی موٹی موٹی سولہ زنجیروں پر جن کے دونوں سرے بڑی بڑی چٹانوں کے نیچے دبا کر اچھی طرح چن دیئے گئے تھے لکڑی کے موٹے موٹے تختے ڈال کر بنایا گیا تھا اور اس کی لمبائی ایک سو گز سے کچھ زیادہ تھی جنوبی کنارہ کی سرخ فوج کے ہراول دستے جب اس پُل کے پاس پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ پُل کے جنوبی حصّہ کے تختے اُٹھا دیئے گئے ہیں اور اس حصہ میں دریا کے نصف تک زنجیریں ہی زنجیریں لٹکی ہوئی ہیں۔ شمالی کنارہ سے پل پر آنے کے راستہ میں دشمن کی توپیں لگی ہوئی ہیں اور اُن توپوں کے عقب میں "سفید فوج" کا ایک ڈویژن اُن کے مقابلہ کے لئے تیار کھڑا ہے۔ فوجی ضرورت کے ماتحت اگرچہ سفید فوج کو یہ پل تباہ کر دینا چاہئے تھا لیکن اوّل تو صوبہ زیچوان کے باشندے اپنے پلوں کے معاملہ میں بہت زیادہ جذباتی واقع ہوئے ہیں دوسرے

اُن کے یہاں اس پُل کے متعلق یہ بات مشہور ہے کہ اُسے بنانے میں اٹھارہ صوبوں کی دولت صرف ہوئی تھی اور تیسرے انہیں اس بات کا تصور بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ سرخ سپاہی صرف زنجیروں پر چل کر تاتو کو پار کرنے کی احمقانہ اور خطرناک کوشش کریں گے۔ اس لئے انہوں نے پل کو تباہ کرنا ضروری نہیں سمجھا۔
زنجیروں پر چل کر دریا کو پار کرنے کی کوشش دراصل ایک خطرناک کام تھا لیکن وقت کم تھا اور تازہ دم "سفید فوج" کے پہنچنے سے پہلے پل پر قبضہ کئے بغیر دریا کو عبور کر لینے کی کوئی امید نہیں تھی۔ اس لئے سرخ فوج کے بہت سے جانباز اور سرفروش سپاہی اس خطرناک کام کو انجام دینے کے لئے آگے بڑھے لیکن اُن میں سے صرف تیس نوجوانوں کو چنا گیا۔ اور وہ اپنی کمر پر رائفلیں اور دستی بم باندھ کر موت سے مقابلہ کرنے کے لئے روانہ ہوئے اور دیکھتے ہی دیکھتے چوپایوں کی طرح پل کی آہنی زنجیروں پر چلنے لگے۔ ساتھ ہی سرخ فوج کی توپوں نے گرج کر دوسرے کنارہ پر دشمن کے مورچوں اور گھاٹ پر سیسہ اور آگ کی بارش شروع کر دی جس کے جواب میں سفید فوج کی توپیں بھی گرجنے لگیں اور مورچوں میں بیٹھے ہوئے نشانہ بازوں نے اُن جانباز سرخ سپاہیوں پر گولیاں چلانی شروع کیں جو پل کو عبور کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ یکے بعد دیگرے تین سرخ جانباز گولیاں کھا کر دریا میں گرے اور دیکھتے ہی دیکھتے نظروں سے اوجھل ہو گئے لیکن اُن کے سرفروش ساتھیوں نے ہمت نہ ہاری اور آگے بڑھتے چلے گئے اور وہ جس قدر آگے بڑھتے رہے پل کے شمالی حصہ کے تختے انہیں

دشمن کی گولیوں سے بچانے میں اسی قدر مفید ثابت ہوتے گئے۔

زیچوان کے باشندوں نے پہلے کبھی کسی چینی کو اس جانبازی کے ساتھ لڑتا ہوا نہیں دیکھا تھا لیکن سرخ فوج کے سپاہیوں کے لئے سپہ گری پیشہ، یا پیٹ بھرنے کے لئے تھوڑے سے چاول حاصل کر لینے کا ارادہ نہیں تھا بلکہ اس فوج کے نوجوان سپاہی فتح اور کامیابی حاصل کرنے کے لئے خودکشی کو بھی ایک کھیل سمجھتے تھے۔ ان کی اس مجنونانہ کوشش کو دیکھ کر زیچوان کی فوج کے توہم پرست اور ضعیف الاعتقاد سپاہی سمجھنے لگے تھے کہ یہ لوگ یا تو پاگل ہیں یا پھر انسان نہیں بلکہ دیوتا ہیں سرخ سپاہیوں کی اس جانبازی نے سفید سپاہیوں کے اخلاق کو بھی متاثر کیا اور ایسا نظر آنے لگا کہ اب وہ لوگ انہیں نشانہ بنانے کے لئے گولیاں نہیں چلا رہے ہیں اور شاید بہت سے سفید سپاہی دل ہی دل میں اُن کی کامیابی کے لئے دُعائیں بھی مانگ رہے ہیں۔ آخر کار ایک جانباز سرخ سپاہی پل کے اُس حصہ پر پہنچ گیا۔ جہاں تختے موجود تھے اور پُوری قوت کے ساتھ ایک دستی بم دشمن کی صفوں میں پھینکا۔ اس غیر متوقع حملے سے گھبرا کر سفید فوج کے افسروں نے باقی تختوں کو بھی اُٹھا لینے کا حکم دیا۔ لیکن اب وقت گذر چکا تھا اور کئی سرخ جانباز پل پر پہنچ گئے تھے۔ تختوں پر پیرافین پھینک دی گئی جس سے شعلے نکلنے شروع ہو گئے۔ اب بیس سرخ سپاہی پل پر کھڑے ہوتے دشمن کی صفوں اور توپوں پر بموں کی بارش کر رہے تھے۔

دفعتہً دریا کے جنوبی کنارہ سے "سرخ فوج زندہ باد" "انقلاب زندہ باد" اور

"تاتو کے تیس جانباز زندہ باد" کے ہمت بڑھانے والے نعرے بلند ہوئے۔ سرخ سپاہیوں نے دیکھا کہ دشمن کے پیر اکھڑ گئے ہیں۔ سفید فوج کو بھاگتے ہوئے دیکھ کر یہ سرخ جانباز حیرت انگیز ہمت اور پھرتی سے جلتے ہوئے تختوں کو پار کر کے دشمن کے مورچوں میں گھس گئے اور اس کی توپوں کا رخ پھیر دیا۔ اب اور سرخ سپاہی بھی زنجیروں کی مدد سے پل پر پہنچ کر آگ بجھانے اور تختے درست کرنے میں مصروف تھے کہ یکایک شمالی کنارہ کی سرخ فوج بھی آ پہنچی، اور اس نے بازو کی طرف سے سفید فوج پر حملہ کر کے اسے بھاگ جانے یا سرخ فوج کے سامنے ہتھیار ڈال دینے پر مجبور کر دیا۔

پل کی مرمت کے بعد جب سرخ قافلہ تاتو کو پار کر رہا تھا تو نانکنگ کے طیارے بھی ہوا میں پرواز کر رہے تھے لیکن اب ان کے لئے اس قافلہ کو بہت زیادہ نقصان پہنچانا ممکن نہیں تھا۔ آن جین چا اینگ اور لیو تنگ چی آدمیں جن سرخ سپاہیوں نے جرات، دلیری اور جانبازی کا ثبوت دیا تھا انہیں چین کی سرخ فوج کا سب سے بڑا اعزازی تمغہ "گولڈ اسٹار" دیا گیا۔ یہ سب جانباز نوجوان تھے اور ان میں سے کسی کی عمر بھی پچیس سال سے زیادہ نہ تھی۔

برف پوش پہاڑ

تاتو کے پار مغربی زیچوان میں چیانگ ابھی تک سرخ قافلہ کو روکنے کے لئے تیار ... تعداد میں نہیں ہو سکے تھے اس لئے وہاں پہنچ کر اس قافلہ کو کسی قدر

اطمینان نصیب ہوا لیکن ابھی اُسے برف سے ڈھکے ہوئے اونچے اونچے سات پہاڑوں کو پار کر کے دو ہزار میل کا مزید سفر طے کرنا تھا اس لئے اُس نے اپنا سفر جاری رکھا اور تاتو کے شمال میں ایک برف پوش پہاڑ کی سولہ ہزار فٹ بلند چوٹی پر چڑھ کر جب اس قافلہ کے لوگوں نے مغرب کی طرف دیکھا تو انہیں تبت کی برف سے ڈھکی ہوئی چوٹیوں کا ایک ایسا سلسلہ نظر آیا جس کے ختم ہونے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اس پہاڑ کو جس کا نام تاہسو ۓ شان ہے عبور کرتے ہوئے سرخ قافلہ کے بہت سے لوگ جو ہزاروں میل کا سفر طے کرنے کی وجہ سے اول تو بہت تھکے ہوئے تھے دوسرے انہیں اتنی بلندی پر رہنے کی عادت نہیں تھی اور تیسرے وہ اس جگہ کے مطابق گرم کپڑوں سے محروم تھے سردی سے ٹھٹھر ٹھٹھر کر مر گئے۔

تاہسو ۓ شان کو پار کرنے کے بعد پاؤ تنگ کانگ کو عبور کرنے کا مرحلہ سامنے تھا۔ یہ پہاڑ بالکل غیر آباد اور برف سے ڈھکا ہوا ہے۔ سرخ قافلہ جب اسے عبور کرنے کے لئے روانہ ہوا تو اُسے لمبے لمبے بانسوں کو گہرا ئیوں میں ڈال کر اپنے لئے راستہ بھی بنانا پڑا اور یہاں بھی اس قافلہ کے بے شمار آدمی اور جانور کھیت رہے۔ اس پہاڑ کے سفر کا ذکر کرتے ہوئے ماؤ نے مسٹر ایڈگر اسنو سے کہا تھا:۔

"ایک فوج کی بار برداری کے دو تہائی جانور اس ایک پہاڑ کو پار کرتے ہوئے مر گئے جو بیٹھ گیا وہ پھر نہیں اُٹھ سکا"

لیکن سرخ قافلہ کا سفر جاری رہا اور ہزار ہا انسانوں اور جانوروں کی ہلاکت کے بعد چینگ لائی ڈریم پلین اور گھنے ڈوہم ایسے کوہستانی سلسلوں کو طے کر کے یہ قافلہ ۲۰ جولائی ۱۹۳۵ء کو شمالی مغربی ...ن کے علاقہ ماؤ ار ہکائی میں داخل ہو کر سنگ یان کی سوویٹ گورنمنٹ اور "فورتھ آرمی" سے مل گیا۔ اب پہلی مرتبہ اس قافلہ نے اطمینان کا سانس لیا اور دوسری منزل پر پہنچنے کے لئے روانہ ہونے سے پہلے کچھ عرصہ تک یہاں ٹھہرنے کے انتظامات کئے۔ سرخ رہنماؤں نے سرخ فوج کو از سر نو منظم کیا اور اُن نقصانات کو پورا کرنے کی طرف متوجہ ہوئے جو اس سفر میں سرخ فوج کو برداشت کرنے پڑے تھے۔

سفر کے نو مہینے

سرخ قافلہ ۱۶۔ اکتوبر ۱۹۳۴ء کو کیانگسی سے روانہ ہوا تھا اور ۲۰۔ جولائی ۱۹۳۵ء کو ماؤ ار ہکائی میں داخل ہوا۔ روانگی کے وقت سرخ فوج کے سپاہیوں کی تعداد نوّے ہزار تھی لیکن ماؤ ار ہکائی پہنچ کر "سرخ پرچم" کے سایہ میں جمع ہونے کے لئے صرف ۴۵ ہزار سپاہی باقی رہ گئے تھے۔ اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ کیانگسی سے زیچوان تک پہنچتے ہوئے سرخ فوج کو بہت سی لڑائیاں لڑنے کے علاوہ جنگلوں، بیابانوں، دریاؤں اور پہاڑوں سے گزرنے کی مشکلات بھی پیش آئی تھیں اور ان سب مصیبتوں میں اُس کے بہت سے سپاہی ہلاک اور گرفتار ہو گئے تھے لیکن ۴۵ ہزار سپاہیوں کے کم ہو جانے کی ایک ہی وجہ نہیں تھی بلکہ "رہا ہائی کمانڈ" نے

سرخ فوج کی حفاظت کی تجویزوں کے ماتحت ان کے عقب میں کسانوں کو منظم اور سرخ فوج کے بے قاعدہ سپاہیوں کی تعداد میں اضافہ کر کے دشمن کی راہ میں مشکلات پیدا کرنے کے لئے ہونان ، کوئی چاؤ اور ین نان میں باقاعدہ سرخ سپاہیوں کی چھوٹی چھوٹی جماعتوں کو چھوڑ دیا تھا۔ کیانگسی اور زیچوان کے درمیان مختلف لڑائیوں میں سرخ فوج نے اپنے دشمنوں سے جو بندوقیں چھینی تھیں انہیں راستہ ہی میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔ اور اس طرح کیانگسی اور زیچوان کے درمیان نانکنگ کی حکومت کے لئے نئے نئے خطرے پیدا ہوتے جا رہے تھے۔

شمالی ہونان میں ہولنگ کی قائم کی ہوئی چھوٹی سی سوویٹ گورنمنٹ ابھی تک بدستور موجود تھی اور سرخ قافلہ کی روانگی کے بعد ہی آڈ کا ایہہ کی سرخ فوج بھی اسی جگہ چلی آئی تھی۔ سرخ قافلہ کی بدولت ہونان میں سرخ تحریک پھیلنی شروع ہوئی اور نئے بے قاعدہ سرخ سپاہیوں کی چھوٹی چھوٹی جماعتیں بھی آہستہ آہستہ اسی علاقہ کے پاس جمع ہونے لگیں۔ سال بھر تک نانکنگ کی فوجیں اس سرخ علاقہ پر قبضہ کرنے کی کوشش کرتی رہیں لیکن انہیں کامیابی حاصل نہ ہو سکی، یہاں تک کہ ایک سال کے بعد ریڈ آرمی ہیڈکوارٹرز سے ہولنگ کو بھی تبت کی راہ سے زیچوان پہنچ جانے کی ہدایت موصول ہوئی۔ اور یہ سرخ قافلہ بھی زیچوان کی جانب روانہ ہو گیا۔

سرخ چینیوں کے اس سفر نے انہیں مشاہدہ اور تجربہ کی دولت سے مالا مال کر دیا کئی ہزار میل کے اس سفر میں جہاں ان کے دشمنوں کی تعداد میں اضافہ ہوا وہیں انہیں بے شمار مخلص دوست بھی مل گئے۔ راستہ میں اس زبردست قافلہ کے لئے خوراک مہیا کرنا بہت اہمیت رکھتا تھا لیکن سرخ فوج نے امیروں زمینداروں، سرکاری افسروں، فوجی سرداروں اور شرفا؟ کے کھانے پینے کے سامان کو ضبط کر کے اس مسئلہ کو بھی حل کر لیا۔ مزدور، کسان اور مصیبت زدہ غریب لوگ اس فوج کے سپاہیوں سے خوش تھے اور امیران کا نام سن کر کانپ اٹھتے تھے۔ امیروں کے سامان کی ضبطی سوویٹ گورنمنٹ کے بنائے ہوئے مستقل قانون کے ماتحت عمل میں آتی تھی اور وزارت مالیات کا وہ شعبہ جو امیروں کے سامان کو ضبط کر لینے کے لئے قائم تھا اُسے فوج کے مختلف حصّوں کی ضرورتوں کے مطابق تقسیم کرتا تھا۔ اگرچہ سوویٹ گورنمنٹ کے تمام اراکین سرخ قافلہ کے ساتھ سفر کرنے میں مصروف تھے لیکن سُرخ فوج کے مختلف اطراف میں پھیلے ہوئے دستے جہاں کہیں غلّہ کا ذخیرہ یا کسی اور چیز کو ضبط کرتے تھے تو ریڈیو کے ذریعہ سے فوراً مذکورہ بالا شعبہ کو اُس کے متعلق تمام تفصیلات سے مطلع کر دیتے تھے اور اُس کی ہدایت کے مطابق اس کی تقسیم عمل میں آتی تھی۔

سرخ قافلہ کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے بعد جو سامان بچ جاتا تھا اُسے

اسی جگہ کے غریب لوگوں میں بانٹ دیا جاتا تھا۔ کیانگسی سے روانہ ہونے ہوئے اس قافلہ کے لوگ "نانکنگ اسٹیٹ بینک" سے بے شمار نوٹ اور چاندی کے سکے ہمراہ لائے تھے جنہیں راستہ میں غریب لوگوں کے درمیان تقسیم کر دیا گیا راستہ میں سرخ قافلہ جس طرف سے بھی گذرا سرخ فوج کے سپاہیوں نے وہاں کی زمین کے تمسکات کو ضائع کر دیا۔ مختلف قسم کے محصول اڑا دیئے اور غریب کسانوں کو اُن کے حقوق کی حفاظت کے لئے مسلح کر دیا۔

"مسٹر سویٹ!"

یہ قافلہ جس طرف سے گذرتا سرخ فوج کے اس طرز عمل کی وجہ سے وہاں کے کسان اور دوسرے غریب نہایت خوشی اور سچائی سے اس کا استقبال کرتے تھے اور بعض اوقات قافلہ کے راستہ سے دُور رہنے والے علاقوں کے لوگ چھوٹی چھوٹی جماعتیں بنا کر اس قافلہ کو اپنے علاقوں سے گذرنے کی دعوت دینے کے لئے آتے تھے تاکہ سرخ فوج کی مدد سے وہ بھی زمینداروں اور فوجی سرداروں کی سختیوں اور ناانصافیوں سے نجات پا سکیں۔ انہیں سرخ فوج کے سیاسی خیالات کا حال معلوم نہیں تھا البتہ وہ اتنا جانتے تھے کہ یہ "ایک غریب آدمی کی فوج" ہے۔ اور اُن کے اطمینان کے لئے اسی قدر کافی تھا۔ چنانچہ ماؤ نے ایک مرتبہ کسانوں کی ایک جماعت کا ذکر کرتے ہوئے جو اس قافلہ کے استقبال کے لئے آئی تھی کہا کہ

"یہ جماعت بہت دور سے مسٹر سوبیٹ کا استقبال کرنے کے لئے آئی تھی۔"

چین کے دور افتادہ حصوں میں رہنے والے بے پڑھے لکھے کسانوں کو چھوڑ کر شہروں میں رہنے والے اچھے اچھے اور ذمہ دار لوگ بھی سرخ فوج اور اس کے سیاسی خیالات کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ "صوبہ نوکیان کے ایک فوجی سردار لوہسیانگ یونگ نے "مسٹر سوبیٹ" کو زندہ یا مردہ گرفتار کرنے کے سلسلہ میں انعام کا اعلان کرتے ہوئے ایک اشتہار میں لکھا تھا کہ

"یہ شخص ہر جگہ بہت زیادہ نقصان پہنچا رہا ہے اس لئے اس کی بیخ کنی نہایت ضروری ہے۔"

دوسری منزل کی طرف روانگی

ماوارہکاؤ میں پہنچ کر سرخ فوج کو تین ہفتہ آرام کرنے کا موقعہ ملا، اس عرصہ میں کمیونسٹ پارٹی، سوبیٹ گورنمنٹ اور سرخ فوج کے اراکین نے آئندہ کے لئے اپنی تجاویز پر غور کیا اور ضروری فیصلوں کے بعد پھر روانگی کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے۔ ۱۹۳۳ء سے زیچوان میں "فورتھ فرنٹ آرمی" کے نام سے جو سرخ فوج منظم تھی دراصل اُسے ہنان، ہوپیہ اور انہوئی کے سوبیٹ علاقوں میں منظم کیا گیا تھا اور یہ فوج دو پرانے کمیونسٹ ہسوہسیانگ چاین اور چانگ کوتاؤ

کی رہنمائی میں ایک یادگار سفر طے کرنے کے بعد زیچوان میں پہونچی تھی۔ اور کچھ عرصہ تک اس صوبہ کا پورا شمالی حصہ اس کے زیر اثر رہ چکا تھا اور اب اس میں پچاس ہزار سپاہی شامل تھے۔ اس طرح جولائی ۱۹۳۵ء میں مغربی زیچوان میں جو سرخ فوج موجود تھی اُس کے سپاہیوں کی تعداد ایک لاکھ کے قریب پہنچ گئی تھی۔

مستقبل کے متعلق سرخ رہنماؤں کے سامنے جو تجویزیں تھیں اُن پر غور کرتے ہوئے تھوڑا سا اختلاف پیدا ہو گیا تھا۔ ہسوہسیانگ چاین اور چانگ کوتاؤ کی رائے تھی کہ ہمیں زیچوان ہی میں رہ کر اور سرکو دریائے یانگ ٹسی کے جنوب میں اپنا اثر اور اقتدار قائم کرنا چاہئے لیکن ماؤ، شودے اور مشورہ میں شریک ہونے والوں کی اکثریت شمال و مغرب کی طرف اپنے سفر کو جاری رکھنے کی حامی تھی۔ لیکن ابھی یہ لوگ کسی آخری فیصلہ پر نہیں پہنچ سکے تھے کہ اول تو نانکنگ کی فوجوں نے مشرق اور شمال سے بڑھ کر سرخ فوج کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ دوسرے زیچوان کے دریاؤں میں طغیانی آ گئی اور سرخ فوج قدرتی طور پر کئی حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ اِن حالات میں سب لوگوں نے ماؤ اور شودے کی رائے سے اتفاق کر لیا۔

اس فیصلہ سے پہلے کیانگسی سے آئی ہوئی سرخ فوج کا کچھ حصہ شمال کی طرف روانہ ہو چکا تھا۔ فیصلہ کے بعد پہلی سرخ فوج کو بطور ہراول دستہ

کر کے کیانگسی سے آئی ہوئی ساری سرخ فوج نے بھی شمال کی طرف کوچ شروع کر دیا۔ شو دسے کو زیچوان میں رہ جانے والی سرخ فوج کے کمانڈر کی حیثیت سے ہسو ہسیانگ اور کوتاؤ کے ساتھ رہنے کے لئے یہیں چھوڑ دیا گیا اور انہیں ہدایت کر دی گئی کہ وہ ایک سال تک یہاں رہنے کے بعد دوسرا سال تبت میں گذاریں اور ہولنگ کی "سیکنڈ فرنٹ آرمی" کو جسے تبت کے راستہ سے آکر سرخ قافلہ میں شامل ہونے کی ہدایت کر دی گئی تھی ہمراہ لے کر صوبہ کانسو میں باقی سرخ فوج کے ساتھ آملیں۔ ان تیاریوں اور ہدایتوں کے بعد سرخ فوج کے کمانڈر لن پی آؤ، پینگ تہہ ہوآئی، سوشو آن، چاین کینگ اور چاؤ این لائی نیز ماؤ سے تنگ اور سنٹرل سوویٹ گورنمنٹ کے بیشتر اراکین بیس ہزار سپاہیوں کو ساتھ لے کر تبت اور زیچوان کی سرحد پر واقع زیچوان کے میدانوں کی طرف روانہ ہوئے۔

خوفناک دشمن!

سرخ سپاہیوں کا یہ سفر پہلے سفر کے مقابلہ میں زیادہ خطرناک اور نقصان دہ تھا۔ اس سفر کے لئے انہوں نے جو راستہ تجویز کیا تھا وہ آزاد مانز و قبیلوں اور خانہ بدوش نیز جنگجو قوم سیفان کے علاقوں سے ہو کر گذرتا تھا۔ ان علاقوں سے گذرتے ہوئے سرخ سپاہیوں کو پہلی مرتبہ ایسے لوگوں سے واسطہ پڑا جو ان کی مخالفت میں متحد تھے اور اسی لئے اس علاقہ میں انہیں پہلے سفر سے

کہیں زیادہ نقصانات برداشت کرنے پڑے۔ ان قبیلوں کے لوگوں نے سُرخ فوج کے راستہ میں واقع تمام آبادیوں کو خالی کر دیا۔ کھانے پینے کی تمام چیزوں کو اپنے ساتھ لے گئے۔ مویشی جنگلوں میں ہنکا دیئے اور خود بھی پہاڑوں اور جنگلوں میں جا چھپے۔ اسی قدر نہیں بلکہ جب سُرخ فوج کسی درہ یا گھاٹی میں داخل ہوتی تو یہ لوگ بھاری بھاری پتھر لڑھکا کر اُسے نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے اور جب کبھی کوئی سپاہی کسی بھیڑ یا دوسرے جنگلی جانور کا پیچھا کرنے کے لئے جنگل میں دس بیس گز کے فاصلہ پر چلا جاتا تو یہ لوگ کسی جھاڑی میں سے نکل کر اچانک اُس پر حملہ کر دیتے، اس طرح صدہا سُرخ سپاہی ہلاک ہو گئے۔

اِس علاقہ میں روپیہ پاس ہونے کے باوجود سرخ فوج کو کھانے کی کوئی چیز نہیں مل سکی، بندوقیں موجود ہوتے ہوئے بھی وہ اپنے دشمنوں پر غالب نہیں آسکی اور "قومی اقلیتوں" کی آزادی کے حامی ہونے کے باوجود سرخ رہنما ان وحشی قبیلوں کو اپنا دوست بنانے میں ناکام رہے۔ مانزو قبیلہ کی ملکہ چینیوں سے نفرت کرتی تھی اور اُس کے نزدیک "سرخ" اور "سفید" چینیوں میں کوئی فرق نہیں تھا۔ حتی کہ جب کوئی چینی مانزو قبائل کے ہاتھ آجاتا تھا تو وہ اسے پانی میں ابال دیتے تھے۔

اِن حالات میں سرخ فوج کو زبردستی کھانے پینے کی چیزیں حاصل کرنے کی ضرورت پڑی۔ چنانچہ سرخ سپاہیوں نے اُن کی فصلیں کاٹ لیں اور اُن کے

کھیتوں میں اُگی ہوئی سبزیوں مثلاً چقندر اور شلجم وغیرہ کھا کر سفر طے کرنا شروع کیا۔ اِس سلسلہ میں ماؤ کا بیان ہے کہ

"یہ شلجم اتنے بڑے ہوتے تھے کہ ایک شلجم پندرہ آدمیوں کے لئے کافی ہو جاتا تھا۔ سرخ چینیوں کے ذمّہ میں بھی ایک قرض ہے اور وقت آنے پر ہم مانز و قبیلوں کو ان چیزوں کا معاوضہ دیں گے جو ہم اس سفر میں انکے یہاں سے لینے پر مجبور تھے۔

اِس سفر کو طے کرنے کے لئے سُرخ فوج نے اس علاقہ کے کچھ لوگوں کو گرفتار کر کے انہیں راستہ بتانے کے لئے ساتھ لے لیا تھا لیکن یہ لوگ سُرخ چینیوں کے دوست بن گئے اور اس علاقہ سے گذر جانے کے بعد بھی یہ لوگ سُرخ فوج ہی کے ساتھ رہے۔ ان میں سے بعض لوگ شینسی میں کمیونسٹ پارٹی کے اسکول میں داخل ہو گئے اور انہی لوگوں کی بدولت اب مانز و قبائل بھی "سرخ" اور "سفید" چینیوں کے فرق کو اچھی طرح سمجھنے لگے ہیں۔

دلدلوں کا علاقہ

مانز و قبائل کی سرحد سے گذر جانے کے بعد یہ لوگ دلدلوں کے علاقہ میں داخل ہوئے جہاں میلوں تک لمبا لمبا گھاس اُگا ہوا تھا اور برابر بارش ہوتی رہتی تھی۔ اس علاقہ سے گذرنے کا ایک ہی نہایت تنگ اور پیچیدہ راستہ تھا۔ جسے اسی علاقہ کے آس پاس پہاڑیوں پر رہنے والے لوگ جانتے تھے اور انہیں

کی رہنمائی میں سرخ فوج نے اس علاقہ کو طے بھی کیا۔ سرخ فوج دس روز تک اس علاقہ میں سفر کرتی رہی۔ اس تمام عرصہ میں اُسے ایک آدمی بھی نظر نہیں آیا اور سینکڑوں سرخ سپاہی اپنے ساتھیوں کے دیکھتے ہی دیکھتے دلدل میں پھنس کر نظر سے اوجھل ہو گئے۔ راستہ میں لکڑی کا نام و نشان بھی نہیں تھا۔ اس لئے انہیں ان دس روز میں وہی کچا اناج اور سبزیاں کھانی پڑیں جو وہ مانزو قبائل کے علاقہ سے اپنے ساتھ لائے تھے۔ راستہ میں کوئی درخت موجود نہیں تھا اور یہ سُرخ قافلہ ہلکا پھلکا رہنے کے خیال سے خیمے بھی ساتھ نہیں لایا تھا۔ اس لئے رات کے وقت سُرخ سپاہی لمبے لمبے گھاس کے سروں کو باندھ کر ان مصنوعی جھاڑیوں میں بیٹھے رہتے تھے لیکن یہ جھاڑیاں انہیں بارش سے نہیں بچا سکتی تھیں۔

انجامِ کار سرخ فوج اس امتحان میں بھی کامیاب ہو گئی اور اب سرخ فوج کے سپاہی چین کے صوبہ کانسو کی سرحد پر کھڑے تھے۔ زیچوان سے سفید فوج بھی اس قافلہ کے پیچھے آ رہی تھی لیکن دلدلوں کے علاقہ میں پہنچنے کے بعد وہ راستہ بھول گئی اور اُسے واپس چلا جانا پڑا۔ مانزو قبائل کے علاقہ سے دو مرتبہ گزرنے اور دلدلوں میں راستہ بھول جانے کی وجہ سے سفید فوج کو بہت زیادہ نقصان اٹھانا پڑا اور زیچوان پہنچتے پہنچتے اس میں بہت تھوڑے سپاہی باقی رہ گئے۔

صوبہ کانسو میں داخلہ!

سُرخ فوج صوبہ کانسو کی سرحد پر پہنچ چکی تھی لیکن ابھی تک اس کی مشکلات

کا خاتمہ نہیں ہوا تھا۔ اسے منزلِ مقصود تک پہنچنے سے پہلے اپنی ہمت اور جرات کے کچھ اور ثبوت پیش کرنے تھے اور ابھی اسے کئی اور لڑائیاں لڑنی تھیں جن میں سے کسی ایک میں بھی ناکام ہو جانے کے بعد اس کی تمام پچھلی محنتوں، کوششوں اور قربانیوں پر پانی پھر سکتا تھا۔

ابھی تک نانکنگ کی حکومت اس فوج کے راستہ میں برابر رکاوٹیں پیدا کر رہی تھی، نانکنگ کی فوجوں کے علاوہ شمالی مشرقی فوج اور مسلمانوں کی گھوڑے سوار فوج بھی جس کے متعلق عام طور پر یہ یقین کیا جاتا تھا کہ سرخ فوج اس کا مقابلہ نہیں کر سکے گی جنوبی کانسو میں جمع تھی لیکن سرخ فوج ان تمام مشکلوں اور رکاوٹوں پر غالب آ کر نہ صرف منزلِ مقصود پر پہنچ گئی بلکہ اس نے گھوڑے سوار فوج کے صدہا گھوڑوں پر بھی قبضہ کر لیا۔

سرخ فوج جس کے سپاہیوں کی تعداد زیچوان سے منزلِ مقصود تک پہنچتے پہنچتے صرف بیس ہزار رہ گئی تھی ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۵ء کو صوبہ شینسی کے شمالی علاقہ میں بیسویں، چھبیسویں اور ستائیسویں سرخ فوجوں سے جو ۱۹۳۳ء سے اس جگہ مقیم تھیں آ کر ملی اور اس طرح کیانگسی سے روانہ ہونے کے ایک سال بعد کمیونسٹ پارٹی، سوویٹ گورنمنٹ اور سرخ فوج کے ذمہ دار لوگوں کو اطمینان کے ساتھ بیٹھ کر اس سفر کی اہمیت اور آئندہ کام کرنے کی تجویزوں پر غور کرنے کا موقعہ ملا۔

سفر کے ایک سال کی مختصر داستان

سرخ فوج کے اس طویل سفر کی کہانی دنیا کی تاریخ کا ایک ایسا اہم، دلچسپ اور سبق آموز واقعہ ہے جسے پڑھ کر سرخ چینیوں کی ہمت و جرأت، عزم و استقلال اور ایثار و سرفروشی پر تعجب ہوتا ہے اور یہ واقعہ اپنے اصول کی سچائی اور اپنی کوششوں کی کامیابی پر یقین رکھنے کی ایک ایسی مثال پیش کرتا ہے جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں دستیاب نہیں ہوتی۔ یہ واقعہ جہاں آنے والی نسلوں کے دلوں کو سرخ چینیوں کی محبت اور عقیدت کے جذبات سے معمور کر دے گا وہیں اس زمانہ کے سیاسی کام کرنے والے بھی اس سے مفید سبق حاصل کر سکیں گے۔

اس سفر کے پورے حالات پڑھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ اس میں سرخ فوج کے ۳۶۸ دن صرف ہوئے تھے جن میں سے اس قافلہ کو ۲۳۵ دن، دن میں اور ۱۸ دن رات کے وقت سفر کرنا پڑا تھا۔ اور صرف ایک سو دن ٹھہرنے کو مل سکے تھے، ان ایک سو دنوں میں سے ۵۶ دن شمالی زیچوان میں بسر ہوئے تھے اور اس پانچ ہزار میل لمبے سفر میں یہ قافلہ صرف چوالیس دن راستہ میں آرام کر سکا تھا۔ دوسرے الفاظ میں ہر ایک سو چودہ میل کا سفر طے کرنے کے بعد اسے ایک دن کے لئے ٹھہرنے کا موقعہ ملتا تھا۔ سفر کے دوران میں سرخ فوج کی دشمن کے ساتھ اوسطاً روزانہ ایک جھڑپ ضرور ہوتی اور پندرہ دن نہایت سخت اور خونریز لڑائیوں میں بسر ہوتے تھے۔

اس پانچ ہزار میل کے سفر میں سرخ قافلے نے اٹھارہ کوہستانی سلسلوں کو طے کیا جن میں پانچ اونچے اونچے پہاڑ ہمیشہ برف سے ڈھکے رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ اسے چین کے چھوٹے بڑے چوبیس دریاؤں کو بھی پار کرنا پڑا۔ ایک سال کے اس یادگار سفر میں سرخ قافلہ چین کے بارہ صوبوں سے ہو کر گزرا اور سرخ فوج نے نانکنگ کی مختلف اور بے شمار فوجوں کو شکست دینے کے علاوہ دس مختلف صوبوں کے فوجی سرداروں کی ان افواج کے درمیان سے گزرنے کے لئے بھی راستہ بنایا جو اسے گھیرنے کے لئے روانہ کی جاتی رہی تھیں۔ پھر اسی قدر نہیں بلکہ اس نے ۶۲ بڑے بڑے شہروں پر قبضہ بھی کر لیا۔ راستہ میں اسے چھ وحشی قبائل کی آبادیوں سے بھی گزرنا پڑا اور وہ بہت سے ایسے علاقوں سے بھی گزرا جہاں ہزار ہا سال سے کسی چینی فوج کو قدم رکھنے کا اتفاق بھی نہیں ہوا تھا۔

اگر اس سفر کے مختلف پہلوؤں پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ طویل سفر چین میں کمیونزم کی اشاعت کے لئے ایک ایسا دورہ تھا جسے انتہا پسند لوگوں نے شروع کیا تھا۔ یہ لوگ جن علاقوں سے گزرے تھے اُن کی مجموعی آبادی بیس کروڑ تک پہنچتی ہے۔ قدم قدم پر دشمن کا مقابلہ کرنے کے باوجود یہ لوگ جس شہر، قصبہ یا گاؤں میں داخل ہوتے وہاں بڑے بڑے جلسے کر کے تقریروں اور ڈراموں کے ذریعے لوگوں کو آزادی، مساوات اور جمہوری اصول سمجھانے کی کوشش کی۔ امیروں پر بڑے بڑے محصول لگائے، زمینداروں، سرکاری افسروں اور لوگوں سے محصول جمع کرنے والوں کی دولت ضبط کر کے اُسے لوگوں میں تقسیم کیا۔ بے شمار غلاموں کو آزاد کر دیا۔ اس طرح لاکھوں کسانوں کو سرخ

فوج کو دیکھنے اور اُس کے سپاہیوں سے باتیں کرنے کا موقعہ ملا۔ ان سپاہیوں نے انہیں زرعی انقلاب اور جاپان کی مخالفت کے اسباب سمجھائے۔ اُنہیں ہتھیار دیئے جن کی وجہ سے سرخ قافلہ کے چلے جانے کے بعد بھی اِن علاقوں کے کسان اور مزدور عرصہ دراز تک نانکنگ کی حکومت کے لئے پریشانی کا باعث بنے رہے۔ اور اس طرح اس قافلہ نے چین کے کسانوں اور مزدوروں میں سرخ تحریک کے خلاف دشمن کے پراپیگنڈہ کی کامیابی کے امکان کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا۔

سرخ چینیوں کا چین کے جنوب و مغرب سے شمال و مشرق میں چلے جانا فوجی اعتبار سے پسپائی ضرور تھی لیکن اسے شکست کھائی ہوئی بے ترتیبی کی پسپائی نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ کانسو میں داخل ہونے تک نہ تو اُن کے نظام میں کسی قسم کی بے ترتیبی اور نہ ان کی ہمت اور استقلال میں کسی قسم کا فرق آیا۔ اس کے برعکس انہیں اس بات کا یقین تھا کہ وہ جاپان کے مخالف محاذ کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ ابھی سے ان کی پسپائی فاتحانہ پیشقدمی کی صورت میں تبدیل ہو گئی تھی اور بعد میں پیش آنے والے واقعات نے اُن کے اس دعوی کی سچائی کو ثابت کر دیا کہ انہوں نے اپنے قیام کے لئے چین کے جس دور افتادہ علاقہ کو تجویز کیا تھا وہ چین، جاپان اور اشتراکی روس کے لئے کتنا اہم تھا۔

نواں باب

چیانگ کائی شک کی گرفتاری!

گرفتاری سے پہلے

چین کی سوویٹ گورنمنٹ کی طرف سے جاپان کے مقابلہ میں ملک کی تمام جماعتوں اور مسلح طاقتوں کو متحد ہو جانے کے سلسلہ میں جو اعلانات کئے جاتے رہے تھے نانکنگ کی حکومت پر اُن کا الٹا اثر ہؤا اور چین کی کمیونسٹ پارٹی، سوویٹ گورنمنٹ اور سرخ فوج نے ملک کو خانہ جنگی سے بچانے کی جو کوشش بھی کی اُس کے مخالفوں نے اس کا مطلب یہ سمجھا کہ سرخ فوج اب کمزور ہو چکی ہے اور اسے آسانی کے ساتھ تباہ کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ چین کو سرخ خطرہ؟ سے پاک کرنے کے لئے چیانگ کائی شک نے جو اب جنرلیسیمو اور نانکنگ کی حکومت کے وزیر اعظم ہو گئے تھے سرخ قزاقوں؟ کے خلاف چھٹی اور آخری مہم کی تیاریاں شروع کر دیں اور شمالی شینسی کو "سرخ گورستان" بنانے کے لئے شینسی، کیانسو اور آس پاس کے دوسرے صوبوں میں سینکڑوں

میں لمبے پختہ راستے اور بہت سے قلعے تعمیر کئے گئے، شینسی اور کیا نسو کے بعض شہروں میں، ہوائی جہاز، ٹینک، تارپیڈو، سرنگیں، غرضیکہ ایک تباہ کن لڑائی کے لئے تمام ضروری سامان جمع کر دیا گیا اور اس مرتبہ سرخ فوج کے مقابلہ میں زہریلی گیس کے استعمال کا فیصلہ بھی کر لیا گیا۔

چین کے جنوبی مشرقی علاقہ سے سوویٹ گورنمنٹ اور سرخ فوج کے چلے آنے کے بعد نانکنگ کی حکومت نے چین سے سرخ تحریک کے ختم ہو جانے کا اعلان کر دیا تھا۔ اس لئے اب وہ چین کے لوگوں کو سوویٹ گورنمنٹ اور سرخ فوج کی ان سرگرمیوں کا حال بتانا نہیں چاہتی تھی جو صوبجات شینسی اور کانسو میں جاری تھیں اور اسی لئے چین کے لوگ ان تیاریوں سے بھی واقف نہیں ہو سکے جو چھٹی مہم کے لئے حکومت کی طرف سے کی جا رہی تھیں۔

ینگ مارشل!

مارشل چانگ ہسوئی لیانگ ۱۹۳۱ء تک منچوریا کے تین کروڑ باشندوں پر حکمران تھا اور نانکنگ کی حکومت نے اُسے چین کی مسلح فوجوں کے نائب سپہ سالار اعظم کے عہدہ پر ممتاز کر رکھا تھا۔ چانگ روشن خیال اور بے حد فیاض واقع ہوا تھا لیکن ساتھ ہی ساتھ اسے جوا کھیلنے اور نشیلی چیزوں کے استعمال کی عادت بھی تھی جس کی وجہ سے اس کی صحت خراب ہو گئی تھی۔ چیانگ کائی شک اور چانگ کے درمیان بہت گہرے دوستانہ تعلقات تھے

اور چانگ جو چیانگ کائی شک کے مقابلہ میں ینگ مارشل کے نام سے مشہور تھا جنرل لاسیمو کو اپنا بڑا بھائی کہا کرتا تھا۔

ستمبر ۱۹۳۱ء میں جب جاپان نے شمالی مشرقی چین کو فتح کرنے کی نیت سے منچوریا پر حملہ کیا تو ینگ مارشل ٹائیفائیڈ میں مبتلا اور "پیکنگ یونین ہسپتال" میں پڑا ہوا تھا اور اس کے لئے تنہا اس مصیبت کا مقابلہ کرنا ناممکن تھا۔ اس کی تمام امیدیں بڑے بھائی چیانگ کائی شک کے ساتھ وابستہ رہیں لیکن چونکہ جنرل لاسیمو کسی طرح بھی جاپان کے مقابلہ کے لئے تیار نہیں تھے اس لئے انہوں نے ینگ مارشل کو منچوریا سے پسپائی اور تمام معاملہ کو "مجلس اقوام" کے فیصلہ پر چھوڑ دینے کا مشورہ دیا۔ اور اس ۳۳ سالہ ناتجربہ کار اور بیمار نوجوان کو اپنے پیارے وطن کی حفاظت کے لئے ایک گولی چلائے بغیر اُسے چھوڑ کر آجانا پڑا۔ اور اس طرح تنگ پی آئی یعنی شمالی مشرقی فوج چین کی دیوار سے جنوب کی طرف چین کی اصل سرزمین میں داخل ہوئی۔ اس وقت نانکنگ اور سرخ فوج کی لڑائیوں کا سلسلہ جاری تھا اور حکومت کی فوجوں کی مسلسل ناکامیوں کی وجہ سے چیانگ کائی شک کی سیاسی حیثیت اور اہمیت بھی خطرہ میں تھی لیکن انہوں نے منچوریا پر جاپان کے قبضہ سے فائدہ اٹھا کر اپنی حالت کو بہتر اور حکومت کو مضبوط بنا لیا۔ اس واقعہ کے بعد جب جاپان نے جیہول پر حملہ کیا تو اس وقت بھی ینگ مارشل کو نانکنگ کی طرف سے کسی قسم کی مدد نہیں ملی اور اس علاقہ پر بھی جاپان

کا قبضہ ہوگیا۔ لیکن حکومت کی خاموشی کی وجہ سے لوگوں میں بہت بے چینی پیدا ہوگئی جسے دُور کرنے کے لئے چیانگ اور چانگ میں سے کسی ایک کو اپنے عہدہ سے مستعفی ہونے کی ضرورت تھی۔ اس موقعہ پر چانگ نے تمام الزام اپنے سر لے کر اپنے عہدہ سے استعفیٰ دیدیا اور یورپ چلا گیا۔

یورپ میں رہ کر ینگ مارشل نے اپنی تمام بُری عادتوں کو چھوڑ دیا اور جب ایک سال بعد ۱۹۳۴ء میں وہ چین واپس آیا تو ایک بدلا ہوا چانگ نظر آتا تھا۔ اس کی صحت بہتر ہوگئی تھی اور اس کی باتوں سے اندازہ ہوتا تھا کہ اس میں اس کی جوانی کے زمانہ کا جوش، ہمت، دور اندیشی اور استقلال پیدا ہوگیا ہے۔ ینگ مارشل کی عدم موجودگی میں شمالی مشرقی فوج کو سرخ فوج کے مقابلہ کے لئے وسطی چین میں بھیج دیا گیا تھا۔ چنانچہ واپسی کے بعد اُس نے ہانکاؤ کے مقام پر اپنی فوج کی کمان سنبھال لی۔ اب چانگ روزانہ صبح چھ بجے بیدار ہوکر پہلے کثرت کرتا اور اُس کے بعد مطالعہ میں مصروف ہوجاتا تھا۔ اُس نے چین کے فوجی سرداروں کی زندگی کے طریقوں کو چھوڑ کر خود اپنی فوج کے سپاہیوں اور افسروں سے جن کی تعداد ایک لاکھ چالیس ہزار تھی ذاتی تعلقات پیدا کئے اور اس طرح شمالی مشرقی فوج میں ایک نئی زندگی پیدا ہوگئی۔

اس تمام عرصہ میں ینگ مارشل اور جنرلسیمو کے تعلقات بدستور قائم رہے اور وہ انہیں اپنے "بڑے بھائی" کی طرح سمجھتا رہا حتّٰی کہ جب انہوں نے چانگ سے

کہا کہ میں منچوریا کو واپس لینے کی تیاریاں کر رہا ہوں اور آئندہ جاپان چین میں بلغیر مقابلہ کے لئے ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھا سکے گا۔ تو اسے اس بات کا یقین آ گیا۔ لیکن سنہ ۱۹۳۵ء میں بھی جاپان کی پیش قدمی جاری رہی۔ صوبہ ہوپیہ میں برائے نام چینی حکومت قائم کر دی گئی۔ چہار کے ایک حصّہ کو اس حکومت کے ماتحت دے دیا گیا اور شمالی چین کو جنوبی چین سے الگ کر دینے کا مطالبہ کیا گیا مگر نانکنگ کی حکومت ان تمام باتوں پر نہ صرف خاموش ہی رہی بلکہ اُس نے ایک حد تک جاپان کے مطالبہ کو تسلیم بھی کر لیا۔ ان حالات کو دیکھ کر شمالی مشرقی فوج کے افسروں اور سپاہیوں میں سخت بےچینی پیدا ہو گئی۔

یہ وہ زمانہ تھا جب سرخ چینی چین کے شمالی مشرقی صوبہ شینسی میں پہنچ چکے تھے اور جنرل اسیمو اُن کے خلاف چھٹی مہم کی تیاریاں کر رہے تھے۔ انہوں نے شمال مشرق میں اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا اور ینگ مارشل کو سرخ فوج سے لڑنے والی افواج کا نائب سپہ سالار اعظم مقرر کر کے اُسے اور اُس کی تمام فوج کو وہاں بھیج دیا۔ لیکن جنوب میں سرخ فوج اور شمالی مشرقی فوج کے درمیان جو لڑائیاں ہوتی رہی تھیں اُن کے دوران میں ینگ مارشل اور اس کی فوج کے بعض افسروں کو اس بات کا احساس ہو گیا تھا کہ وہ جن سرخ "قزاقوں" سے لڑ رہے ہیں اُن کے کمانڈر نہایت قابل وطن پرور اور جاپانیوں کے سخت مخالف ہیں۔ سرخ اور سفید چینیوں کی یہ خانہ جنگی کہیں برسوں میں جا کر ختم ہو سکے گی جب تک

یہ خانہ جنگی جاری رہے گی جاپان کا مقابلہ کرنا ناممکن ہے اور یہ کہ شمالی مشرقی اور سرخ فوج کی ہر لڑائی کے بعد شمالی مشرقی فوج کے سپاہیوں کی تعداد کم ہوتی جارہی ہے سرخ فوج انہیں گرفتار کرکے ان کے ہتھیار چھین لیتی ہے اور ان بے معنی لڑائیوں کی وجہ سے اسکی سفید چینی فوج میں بے چینی پیدا ہوتی جارہی ہے۔ ان تمام باتوں اور اس فوج کے سپاہیوں کی عام بے اطمینانی کے باوجود ینگ مارشل نے شمال مغرب میں منتقل ہونے کے بعد پوری قوت، جوش اور دیانتداری سے اپنے فرض کو ادا کرنے کی کوشش کی۔

ابتدا میں ینگ مارشل کو سرخ فوج کے مقابلہ میں تھوڑی سی کامیابی ہوئی، لیکن اکتوبر اور نومبر ۱۹۳۵ء میں شمالی مشرقی فوج کو متواتر کئی مرتبہ شکست ہوئی اس کے دو ڈویژن بالکل تباہ ہوگئے، تیسرے ڈویژن کو سخت نقصان پہنچا۔ اور ہزاروں سپاہی سرخ فوج کے ساتھ جا ملے۔ ان باتوں کے علاوہ سرخ فوج نے شمالی مشرقی فوج کے بہت سے افسروں کو بھی گرفتار کرلیا۔ اور کچھ عرصہ انہیں جاپان کی مخالفت کی تعلیم و تربیت دینے کے بعد رہا کر دیا۔ یہ لوگ جب سیانفو واپس آئے تو انہوں نے ینگ مارشل اور اپنے ساتھیوں سے سرخ علاقہ کی تنظیم، سرخ فوج کے اخلاق، خصوصاً خانہ جنگی کو ختم اور جاپانی سامراج کے مقابلہ میں چین کی تمام طاقتوں کو متحد کرنے کے لئے سرخ چینیوں کی مخلصانہ کوششوں اور خواہشوں کا حال تفصیل کے ساتھ بیان کیا۔ اس سے پہلے ینگ مارشل کو یہ خبریں بھی مل چکی

تھیں کہ اس کی فوج کے سپاہی سرخ فوج کے ان نعروں سے کہ "چینیوں کو چینیوں
ہی سے نہیں لڑنا چاہئے" اور "ہمارے ساتھ مل کر منچوریا کو دشمن سے واپس لینے
کے لئے کوشش کرو" متاثر ہو کر سرخ فوج سے لڑنے کے مخالف ہوتے جا رہے
تھے۔ ان تمام باتوں نے ینگ مارشل کے دل پر بہت اثر کیا۔

اسی زمانہ میں اُسے بائیں بازو کے ساتھ تعلق رکھنے والے نوجوانوں کی تحریک نے
بھی بہت متاثر کیا۔ ننگ پی آئی یونیورسٹی کے بہت سے طالب علم جن میں کچھ
کمیونسٹ بھی تھے سیانفو چلے آئے تھے اور وہیں کام کر رہے تھے۔ اس کی وجہ
یہ تھی کہ دسمبر ۱۹۳۵ء میں جاپان نے پیکنگ میں اپنے تمام مخالف لوگوں کی سرگرمیوں کو
بند اور انہیں گرفتار کر لینے کا مطالبہ کیا تھا اور چانگ نے شمال کے تمام علاقہ میں
یہ اطلاع بھیج دی تھی کہ جاپان کے تمام مخالف خواہ اُن کے خیالات کچھ ہی کیوں نہ
ہوں سیانفو چلے آئیں۔ چنانچہ اس زمانہ میں جب کہ نانکنگ کی حکومت سارے چین
میں جاپان کی مخالفت کرنے والے لوگوں کو گرفتار کر رہی تھی شینسی اُن کے لئے حفاظت
اور امن کی جگہ بنا ہوا تھا۔ شمالی مشرقی فوج کے بعض افسر بھی طلبا کی سرگرمیوں
سے متاثر ہو چکے تھے۔ اسی زمانہ میں وہ افسر بھی واپس آ گئے جنہیں سرخ فوج
نے گرفتار کر لیا تھا اور جب چانگ کو اُن سے یہ بات معلوم ہوئی کہ سرخ علاقہ میں
جاپان کی مخالفت کے لئے عوام کی بڑی بڑی جماعتیں قائم ہو رہی ہیں اور
سرخ چینی لوگوں میں وطن پروری کے جذبات پیدا کرنے کی سرتوڑ کوشش کر

رہے ہیں تو وہ انہیں دشمن کی بجائے دوست تصوّر کرنے لگا۔

چانگ اور سُرخ چینیوں میں سمجھوتہ

یہ حالات تھے کہ ۱۹۳۶ء میں ایک روز ایک شخص ینگ مارشل سے ملنے کے لئے اس کی قیام گاہ پر آیا اور ملاقات کے دوران میں اُس نے کہا کہ "میں سرخ علاقہ میں جانے کے لئے آپ سے آپ کا ہوائی جہاز مانگنے آیا ہُوں۔" یہ بات سن کر چانگ نے تعجب سے اچھل کر جواب دیا کہ "تمہیں یہ درخواست کرنے کے لئے یہاں آنے کی جرات کس طرح ہوئی۔ کیا تم اس بات کو نہیں سمجھتے کہ تمہیں گولی سے اُڑایا جاسکتا ہے؟" لیکن آنے والا شخص نہایت اطمینان سے ان باتوں کو سنتا رہا اور جب چانگ خاموش ہوگیا تو اُس نے اسی اطمینان کے ساتھ کہا کہ "میں کمیونسٹوں سے تعلق رکھتا ہوں اور ایسی بہت سی باتیں جانتا ہوں جن سے آپ کو بھی واقف ہونا چاہیئے۔" اس کے بعد اس نے کمیونسٹوں کی اس وقت کی حکمت عملی کو تفصیل کے ساتھ بیان کرنے کے بعد کہا کہ "جاپان کے مقابلہ میں سارے چین کو متحد ہو جانے کی ضرورت ہے اور ہم جانتے ہیں کہ نانکنگ کی حکومت کو جاپان کے مقابلہ کے لئے آمادہ کئے بغیر ہم کچھ نہیں کرسکتے اس لئے ہم اسے اپنا ہم خیال بنانے کی غرض سے ہر قسم کی قربانیاں کرنے کے لئے تیار ہیں" اس سلسلہ میں اس شخص نے یہ تجویز بھی پیش کی کہ "اس سوال پر مزید گفتگو کے لئے آپ کو سُرخ رہنماؤں سے ملنا چاہیئے۔" چانگ ان تمام باتوں کو توجہ اور خاموشی

سے سنتا رہا اور کچھ دیر تک غور کرنے کے بعد اُس نے اپنی رضامندی کا اظہار کر دیا۔

چانگ سے ملاقات کے بعد یہ شخص اُس کے ذاتی ہوائی جہاز میں ین نان گیا اور سرخ رہنماؤں سے بات چیت کرنے کے بعد پھر سیانفو واپس آ گیا۔ چند ہی روز کے بعد خود چانگ ین نان پہنچا اور سرخ رہنما شو این لائی سے مل کر طویل گفتگو کے بعد جب اُسے سرخ چینیوں کی دیانتداری اور وطن پروری کا یقین آ گیا تو اُس نے اُن کے ساتھ سمجھوتہ کر لیا۔

اس سمجھوتہ کی رُو سے شینسی میں دونوں فوجوں کی لڑائی بند ہو گئی اور یہ فیصلہ ہو گیا کہ کوئی فوج دوسری فوج کو اطلاع دیئے بغیر اپنی جگہ سے نہ ہٹے گی۔ سرخ فوج کے چند نمائندے شمالی مشرقی فوج کی وردی پہن کر ینگ مارشل کے عملہ میں شریک ہو گئے اور فوج کی سیاسی تعلیم و تربیت کے طریقوں کو بہتر بنانے میں مدد کرنے لگے۔ وانگ چایو ساین میں ایک نیا مدرسہ قائم کیا گیا جس میں چانگ کی فوج کے چھوٹے افسروں کو سیاست، اقتصادیات اور اجتماعی زندگی کے فلسفہ کی تعلیم دینے کے علاوہ انہیں یہ بات سمجھانے کا کام بھی شروع ہوا کہ جاپان نے منچوریا پر کس طرح اور کیوں قبضہ کیا اور منچوریا پر جاپان کے قبضہ کے بعد چین کو کتنا اور کیا نقصان پہنچا۔ اس مدرسہ میں خود ینگ مارشل بھی لکچر دیا کرتا تھا۔ شمالی مشرقی فوج میں بھی رُوس اور چین کی سرخ فوجوں کے پولیٹیکل کمیسارو

کی طرح سیاسی تعلیم اور تربیت کے لئے بہت سے لوگوں کو مقرر کیا گیا اور پرانے زمانہ اور خیالات کے بہت سے افسروں کو علیحدہ کر کے اُن کی جگہ ترقی پسند اور سمجھدار نوجوانوں کو مقرر کر دیا گیا لیکن یہ ساری تبدیلیاں نہایت خاموشی اور رازداری سے عمل میں لائی گئیں۔

"نیشنل سالویشن موومنٹ"

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے اگرچہ چین کے عام باشندے سُرخ چینیوں کے خلاف نانکنگ کی چھٹی مہم کی تیاریوں سے بے خبر تھے لیکن شمالی مغربی چین کے ان صوبوں کے لوگ جو شینسی کے آس پاس ہیں نہ صرف ان تیاریوں ہی سے واقف تھے بلکہ انہیں اس بات کا یقین بھی ہو گیا تھا کہ سرخ چینی دل سے جاپان کے مخالف ہیں اور نانکنگ کی حکومت جو کچھ کر رہی ہے اس سے چین کو سخت نقصان پہنچ رہا ہے۔ اسی طرح منچوریا، جیہول اور چہار پر جاپان کے قبضہ اور اثر سے شمالی مشرقی چین کے لوگ بھی جاپان کے سخت مخالف ہو گئے تھے اور اس بات کے خواہشمند تھے کہ جس طرح بھی ہو سکے سارا چین جاپان کے مقابلہ کے لئے متحد ہو جائے۔

نانکنگ کی حکومت چین کی قومی حکومت سمجھی جاتی تھی اس لئے اسے جاپان کے مقابلہ کے لئے رضامند کئے بغیر یہ مقصد پورا نہیں ہو سکتا تھا۔ ان باتوں کو دیکھتے ہوئے پیکنگ میں "نیشنل سالویشن موومنٹ" کے نام سے ایک زبردست تحریک شروع ہوئی اور چند ہی روز میں چین کے شمالی مشرقی اور شمالی مغربی صوبوں کے کونہ کونہ میں پھیل

گئی اور اسے دبانے کے لئے حکومت نے جتنی کوششیں بھی کیں وہ سب بے کار ثابت ہوئیں۔

جنوب و مغرب میں بغاوت

چین کے شمال میں جو کچھ ہو رہا تھا اگرچہ اس کی تمام خبریں جنوبی چین میں نہیں پہنچی تھیں لیکن اول تو سرخ قافلہ اپنے سفر کے دوران میں چین کے کروڑوں انسانوں کو جاپان کے مقابلہ میں متحد ہو کر ملک کی حفاظت کا پیغام دے آیا تھا دوسرے سب لوگ خانہ جنگی سے تنگ آ گئے تھے اس لئے اسی زمانہ میں ان فوجوں نے جو جنوب و مغرب میں پڑی ہوئی تھیں جنرل پائی چنگ ہسی اور جنرل لی سنگ جین کی رہنمائی میں اس وجہ سے نانکنگ سے بغاوت کر دی کہ وہ جاپان کی حامی اور اس کے ساتھ مقابلہ کرنے کے خلاف ہے لیکن چند ہی روز کے بعد حکومت اور باغی فوجوں کے رہنماؤں کے درمیان سمجھوتہ ہو گیا۔

باغی فوجوں کے رہنماؤں اور حکومت کے درمیان اگرچہ سمجھوتہ ہو گیا تھا لیکن جاپان کے خلاف عوام کے دلوں میں جو جذبہ پیدا ہو گیا تھا اسے نہیں دبایا جا سکتا تھا۔ اس سلسلہ میں چین کے بعض اندرونی مقامات پر جوش اور غصہ سے مغلوب ہو کر کچھ لوگوں نے تین چار جاپانیوں کو مار ڈالا اور ان واقعات کو آڑ بنا کر جاپان نے نانکنگ سے معافی مانگنے، نقصان کا معاوضہ ادا کرنے اور چین میں مزید سیاسی رعائتیں دینے کا مطالبہ کیا جس کی وجہ سے چین میں جاپان کی مخالفت کا جذبہ

اور بھی بڑھ گیا۔

شمال و مشرق میں مزید بے چینی

اکتوبر ۱۹۳۶ء میں جاپان نے منگولیا کے علاقہ سئی یو آن پر بھی حملہ شروع کر دیا تھا اور چونکہ یہ علاقہ صوبجات شینسی اور کانسو سے ملا ہوا ہے اور ان صوبوں کے باشندوں کو اس محاذِ جنگ کی ساری خبریں ملتی رہتی تھیں اور انہیں یہ بات بھی معلوم ہو گئی تھی کہ نانکنگ کی حکومت اس علاقہ کی حفاظت کا کام صوبجات کی فوجوں کو سپرد کر کے اپنی تمام قوت سرخ فوجوں کو کچل ڈالنے پر صرف کرنا چاہتی ہے۔ نہ صرف اسی قدر بلکہ وہ صوبوں کی فوجوں کو خفیہ طور پر لڑائی سے باز رکھ کر خود جاپان کے ساتھ سمجھوتہ کرنے کی کوشش بھی کر رہی ہے اس لئے ان صوبوں کے عام باشندے اور فوجی سپاہی نانکنگ کی حکومت سے بیزار اور بدگمان ہو گئے۔

اسی زمانہ میں ایک امریکن صاحبِ قلم خاتون مس نیم ویلز نے سیانفو کا دورہ کیا تھا وہ امریکہ کے اخبار "نیو یارک سن" میں لکھتی ہیں :-

"سیانفو میں حالات خطرناک ہیں۔ شمالی مشرقی یعنی ہنگ مارشل کی فوج کے سپاہیوں میں جو یہاں سرخ فتنہ ؟ کی سرکوبی کے لئے بھیجے گئے تھے جاپان کی مخالفت کا جذبہ بہت زیادہ نظر آتا ہے

یہ فوج جب ۱۹۳۱ء میں منچوریا سے آئی تھی تو اس کی تعداد ڈھائی لاکھ تھی لیکن اب یہ ایک لاکھ ستر ہزار رہ گئی ہے۔ یہ لوگ وطن کی حفاظت

اور خانہ جنگی سے تنگ آ گئے ہیں۔ اور نانکنگ کی حکومت نے جاپان کے مقابلہ میں جو طرزِ عمل اختیار کر رکھا ہے اُس نے انہیں بغاوت کے قریب پہنچا دیا ہے۔ یہاں تک کہ اس فوج کے بڑے بڑے افسر بھی ان حالات سے متاثر نظر آتے ہیں۔ ان حالات کی بنا پر یہاں یہ افواہ بھی گرم ہے کہ جنرل لاسیمو اور ینگ مارشل کے تعلقات کشیدہ ہو گئے ہیں اور اب ینگ مارشل "نیشنل ڈیفینس گورنمنٹ" قائم کر کے "سوویٹ گورنمنٹ" کے ساتھ مل کر جاپان کے خلاف متحدہ محاذ بنانے والا ہے۔ جاپان کی مخالفت کی جس تحریک کو سارے چین میں دبا دیا گیا ہے سیانفو میں وہی تحریک ینگ مارشل کی سرپرستی میں ترقی کر رہی ہے"۔

حکومت کی طرف سے سختی

جنرل لاسیمو چیانگ کائی شیک ان حالات سے بے خبر نہیں تھے۔ اکتوبر ۱۹۳۶ء میں انہوں نے سیانفو کا دورہ کیا تھا اور اس دورہ میں انہیں یہ بات اچھی طرح معلوم ہو گئی تھی کہ ینگ مارشل کی فوج "سوویٹ گورنمنٹ" اور سرخ فوج کے خلاف لڑنے میں اب زیادہ دلچسپی کا اظہار نہیں کرتی۔ اس کے علاوہ اس موقعہ پر ینگ مارشل نے متحدہ قومی محاذ بنانے کے لئے ایک مفصّل تجویز بھی جنرل لاسیمو کے سامنے پیش کی تھی جس میں خانہ جنگی کو ختم اور سوویٹ رُوس کے ساتھ معاہدہ کرنے کا ذکر کیا تھا لیکن جنرل لاسیمو نے اس تجویز کو یہ کہہ کر رد کر دیا کہ

"ہم اس مسئلہ پر اس وقت تک غور اور بات چیت کرنے کے لئے تیار نہیں جب تک چین کی سرخ فوج کا ایک سپاہی بھی زندہ اور سوویٹ گورنمنٹ کا ایک حامی بھی قید خانہ سے باہر ہے۔"

سیانفو سے جنرل اسیمو اپنے ہیڈ کوارٹرز میں جو لویانگ میں واقع تھا واپس آ گئے۔ اور نومبر کے ختم ہونے سے پہلے سوویٹ علاقہ پر حملہ کی ساری تیاریاں مکمل کر لیں۔ شمال و مشرق کے صوبوں کے باشندے چونکہ ان سب حالات سے اچھی طرح واقف تھے اس لئے اُنہوں نے حکومت کی ان باتوں کی سخت مخالفت شروع کر دی اور جاپان کے مطالبہ پر حکومت نے "نیشنل سالویشن مومنٹ" کے سات بڑے بڑے رہنماؤں کو گرفتار کر لیا۔ قوم پرست اخبارات کی اشاعت قانوناً بند کر دی گئی، یہاں تک کہ شنگھائی میں جاپانیوں کی جو ملیں تھیں اُن میں کام کرنے والے چینی مزدوروں نے، سی یوان پر جاپان کے حملہ کے متعلق اپنے غم اور غصّہ کے اظہار کے لئے ہڑتال کر دی اور جب جاپانیوں نے ان لوگوں کے ساتھ سختی کی تو کومن ٹانگ کی فوج اور پولیس بھی اُن کے ساتھ شامل رہی۔

نومبر ۱۹۳۶ء میں ینگ مارشل نے اپنی فوج کے افسروں کے اصرار پر جنرل اسیمو کی خدمت میں ایک عرضداشت روانہ کی جس میں لکھا تھا کہ

"اپنے ساتھ اپنی فوجوں کے اعتماد کو قائم رکھنے کے لئے ہمیں اپنے اس وعدہ پر قائم رہنا چاہئے جو ہم نے اُن سے کیا تھا۔ ہم نے انہیں یقین

دلایا تھا کہ جب وقت آئے گا تو دشمن کے ساتھ لڑنے کے سلسلہ میں ان کی خواہش کو پورا کرنے کیلئے نہیں لڑنے کی اجازت دے دی جائیگی۔ آج اگر ہم اپنے اس وعدہ کو پورا نہیں کریں گے تو وہ مجھے ہی نہیں بلکہ آپ کو بھی دھوکہ باز سمجھیں گے اور ہماری بات ماننے سے انکار کر دیں گے۔ ازراہِ عنایت اجازت دیجئے کہ اگر ساری فوج کو نہیں تو اس کے کچھ حصّہ کو فوراً اسٹی یو آن میں ان بہادروں کی مدد کے لئے بھیج دیا جائے جو اپنے عہد کے مطابق جاپانی سامراج کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ اگر آپ نے ہم لوگوں کی درخواست کو منظور فرمالیا تو میں اور میری فوج کے تمام سپاہی جو ایک لاکھ سے زیادہ ہیں آخری دم تک آپ کی رہنمائی کو تسلیم کرتے رہیں گے۔"

جنرل اسیمو پر اس عرضداشت کا بھی کوئی اثر نہیں ہُوا۔

چند روز کے بعد خود ینگ مارشل اپنے ہوائی جہاز میں جنرل اسیمو کے ہیڈ کوارٹرز میں گیا اور اُن سے ملکر اس مسئلہ پر زبانی گفتگو کی اور اس گفتگو کے دوران میں "نیشنل سالویشن موومنٹ" کے گرفتار شدہ رہنماؤں کی رہائی کے لئے بھی کہا۔ لیکن جنرل اسیمو اپنی ضد پر قائم رہے۔ اس موقع پر جنرل اسیمو اور ینگ مارشل کے درمیان جو بات چیت ہوئی تھی ینگ مارشل نے ایک تقریر کے دوران میں اسے اس طرح بیان کیا ہے:-

نیشنل سالویشن موومنٹ کے رہنماؤں کی گرفتاری اور سزایابی کے بعد میں نے
جنرل لاسیمو سے اُن کی رہائی کے لئے درخواست کی تھی۔ گرفتار کئے جانے
والے لوگوں میں نہ تو میرا کوئی رشتہ دار شامل تھا اور نہ اُن میں سے
بعض ذاتی طور پر میرے واقف ہی تھے لیکن میں نے ان کی گرفتاری
کی مخالفت اس لئے کی تھی کہ ان کا مقصد بھی وہی تھا جو میرا ہے۔ مگر
جنرل لاسیمو نے میری اس درخواست کو نامنظور کر دیا جس پر میں نے اُن
سے کہا کہ قومی تحریکوں کے متعلق آپ کا طرزِ عمل بھی یوان شیہہ کائی
اور چیانگ سونگ چانگ کی طرح ظالمانہ ہے۔ میری یہ بات سن کر
جنرل لاسیمو نے جواب دیا کہ یہ تمہارا خیال ہے۔ میں حکومت کو قائم رکھنے
اور مضبوط بنانے کا ذمہ دار ہوں اور قومی تحریکوں کے سلسلہ میں میرا
طرزِ عمل انقلاب پسندانہ ہے۔"

یہ واقعہ بیان کر کے ینگ مارشل نے لوگوں سے پوچھا کہ کیا جنرل لاسیمو کا یہ
جواب درست ہے؟ لیکن جنرل لاسیمو کے طرزِ عمل سے نامطمئن ہزارہا
لوگوں نے جواب دیا "درست نہیں!" اس ملاقات کے دوران میں جنرل لاسیمو نے
ینگ مارشل سے وعدہ کیا کہ میں جلد سیانفو پہنچ کر شمالی مشرقی فوج کے بارہ
میں اپنی پوری تجویز بیان کروں گا۔

"انٹی کمنٹرن پیکیٹ"

چیانگ کائی شک کے سیانفو پہنچنے سے پہلے ہی جرمن اور جاپان کے درمیان "انٹی کمنٹرن پیکیٹ" ہو گیا۔ اور اطالیہ نے غیر سرکاری طور پر اس معاہدہ کے ساتھ اتفاق رائے کا اظہار کر کے منچوریا کی حکومت کے ساتھ سیاسی تعلقات قائم کر لئے۔ ینگ مارشل جب یورپ میں تھا تو ینگ مارشل کے ساتھ کاؤنٹ کیانو کے گہرے دوستانہ تعلقات قائم ہو گئے تھے اور ینگ مارشل ہی کی وجہ سے چین میں فاشزم کے ساتھ کسی قدر دلچسپی کا اظہار بھی کیا جانے لگا تھا۔ مگر اس واقعہ کے بعد ینگ مارشل کو [illegible] اور فاشزم سے نفرت اور چین میں فسطائی تحریک بالکل ختم ہو گئی۔ [illegible] شمالی [illegible] حصوں میں جاپان کے خلاف نفرت اور غصہ پیدا

[illegible] Anti Comintern اس معاہدہ کو کہتے ہیں جو ۲۵ نومبر [illegible] کو جاپان اور جرمنی کے درمیان ہوا تھا اور جس کا مقصد یہ تھا کہ دونوں حکومتیں مل کر کمیونزم یعنی اس تحریک کو دنیا میں پھیلنے سے روکنے کی کوشش کریں جس کی بنیاد پر روس کی موجودہ حکومت قائم ہے۔ یہ معاہدہ پانچ سال کے لئے تھا۔ اطالیہ نے ۶ نومبر ۱۹۳۷ء کو اس معاہدہ میں شرکت کی تھی لیکن جاپان اور جرمنی کے درمیان اس معاہدہ کی تکمیل کے تھوڑا ہی بعد اس نے منچوریا کی یعنی منچوریا کی اس حکومت کو تسلیم کر لیا تھا جو ینگ مارشل کے وہاں سے چلے آنے کے بعد جاپان کے زیر اثر قائم ہوئی تھی

کرنے کا ایک سبب بن گیا۔

اس زمانہ میں نانکنگ کی فوجوں کو تربیت دینے کا کام جرمن اور اطالوی فوجی ماہرین کے سپرد تھا۔ اس سلسلہ میں شمالی مشرقی فوجوں کو جنرل لاسیمو سے یہ شکایت بھی پیدا ہو گئی کہ یہ جرمن اور اطالوی فوجی ماہرین چین اور چینی فوجوں کے متعلق ضروری خبریں جاپانیوں کو دیتے ہیں۔

یہاں یہ بیان کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ جنرل لاسیمو چیانگ کائی شک سوویٹ گورنمنٹ اور سرخ فوج کے خلاف اپنی چھٹی مہم شروع کرنے کی زبردست تیاریاں کر رہے تھے لیکن فوجی اصول کے ماتحت وہ "سرخ فوج" کو تیاری کا موقعہ دینا نہیں چاہتے تھے اس لئے نانکنگ کی فوجیں برابر سرخ علاقہ پر حملے کرتی رہتی تھیں اور کومن ٹانگ کے قابل ترین فوجی ماہر ہوسنگ نان کی راہنمائی میں نانکنگ کی بہترین فوجیں سرخ علاقہ میں بڑھتی جا رہی تھیں۔ لیکن سرخ فوج جنرل ہو کے سپاہیوں کا مقابلہ کرنے کی بجائے ان میں مختلف طریقوں سے اس بات کا پراپیگنڈہ کر رہی تھی کہ چینیوں کو چینیوں ہی کے خلاف نہیں لڑنا چاہئے اور سرخ فوج کسی ایسی فوج پر حملہ کرنے کے لئے تیار نہیں جو جاپان کی مخالف ہو۔

جنرل ہو اس پراپیگنڈا کو سرخ فوج کی کمزوری سمجھ کر برابر آگے بڑھتا رہا یہاں تک کہ ایک رات کو جب کہ اتنی سخت سردی پڑ رہی تھی کہ سپاہیوں کے لئے دستی بموں کی ٹوپیاں الگ کرنی بھی دشوار تھیں سرخ فوج نے [illegible]

اور تھوڑی ہی دیر میں اُسے شکست دے دی۔ اس لڑائی کے بعد جنرل ہو ہزاروں رائفلیں اور توپیں میدانِ جنگ میں چھوڑ کر چند ہی روز کے اندر سرخ علاقہ سے نکل آیا۔ نومبر ۱۹۳۶ء میں جب اس شکست کی خبر شمالی مشرقی فوجوں کو ملی تو ان کا یہ خیال اور بھی پختہ ہو گیا کہ سرخ فوج کو تباہ کر دینا آسان کام نہیں اور اس خانہ جنگی کو فوراً ختم ہو جانا چاہیئے ورنہ جاپان برابر چین کے بڑے بڑے علاقوں پہ قبضہ کرتا چلا جائیگا لیکن اس کے برخلاف جنرلسیمو اپنی بہترین فوج کی تباہی سے بہت ناراض ہوئے اور "سوویٹ گورنمنٹ" اور "سرخ فوج" کو چین کی سرزمین

لے یہ عجیب اتفاق ہے کہ نانکنگ کی حکومت نے "سوویٹ گورنمنٹ" اور سرخ فوج کے خلاف جس زمانہ میں بھی کوئی مہم شروع کی اسی زمانہ میں جاپان نے یا تو چین کے کسی علاقہ پر قبضہ کر لیا یا کسی نہ کسی حصہ میں اس کا اثر قائم ہو گیا۔ چنانچہ شمالی مشرقی صوبوں کے لوگوں نے نانکنگ کو سرخ فوج کے خلاف چھٹی مہم شروع کرنے سے باز رکھنے کے لئے جو اعلان شائع کیا تھا اس میں لکھا تھا کہ

"پہلی مہم کے زمانہ میں منچوریا پر جاپان کا قبضہ ہو گیا تھا۔ دوسری مہم کے زمانہ میں اس نے شنگھائی پر حملہ کیا تھا۔ جب تیسری مہم شروع ہوئی تو جیہال چینیوں کے ہاتھ سے نکل گیا۔ چوتھی مہم نے [illegible] آئی کے مشرقی [illegible] کر دیا اور پانچویں مہم صوبجات ہوپی آن اور [illegible] چین کے باقی بچے ہوئے [illegible] پہنچانے کا باعث بنی۔"

ان لوگوں کو یقین تھا کہ اگر یہ چھٹی مہم شروع ہو گئی تو سیتی یوآن پر بھی جاپان کا قبضہ ہو جائے گا۔

سے مٹا دینے کے متعلق ان کا ارادہ اور بھی پختہ ہو گیا۔

فریقین کی تیاریاں

صوبہ شینسی میں جو کچھ ہو رہا تھا جنرل لاسیمو اس سے بے خبر نہیں تھے چنانچہ انہوں نے اپنے ایک نزدیک کے رشتہ دار جنرل چیانگ ہسیا ؤ ہسی این کے تحت ڈیڑھ ہزار سپاہی جنہیں "نیلی پوش" کہا جاتا تھا بھیج دیئے تھے۔ جنرل چیانگ ہسیاؤ ہسی این اول تو خود سرخ تحریک کا سخت دشمن تھا اور اس کے حکم سے ہزاروں انتہا پسندوں کو کمیونسٹ ہونے کے الزام میں جلا وطنی، قید اور موت کی سزا مل چکی تھی۔ دوسرے اس کے ساتھ جو سپاہی بھیجے گئے تھے وہ بھی اپنی ظالمانہ سرگرمیوں کے لیئے مشہور تھے۔ چنانچہ ان سپاہیوں نے صوبہ شینسی میں آ کر کمیونسٹوں، طلباء، سیاسی کام کرنے والوں اور فوجی سپاہیوں کو گرفتار کرنا شروع کر دیا۔ "نیلی پوش" فوج چونکہ شینسی کے گورنر شاؤ کے ماتحت تھی اور شمالی مشرقی اور شمالی مغربی فوجیں سیانفو کے پاس ڈیرے ڈالے ہوئے پڑی تھیں اور شہر میں ان دونوں فوجوں کے سپہ سالار ینگ مارشل اور جنرل یانگ اپنے اپنے محافظ دستہ کے ساتھ مقیم تھے اس لئے سیانفو میں نانکنگ کی فوجوں کے موجود نہ ہونے کے باوجود شہر پر جنرل لاسیمو ہی کا قبضہ تھا۔

دوسری طرف جنرل لاسیمو کے سیانفو آنے سے پہلے شمالی مشرقی فوج کے تمام سپہ سالاروں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ سب مل کر جنرل لاسیمو سے خانہ جنگی کو ختم اور جاپان کے مقابلہ کے لئے متحدہ محاذ قائم کرنے کی درخواست کریں گے۔ ینگ مارشل کی فوج کے علاوہ جنرل یانگ ہو چنگ کی ہسائی پی آئی یعنی شمالی مغربی فوج کے چالیس ہزار سپاہی بھی وہیں موجود تھے۔ اور چونکہ اس فوج میں زیادہ تر شینسی ہی کے لوگ تھے اس لئے وہ بھی اس خانہ جنگی کو ناپسند کرتے تھے۔ چنانچہ شمالی مشرقی

فوج کے افسروں کے مذکورہ بالا فیصلہ سے شمالی مغربی فوج کے افسروں نے بھی اتفاق کا اظہار کیا اور اس پر عمل کرنے میں اُن کے ساتھ ہو گئے۔ یہ حالات تھے جب ۷ دسمبر ۱۹۳۶ء کو جنرل اسیمو چیانگ کائی شیک اپنے وعدہ کے مطابق ہوائی جہاز کے ذریعہ سے سیانفو میں وارد ہوئے۔

طلباء کا جلوس اور فوجی افسروں کی ملاقات

۹۔ دسمبر ۱۹۳۶ء کو سیانفو کے طلباء نے جاپان کے خلاف اپنے جذبات کو ظاہر کرنے کے لئے ایک بہت بڑا جلوس نکالا اور کئی ہزار طالب علم جنرل اسیمو کی قیامگاہ کی طرف، جو سیانفو سے دس میل کے فاصلہ پر گرم چشموں کے درمیان لن ٹنگ میں واقع تھی، روانہ ہوئے لیکن پولیس اور نیلی پوش فوج کے سپاہیوں نے رستہ ہی میں اس جلوس کو روک لیا اور ان لوگوں نے طلباء کے ساتھ بہت برا سلوک کیا۔ اس موقعہ پر پولیس نے گولیاں بھی چلائیں جن سے شمالی مشرقی فوج کے ایک افسر کے دو بچے بھی زخمی ہو گئے۔ اس موقعہ پر ینگ مارشل نے مداخلت کی اور طلباء سے یہ وعدہ لے کے کہ ان کی عرضداشت جنرل اسیمو تک پہنچا دی جائے گی انہیں واپس چلے جانے پر آمادہ کر لیا۔ لیکن یہ واقعہ بھی جنرل اسیمو کے خلاف ایک مستقل شکایت بن گیا۔

ینگ مارشل اور جنرل یانگ کی فوجوں کے افسروں نے اپنے فیصلہ کے مطابق جب وفد کی شکل میں جنرل اسیمو سے ملنے کی اجازت طلب کی تو اُن کی درخواست کو نامنظور

کر دیا گیا لیکن انہیں الگ الگ بُلا کر جنرلاسیمو نے اُن سے ملاقات کی۔ اس ملاقات کے دوران میں ہر افسر نے سرخ فوج کے خلاف نئی مہم شروع کرنے کے فیصلہ سے شدید اختلاف کا اظہار کیا۔ اور شی یوآن کے محاذ پر جانے کی اجازت طلب کی۔ لیکن ان سب افسروں کو جنرلاسیمو چیانگ کائی شیک نے ایک ہی جواب دیا کہ

”جس طرح بھی ہو جلد سے جلد سرخ تحریک فنا کر دو“

چنانچہ خود چیانگ کائی شیک اپنی ڈائری میں لکھتے ہیں :-

”میں نے ان سے کہا کہ سرخ فتنہ کا سر کچلنے کی جدوجہد اب اس
جگہ پہنچ گئی ہے جہاں سے اسے موت کے گھاٹ اتارنے کے لئے
صرف پانچ منٹ کی کوشش درکار ہے“

عام حملہ کا حکم اور گرفتاری

ان سب درخواستوں، مشوروں اور مطالبات کے باوجود ۱۰ دسمبر کو جنرلاسیمو نے اپنے جنرل اسٹاف کا ایک اجلاس منعقد کیا اور رسمی طور پر آخری بار سوویٹ گورنمنٹ اور سرخ فوج کے خلاف چھٹی مہم کے شروع کرنے کی تجویز منظور ہو گئی۔ اسی اجلاس میں جنرلاسیمو کی طرف سے ایک اعلان تیار کیا گیا جس میں شمالی مشرقی شمالی مغربی اور نانکنگ کی ان فوجوں کے علاوہ جو صوبجات شینسی اور کانسو میں جمع تھیں ان فوجوں کو بھی اسلحہ بند ہو جانے کا حکم دیا گیا تھا جو اسی مقصد سے شانسی کی سرحد پر جمع کی گئی تھیں۔ اور یہ خبر شائع کر دی گئی کہ جنرلاسیمو کا حکم نامہ ۱۲ دسمبر ۱۹۳۶ء

کو شائع کیا جائے گا۔

اس اجلاس کے بعد ذمہ دار حلقوں میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ اگر ینگ مارشل نے اس حکمنامہ پر عمل کرنے سے انکار کر دیا تو اسے اس کے عہدہ سے برطرف کر دیا جائیگا اور شمالی مشرقی فوج سے ہتھیار لے لئے جائیں گے۔ اس خبر کے ساتھ ہی ینگ مارشل اور جنرل یانگ کو یہ اطلاع بھی ملی کہ "نیلی پوشوں" اور پولیس نے ایسے لوگوں کی ایک لمبی فہرست بنالی ہے جو خانہ جنگی کو ختم کرکے جاپان کے خلاف متحدہ محاذ قائم کرنے کے معاملہ میں سرخ فوج کے ساتھ ہمدردی رکھتے ہیں۔ اور جنرلاسیمو کے حکمنامہ کی اشاعت کے بعد ان سب لوگوں کو گرفتار کر لیا جائے گا۔

ان خبروں نے باہمی اختلافات اور عدم اعتماد کی بھڑکتی ہوئی آگ پر تیل کا کام کیا اور سی ین ٹیم ٹیب کے لئے حقیقت کی شکل اختیار کرلی۔ ۱۱ دسمبر کو ینگ مارشل اور جنرل یانگ نے خفیہ طور پر حکم بھیج کر شمالی مشرقی فوج کے ایک ڈویژن اور شمالی مغربی فوج کے ایک دستہ کو شہر کے قریب بلا لیا۔ اسی رات کو دونوں فوجوں کے سپہ سالاروں نے اپنی فوجوں کے افسروں کا ایک خفیہ جلسہ کیا جس میں طے کیا گیا کہ جنرلاسیمو چیانگ کائی شیک اور ان کے تمام مشیروں اور محافظین کو گرفتار کر لیا جائے۔

اس فیصلہ کے بعد ہی اس پر عمل بھی شروع ہوگیا اور ۱۲ دسمبر کی صبح کے چھ بجے سے پہلے سیانفو پر ینگ مارشل اور جنرل یانگ کی فوجوں کا قبضہ تھا۔

رات کی تاریکی ہی میں دونوں فوجوں کے سپاہیوں نے جنرل لاسیمو کے جنرل اسٹاف، بنیادی پوشیوں، ان کے افسرِ اعلیٰ اور گورنر کو گرفتار کر لیا۔ مقامی پولیس نے اطاعت قبول کر لی اور نانکنگ کے پچاس بمبار ہوائی جہازوں پر ینگ مارشل اور جنرل یانگ کی فوجوں کا قبضہ ہو گیا۔

آدھی رات کے وقت ینگ مارشل کے محافظ دستہ کا چھبیس ۲۶ سالہ نوجوان کمانڈر کپتان سن منگ چیاؤ جنرل لاسیمو کی قیام گاہ لن ٹنگ کی طرف روانہ ہوا اور شمالی مشرقی فوج کی فرودگاہ سے دو سو سپاہیوں کو ساتھ لے کر تین بجے منزلِ مقصود کی راہ لی اور وہاں پہنچ کر آبادی سے کچھ فاصلہ پر ٹھہر گیا۔ صبح پانچ بجے کپتان سن پندرہ سپاہیوں کے ساتھ لاری میں بیٹھ کر جنرل لاسیمو کی قیامگاہ کے دروازہ پر پہنچا۔ جہاں قیام گاہ کی حفاظت کرنے والے لوگوں نے انہیں روکا اور انہیں اپنی رائفلوں سے کام لینا پڑا۔ اتنی دیر میں کپتان سن کے باقی سپاہی بھی پہنچ گئے اور سب نے مل کر قیام گاہ پر حملہ کر دیا۔ جنرل لاسیمو کے محافظین اس اچانک حملہ سے گھبرا جانے کے باوجود کچھ دیر تک مقابلہ کرتے رہے اور اس تھوڑی ہی سی دیر میں جنرل لاسیمو کو فرار ہونے کا موقع مل گیا۔

جنرل لاسیمو کے محافظین کو مغلوب کر لینے کے بعد کپتان سن خواب گاہ میں داخل ہوا اور جنرل لاسیمو کو وہاں نہ پا کر خود برف سے ڈھکی ہوئی اس پہاڑی پر چڑھ گیا جو خواب گاہ کی پشت کی جانب واقع تھی چند ہی قدم کے فاصلہ پر پہلے تو اُسے جنرل لاسیمو کا ملازم نظر آیا اور پھر چند ہی منٹ کے بعد جنرل لاسیمو بھی مل

گئے ۔ اس وقت انہوں نے رات کے لباس پر ہلکا سا لبادہ پہن رکھا تھا، اُن کے ہاتھ اور پاؤں ناہموار پہاڑی پر چڑھنے کی وجہ سے زخمی ہو گئے تھے اور ایک غار میں بیٹھے ہوئے سردی کی وجہ سے کانپ رہے تھے۔

گرفتاری کے بعد

کپتان سن نے جنرل ایسیمو کو دیکھ کر نہایت ادب کے ساتھ فوجی قاعدہ سے انہیں سلام کیا جس کے جواب میں انہوں نے کہا:۔

"اگر تم میرے دوست ہو تو میرے سینہ میں گولی مار کر فوراً میرا خاتمہ کر دو۔"

جنرل ایسیمو کی اس بات کو سن کر کپتان سن نے حسب دستور ادب کے ساتھ جواب دیا۔

"ہم آپ کو گولی کا نشانہ بنانا نہیں چاہتے بلکہ آپ سے درخواست کرنی چاہتے ہیں کہ آپ جاپان کے مقابلہ میں ہم سب کی رہنمائی کریں۔"

جنرل ایسیمو یہ جواب سن کر کچھ دیر تک اپنی جگہ خاموش بیٹھے رہے اور پھر انہوں نے تھوڑا سا جھجکتے ہوئے کہا:۔

"اچھا تم ینگ مارشل کو بلاؤ میں نیچے چلنے کو تیار ہوں۔"

کپتان سن نے انہیں جواب دیا:۔

"ینگ مارشل یہاں موجود نہیں ہیں۔ سیانفو میں فوج نے بغاوت برپا کر دی ہے اور ہم لوگ محض آپ کی حفاظت کے لئے یہاں آئے ہیں۔"

یہ جواب پاکر جنرل اسیمو کو کسی قدر اطمینان حاصل ہوا اور انہوں نے پہاڑ سے نیچے اترنے کے لئے ایک گھوڑا منگانے کے واسطے کہا۔ کپتان سن نے اسی طرح ادب کے ساتھ جواب دیا کہ یہاں گھوڑا موجود نہیں ہے لیکن میں آپ کو اپنی پشت پر بٹھا کر پہاڑ سے نیچے لے جاؤں گا۔

یہ کہہ کر نوجوان کپتان جنرل اسیمو کے قدموں میں جھک گیا اور تھوڑے سے تامل کے بعد وہ اس کی پشت پر سوار ہو کر سپاہیوں کے حلقہ میں پہاڑ سے اتر آئے۔ یہاں پہلے ہی ایک موٹر کار تیار کھڑی تھی۔ اس عرصہ میں جنرل اسیمو کا ایک ملازم اُن کا جوتہ بھی لے آیا۔ اور یہ سب لوگ کار میں بیٹھ کر سیانفو کی طرف روانہ ہو گئے۔ راستہ میں کپتان سن نے اُن سے کہا:۔

"جو کچھ ہو چکا ہے اُسے بھول جانا چاہئے اور اس وقت سے چین کے لئے عمل کی ایک نئی راہ بنا لینی چاہئے۔ اب آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ چین کے سامنے اس وقت سب سے بڑا کام جاپان سے مقابلہ کرنا ہے۔ شمالی مشرقی چین کے باشندوں کا یہی مطالبہ ہے۔ آپ جاپان سے کیوں لڑنا نہیں چاہتے اور کیوں ہمیں سرخ فوج کے ساتھ لڑتے رہنے کا حکم دیتے ہیں؟"

کپتان سن کی یہ باتیں سن کر جنرل اسیمو کو غصہ آ گیا اور انہوں نے چلا کر کہا:۔

"میں چینی قوم کا نمائندہ ہوں اور جو کچھ کر رہا ہوں اسے بالکل درست سمجھتا ہوں"

سیانفو میں ینگ مارشل اور جنرل یانگ نے انہیں اپنے مہمان کی حیثیت سے

ٹھیرایا اور دونوں فوجوں کے ڈویژن کمانڈروں نے مشترکہ طور پر نانکنگ کی حکومت کے نام اس مضمون کا ایک تار روانہ کیا کہ

"جنرل اسیمو کو خوابِ غفلت سے بیدار کرنے کے لئے اُن سے کچھ روز تک سیانفو ہی میں مقیم رہنے کی درخواست کی گئی ہے۔"

اِس تار کے علاوہ سیانفو ریڈیو سے اُن مطالبات کو بھی نشر (براڈکاسٹ) کر دیا گیا جو "نیشنل سالویشن موومنٹ" کے سلسلہ میں جنرل اسیمو کے روبرو پیش کئے گئے تھے لیکن نانکنگ کی حکومت نے ان دونوں پیغامات کو روک لیا اور چین کے باشندے کئی روز تک اصل حالات سے بالکل بے خبر رہے۔

۱؎ جنرل اسیمو چیانگ کائی شیک کی گرفتاری کے بعد "نیشنل سالویشن موومنٹ" کے نام پر اُن کے سامنے جو مطالبات پیش کئے گئے وہ یہ تھے کہ

۱۔ نانکنگ کی حکومت کو از سرِ نو مرتب کیا جائے اور نئی حکومت میں ہر جماعت کو شامل کیا جائے تاکہ وہ قومی حفاظت اور جاپان کے مقابلہ کی مشترکہ ذمہ داری کو قبول کر سکے۔

۲۔ خانہ جنگی کو ختم کر کے جاپان کی مسلح مدافعت کی حکمتِ عملی کو اختیار کیا جائے۔

۳۔ شنگھائی میں جن سات قوم پرور اور جاپان کے مخالف رہنماؤں کو گرفتار کیا گیا ہے انہیں فوراً رہا کر دیا جائے۔

۴۔ تمام سیاسی اسیروں کی رہائی کا اعلان کر دیا جائے۔

۵۔ رائے عامہ کے اظہار کے لئے لوگوں کو جمع ہونے کی نہ صرف اجازت ہی دی جائے بلکہ اُن کے اس حق کی حفاظت کی ذمہ داری بھی لی جائے

(بقیہ بر صفحہ ۲۰۵)

نئے انتظامات

جنرل لیسمو چیانگ کائی شیک کی گرفتاری کے بعد جو حالات پیش آئے انہیں یہاں تفصیل کے ساتھ بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ مختصر یہ کہ چین کی سویٹ گورنمنٹ سرخ فوج اور کمیونسٹ پارٹی نے "نیشنل سالویشن موومنٹ" کے رہنماؤں کے مطالبات کی تائید کی اور ۲۴ دسمبر کو شمالی مشرقی، جنوبی مشرقی اور سرخ افواج کے درمیان اتحاد کا باقاعدہ اعلان کر دیا گیا۔ ینگ مارشل نے اپنا ذاتی ہوائی جہاز بھیج کر سویٹ گورنمنٹ کے نمائندوں کو سیانفو بلایا اور باہمی مشورہ کے بعد تینوں فوجوں کی ایک متحدہ "جاپان کی مخالف کونسل" بنائی گئی جس کا صدر اور نائب صدر ینگ مارشل اور جنرل یانگ کو منتخب کیا گیا اور اس کونسل کے حکم سے تینوں فوجیں جن کے سپاہیوں کی مجموعی تعداد دو لاکھ ساٹھ ہزار ہو گئی تھی صوبجات شینسی اور کیانسو کی سرحدوں پر پھیل گئیں تاکہ اگر نانکنگ کی فوجیں حملہ کریں تو انہیں روکا جا سکے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۵)

۶۔ عوام کو سیاسی کاموں کے انجام دینے اور قوم پرور جماعتیں قائم کرنے کی عام اجازت دی جائے۔

۷۔ ڈاکٹر سن یات سین نے جو وصیت کی تھی اس پر پورا پورا عمل کیا جائے۔ اور

۸۔ "نیشنل سالویشن کانفرنس" کے نام سے قوم کے نمائندوں کا ایک اجتماع منعقد کیا جائے۔

جنرل اسیمو کے روبرو جو آٹھ مطالبات پیش کئے گئے تھے ان میں سے بعض پر عمل درآمد شروع کر دیا گیا۔ سرخ فوج کے خلاف لڑائی کے تمام احکام منسوخ کر دیئے گئے۔ سوویٹ گورنمنٹ نے اپنا سیاسی پروگرام ملتوی کر دیا۔ تمام سیاسی اسیروں کو رہا کر دیا گیا، اخبارات سے پابندیاں ہٹالی گئیں اور تمام سیاسی جماعتوں کو جاپان کے خلاف جدوجہد کی عام اجازت دے دی گئی۔ ان باتوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ چند ہی روز میں ہزاروں طالب علم دیہات میں پھیل گئے اور جاپان کے خلاف متحدہ محاذ قائم کرنے کے لئے لوگوں کو سیاسی تعلیم اور فوجی تربیت دینے لگے

عجیب وغریب کہانیاں

شمالی مغربی چین میں جو کچھ ہو رہا تھا اول تو چین کے باقی حصوں کے باشندوں کو اس کی پہلے بھی بہت کم خبریں ملتی تھیں لیکن جنرل اسیمو کی گرفتاری کے بعد تو نانکنگ کی حکومت نے وہاں کی خبروں کو بالکل ہی دبا دیا تھا۔ اخباروں پر سخت پابندیاں لگا دی گئی تھیں اور وہاں سے خبریں آنے کے جتنے ذرائع ہو سکتے تھے ان سب کو منقطع کر دیا گیا تھا۔ یہاں تک کہ سیانفو ریڈیو سے نانکنگ کے خلاف ایک لفظ کے بغیر حالات و واقعات کی جو صحیح تفصیلات نشر کی جاتی تھیں نانکنگ کا طاقتور ریڈیو سٹیشن انہیں بھی لوگوں کے کانوں تک نہیں پہنچنے دیتا تھا۔

ان چند دنوں میں نانکنگ ریڈیو اور حکومت کے طرفدار اخبارات کے ذریعہ سے [illegible] جنرل یانگ اور سرخ فوج کے خلاف عجیب و غریب افواہوں کی شہرت دی جاتی رہی۔ مثلاً

انقلاب پسندوں کے خلاف لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہا جاتا تھا کہ سرخ چینیوں نے پولیس کے اعلیٰ افسر کو شہر کے دروازہ کے ساتھ کیلیں گاڑ کر زندہ ٹھونک دیا ہے۔ انہوں نے شہر پر قبضہ کر کے لوٹ مار اور قتل عام شروع کر دیا ہے۔ اور ینگ مارشل کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ نانکنگ ریڈیو سے تقریباً روزانہ یہ اعلان کیا جاتا تھا کہ سیانفو میں بلوے ہو رہے ہیں۔ کمیونسٹ نوجوان لڑکیوں اور نوعمر لڑکوں کو بھگا کر لے جاتے ہیں اور عورتوں کو مشترکہ بیویاں بنانے کی رسم عام ہو گئی ہے۔ حتیٰ کہ یہ خبریں بھی مشہور کی گئیں کہ شمالی مشرقی اور شمالی مغربی فوج کے تمام سپاہیوں نے قزاقی اور رہزنی شروع کر دی ہے۔ اور ینگ مارشل جنرلسیمو سے آٹھ لاکھ ڈالر طلب کر رہا ہے۔

نانکنگ کی کارروائیاں

چین میں جنرلسیمو چیانگ کائی شک ہی کی شخصیت ایک ایسی مرکزی حیثیت رکھتی تھی جس کے گرد مختلف الخیال سیاسی عناصر جمع ہو گئے تھے لیکن ان کی گرفتاری نے ان تمام عناصر کو الگ الگ کر دیا اور حکومت میں شامل مختلف سیاسی گروہ اپنا اپنا اقتدار قائم کرنے کی کوششوں میں مصروف ہو گئے۔ نانکنگ کی حکومت نے مجلس انتظامیہ کا اجلاس منعقد کر کے ینگ مارشل کو باغی قرار دے کر انہیں ان کے تمام عہدوں سے برطرف کر دیا اور جنرلسیمو کی فوری رہائی کے مطالبے کے ساتھ یہ دھمکی بھی دی کہ اگر یہ مطالبہ تسلیم نہ کیا گیا تو باغی فوجوں کی سرزنش کے لئے فوجی کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ اس تمام

کارروائی میں وزیرِ جنگ ہوینگ چن جیسے کومن ٹانگ کے ایسے تمام عناصر کی حمایت حاصل تھی جو چین میں فوجی آمریت (ڈکٹیٹر شپ) قائم کرنا چاہتے تھے پیش پیش تھا۔ یہاں تک کہ اس نے فوج کے بارہ ڈویژن اس مقصد کے لئے روانہ بھی کر دیئے۔ اس فوج کی روانگی کے علاوہ وزیرِ جنگ کے حکم سے نانکنگ کے ہوائی جہازوں نے صوبہ شینسی کے دو شہروں پر بمباری بھی کی۔ اس سلسلہ میں جنرل اسیمو اپنی ڈائری میں لکھتے ہیں کہ

"مجھے جب اس بمباری کا حال معلوم ہوا تو میں بہت خوش ہوا"

جنرل اسیمو کے برعکس میڈم چیانگ حالات کو زیادہ اچھی طرح سمجھتی تھیں وہ وزیرِ جنگ کی مذکورہ بالا کارروائیوں سے بہت ناراض ہوئیں اور اس نئی خانہ جنگی کو "نعش پر دعوتِ عام" قرار دیتے ہوئے وزیرِ جنگ سے جواب طلب کیا چنانچہ وہ اپنی یادداشت میں لکھتی ہیں۔

"وزیرِ جنگ نے جو لڑائی شروع کی ہے کیا وہ اسے ختم کر سکے گا اور کیا یہ لڑائی جنرل اسیمو کو موت سے بچا سکے گی؟ جن کی زندگی خود قوم کی زندگی کے لئے ضروری ہے"

یہاں یہ بیان کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ مرکزی حکومت کی اکثریت وزیرِ جنگ کی کارروائیوں کی حامی تھی لیکن اس حقیقت کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا تھا کہ اگر یہ خانہ جنگی شروع ہو گئی تو شمالی مغربی، شمالی مشرقی اور سرخ افواج

بے یار و مددگار نہیں رہ سکیں گی، کیونکہ صوبجات کوانگسی، کوان ٹنگ، ین نان، ہونان، سی چوان، شانٹنگ، ہوپی آئی، چہار، شانسی، سوئی یوآن اور کھیا کے متعلق یہ یقین تھا کہ یہاں کے فوجی اور سیاسی رہنما نانکنگ کو مدد دینے کے لئے ایک انگلی بھی نہ ہلائیں گے۔ اس کے برعکس یہ ممکن تھا کہ وہ فریق مخالف سے مل جائیں۔ چنانچہ ۲۲ دسمبر کو اس خیال کی اس طرح تصدیق ہوگئی کہ ہوپی آئی اور شان ٹنگ کے حکمران فوجی سرداروں نے اخبارات کے نام ایک تار شائع کرایا جس میں وزیر جنگ کی کارروائیوں اور تجویزوں سے سخت اختلاف کا اظہار کرنے کے بعد اس معاملہ کو آپس میں بات چیت کر کے طے کرنے کا مشورہ دیا تھا۔

بہرحال فوجی یا سیاسی مصلحتوں کے ماتحت ہو یا ذاتی اثر کی بنا پر میڈم چیانگ کائی شک نے وزیر جنگ کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ نانکنگ کی فوجیں شمالی مغربی صوبوں پر حملہ نہیں کریں گی۔ حالانکہ ابھی تک انہیں اس بات کا بھی علم نہیں تھا کہ جنرلیسمو زندہ ہیں یا انہیں قتل کر دیا گیا ہے۔ یہ ہے ان حالات کا خلاصہ جو دسمبر ۱۹۳۶ء کے وسط میں شمالی مغربی صوبوں کے علاوہ تمام چین میں پیش آ رہے تھے۔ لیکن سیانفو میں جو اس وقت قوم پرور سپہ سالاروں یا نانکنگ کے الفاظ میں باغیوں کا صدر مقام بنا ہوا تھا کیا ہو رہا تھا؟ اس سوال کا جواب دیئے بغیر چین کی موجودہ زمانہ کی تاریخ کا یہ اہم اور دلچسپ باب نامکمل رہے گا۔

سرخ رہنما اور جنرل اسیمو

غالباً بالفعل نظر بند کر دیئے جانے کے فوراً ہی بعد اپنے گرفتار کرنے والوں کے طرز عمل کو دیکھ کر جنرل اسیمو اس نتیجہ پر پہنچ گئے تھے کہ یہ لوگ غدار یا ان کی جان کے دشمن نہیں ہیں۔ جہاں تک کمیونسٹوں کا تعلق تھا جنرل اسیمو کی گرفتاری کے بعد عام طور پر لوگوں کا یہ خیال تھا کہ چونکہ انہوں نے پچھلے دس سال تک سرخ چینیوں کو خانہ جنگی کی مصیبت میں مبتلا رکھا ہے اس لئے اب کمیونسٹ ان کے قتل کا مطالبہ کریں گے اور بعض لوگ یہ بھی سمجھتے تھے کہ سرخ فوج شمالی مشرقی اور شمالی مغربی فوجوں کے ساتھ مل کر نانکنگ کی فوجوں پر ٹوٹ پڑے گی۔ لیکن اس قسم کی تمام قیاس آرائیاں غلط اور بے بنیاد ثابت ہوئیں نہ صرف اسی قدر بلکہ میڈم چیانگ کائی شیک کے الفاظ میں

"کمیونسٹوں کو جنرل اسیمو کے نظر بند رکھنے سے کبھی کوئی دلچسپی نہیں تھی"

مگر کیوں؟ جنرل اسیمو چیانگ کائی شیک اُن لوگوں کے خلاف جو کچھ کرتے رہے تھے اور آئندہ جو کچھ کرنا چاہتے تھے اُسے دیکھتے ہوئے اگر کمیونسٹ انہیں قتل کر دیئے جانے کا مطالبہ کرتے تو کوئی تعجب کی بات نہیں تھی!

دراصل چین کی کمیونسٹ پارٹی جو کچھ کرنا چاہتی تھی اُس کے لئے امن اور سکون کی ضرورت تھی، جنگ و پیکار اور خانہ بدوشی سے وہ اپنے مقاصد میں

میں کامیاب نہیں ہو سکتی تھی چین کے کمیونسٹ متحدہ محاذ قائم کرنے کے سلسلہ میں جو کچھ کہتے رہے تھے اب تک اس پر یقین نہیں کیا جاتا تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ جو کچھ کہتے تھے سچائی اور ایمانداری کے ساتھ کہتے تھے۔ سیاسی فوجی اور اقتصادی اعتبار سے انہیں امن اور اطمینان کی ضرورت تھی اور انہیں یہ امن اور اطمینان اسی طرح حاصل ہو سکتا تھا کہ چین میں ساری سیاسی جماعتوں کے نمائندوں کی ایک جمہوری حکومت موجود ہو۔ پھر انہیں بجا طور پر جاپان کے حملہ کا بھی خطرہ تھا اور وہ اس حقیقت سے بھی بے خبر نہیں تھے کہ اگر جاپان چین کے متعلق اپنے ارادوں میں کامیاب ہو گیا تو اُن کے لئے سماجی انقلاب برپا کرنا ناممکن ہو جائے گا۔ اس خیال کے ماتحت بھی وہ خانہ جنگی کو ختم کر کے ایسی جمہوری حکومت قائم کرنے کے خواہشمند تھے جو چین کو جاپانی سامراج کے پنجہ میں جانے سے بچا سکے۔ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ خانہ جنگی نہ صرف قوم کی مدافعت کی قوت ہی کو زائل کر دیتی ہے بلکہ وہ انقلابی عناصر کو عرصہ دراز کے لئے کمزور اور بے اثر بھی بنا دیتی ہے۔

قومی اتحاد کی ضرورت پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے ماؤ کہتا ہے:۔

”انجام کار چین کی قومی آزادی کی تحریک دنیا میں کمیونزم کی فتح اور کامرانی کا ایک حصہ ثابت ہو گی۔ کیونکہ چین میں شہنشاہیت کی شکست کا مطلب یہ ہو گا کہ شہنشاہیت کے ایک اہم مرکز کو نیست و نابود کر دیا گیا ہے۔ اگر چین آزادی حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو دنیا بھر کی انقلابی قوتوں

میں جان پڑ جائے گی اور وہ بہت تیزی کے ساتھ ترقی کریں گی لیکن اگر ہمارا ملک دشمن کا غلام بن گیا تو ہم ہر چیز سے محروم ہو جائیں گے"۔

بلاشبہ جو قوم آزادی سے محروم کر دی جاتی ہے اُس کے سامنے سماجی انقلاب برپا کرنے کا کوئی سوال باقی نہیں رہتا بلکہ پہلے اسے آزادی حاصل کرنے کے لئے جدوجہد کرنی پڑتی ہے کیونکہ جہاں کسی نئے سماجی اور سیاسی نظام کے تجربہ کے لئے جگہ ہی موجود نہ ہو وہاں اس کا ذکر کرنا بھی فضول ہے۔

ان سب باتوں کو سمجھتے اور سامنے رکھتے ہوئے چین کی کمیونسٹ پارٹی، سوویٹ گورنمنٹ اور سرخ فوج کا راستہ بالکل صاف تھا۔ اور ان جماعتوں سے تعلق رکھنے والے لوگ اس راستہ پر جس احتیاط اور استقلال کے ساتھ چلے وہ یقیناً حیرت انگیز اور بڑے سے بڑے مخالف اور نکتہ چین کے دل پر اثر کرنے کے لئے کافی ہے۔ سیانفو میں جو کچھ ہو رہا تھا یہ لوگ اُسے متحدہ محاذ قائم کرنے کے متعلق اپنی ایماندارانہ خواہشات کے اظہار کا ایک نادر موقعہ تصوّر کرتے تھے۔ چنانچہ جب انہیں جنرل اسیمو کی گرفتاری کی اطلاع ملی تو انہوں نے کمیونسٹ پارٹی، سوویٹ گورنمنٹ اور سرخ فوج کے رہنماؤں کا ایک مشترکہ جلسہ کیا اور اس میں ان مطالبات کی تائید کے علاوہ "جو نیشنل سالویشن موومنٹ" کے نام سے جنرل اسیمو سے کئے گئے تھے "متحدہ مخالف جاپان فوجی مجلس" میں شرکت کا فیصلہ بھی کر لیا۔ اس فیصلہ کے علاوہ انہوں نے چین کے اخبارات کے نام ایک تار بھی روانہ کیا جس میں ینگ مارشل کے اقدام کو قوم پرورانہ قرار دیتے ہوئے وزیر جنگ

جنرل ہو کے فیصلہ کی شدید مذمت کی تھی اور اس حقیقت کو بھی واضح کیا تھا کہ اگر یہ خانہ جنگی شروع ہو گئی تو اس کا نتیجہ چین کی تباہی کی صورت میں برآمد ہو گا۔ اس تار میں معاملہ کو گفت و شنید کے ذریعہ طے کرنے کی تجویز کے علاوہ ایک مجلس صلح منعقد کرنے کی تجویز بھی پیش کی گئی تھی تاکہ اس میں متحدہ طور پر جاپان کے مقابلہ کے لئے کوئی تجویز مرتب کی جا سکے۔ ینگ مارشل ان خیالات اور تجویزوں کا حامی تھا۔

یہاں ایک اور سوال کا جواب دے دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ وہ سوال یہ ہے کہ کمیونسٹوں اور ینگ مارشل کے مذکورہ بالا خیالات اور ارادوں کے باوجود کیا جنرل اسیمو کی زندگی خطرہ میں تھی؟ بلاشبہ! جنرل اسیمو کو اس بات کا خطرہ تھا!! کمیونسٹوں یا ینگ مارشل کی طرف سے نہیں بلکہ جنرل یانگ نیز شمالی مشرقی اور شمالی مغربی فوجوں کے انتہا پسند اور نوجوان افسروں اور سپاہیوں کی طرف سے۔ ان سب کا مطالبہ تھا کہ وزیر اعظم کو قتل کر دیا جائے یا کم از کم "غدار چیانگ" اور اس کے ساتھیوں کے خلاف مقدمہ چلایا جائے لیکن یہ عجیب اتفاق ہے کہ اس معاملہ میں بھی کمیونسٹوں ہی کو رہنمائی کرنی پڑی اور انہوں نے رفتہ رفتہ دونوں فوجوں کے افسروں اور سپاہیوں کو جنرل اسیمو کی رہائی پر آمادہ کر لیا۔

اہم حالات کا خلاصہ

جنرل اسیمو اور ان کی گرفتاری سے پیدا ہونے والے حالات کے متعلق چین کے کمیونسٹوں کے خیالات کو بیان کرنے کے بعد اب ان حالات کو بیان کر دینا بھی ضروری

معلوم ہوتا ہے جو دو ہفتہ کی نظر بندی کے زمانہ میں جنرل اسیمو کو پیش آتے رہے اور جنہیں خود موصوف اور میڈم چیانگ نے قلم بند کیا ہے لیکن ظاہر ہے کہ چین کے قائد اعظم نے بہت سی ایسی باتوں کو نظر انداز بھی کر دیا ہوگا۔ جن سے اُن کی شخصیت یا ملک کی سیاست پر کوئی ناخوشگوار اثر پڑنے کا امکان ہو سکتا تھا۔ اس لئے اب جو کچھ بیان کیا جائے گا اسے جنرل اسیمو کے ایّام اسیری کے اہم حالات کا خلاصہ تصور کرنا چاہئے۔

جنرل اسیمو کی گرفتاری کے بعد جب پہلی مرتبہ "ریڈ ڈیلی گیشن" کا صدر چو این لائی جو پہلے جنرل اسیمو کا فوجی سکرٹری رہ چکا تھا اور جس کے سر کے لئے موصوف نے اسّی ہزار ڈالر کا انعام مقرر کیا تھا ینگ مارشل کے ساتھ اُن کے کمرہ میں داخل ہُوا تو کہا جاتا ہے کہ اُن کا رنگ زرد ہو گیا۔ لیکن چو این لائی کے مودّبانہ طریقہ پر سلام کرنے اور دوستانہ انداز میں ملنے کی وجہ سے فوراً اُن کے اندیشے زائل ہو گئے اور اس پہلی ہی ملاقات میں چو این لائی اور ینگ مارشل نے انہیں یقین دلا دیا کہ وہ انہیں اب تک چین کا جنرل اسیمو سمجھتے ہیں۔

۱۷ دسمبر سے ۲۵۔ دسمبر تک چو این لائی، ینگ مارشل اور جنرل یانگ نے جنرل اسیمو سے جو ملاقاتیں کیں اُن کی ابتداء میں موصوف نے ان باغیوں کی باتیں سننے سے بھی انکار کر دیا۔ لیکن رفتہ رفتہ انہیں ان لوگوں کی ایمانداری اور رائے کی صحت کا یقین ہوتا گیا اور انجام کار وہ اُن کے خیالات سے متفق ہو گئے۔

ینگ مارشل اور اُن کے ساتھیوں نے اس سلسلہ میں سب سے پہلا کام یہ کیا کہ جنرل اسیمو

کے ایک آسٹریلین دوست مسٹر ڈبلیو ایچ ڈونالڈ کو جو ان کے ہیڈ کوارٹرز لویانگ میں مقیم تھے اُن کے غیر سرکاری مشیر کے طور پر سیانفو آنے کی دعوت دی۔ اس دعوت کا مقصد یہ تھا کہ ایک غیر ملکی شخص اپنی آنکھوں سے دیکھ کر دنیا کو اس بات کا یقین دلا سکے کہ جنرل اسیمو زندہ ہیں اور اُن سے اُن کے مرتبہ کے مطابق سلوک کیا جا رہا ہے مسٹر ڈونالڈ ۱۴ دسمبر کو سیانفو پہنچے اور ۱۵ دسمبر کو لویانگ واپس آ کر انہوں نے ٹیلیفون کے ذریعہ سے نانکنگ کی حکومت کو جنرل اسیمو کے زندہ ہونے کا یقین دلانے کے علاوہ یہ اطلاع بھی دی کہ عنقریب اُن کا خاص قاصد جنرل تیانگ تنگ وین ان کا دستخطی خط لے کر نانکنگ پہنچنے والا ہے۔ اس اطلاع نے جہاں میڈم چیانگ کو جنرل اسیمو کے زندہ ہونے کا یقین دلایا وہیں اس مسئلہ کے پُرامن تصفیہ کے متعلق ان کی تحریک کو اور بھی مضبوط بنا دیا۔

اٹھارہ دسمبر کو جنرل تیانگ جنرل اسیمو کا خط لے کر نانکنگ پہنچا جس میں وزیر جنگ کو اس کی تجویز کے مطابق نئی مہم شروع کرنے سے منع کیا گیا تھا۔ اس خط کے علاوہ جنرل تیانگ کو ہدایت کی گئی تھی کہ وہ حکومت کے چند نمائندوں کو ساتھ لے کر جلد از جلد سیانفو واپس آ جائے۔ اس سلسلہ میں ینگ ہائنگ نے میڈم چیانگ کے بھائی ڈاکٹر ایچ ایچ کنگ کا نام تجویز کیا تھا جو وزیر مالیات ہونے کے علاوہ جنرل اسیمو کی عدم موجودگی میں ان کی جگہ وزیر اعظم کی حیثیت سے بھی کام کر رہے تھے۔ لیکن اول تو ڈاکٹر کنگ نے اس سفر کی اجازت نہیں دی۔ دوسرے وزیر جنگ جنرل ہو نے اس تجویز سے اس بنا

پر اختلاف کیا کہ ڈاکٹر کنگ کے سیانفو جانے کا مطلب یہ لیا جائے گا کہ حکومت باغیوں سے براہ راست سمجھوتہ کر رہی ہے اور لوگوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہو جانا اُن کی نظر میں حکومت کی وقعت کو کم کر دے گا۔ اس لئے ڈاکٹر کنگ کی جگہ اُن کے بھائی مسٹر ٹی، دی سونگ اور اُن کے ساتھ جنرل سو تنگاس بیس دسمبر کو سیانفو پہنچ گئے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے پہنچنے سے پہلے ہی تمام باتوں کا فیصلہ ہو چکا تھا کیونکہ ۱۹ دسمبر کو ینگ مارشل نے غیر ملکی اخبارات کے نمائندوں کو جو بیان دیا تھا اس میں یہ جملے موجود ہیں:۔

"سیانفو میں جنرلسیمو کے اس طویل قیام کے ذمہ دار ہم نہیں ہیں گذشتہ دوشنبہ کو جب مسٹر ڈونالڈ یہاں آئے تھے اور جنرلسیمو اور ہمارے درمیان ان مسائل پر تبادلۂ خیالات ہوا تھا جو ہم سب کے لئے یکساں اہمیت رکھتے ہیں تو دوسرے روز تک اصولی طور پر ہم سب متفق الرائے ہو گئے تھے اسی لئے میں نے ٹیلیفون پر نانکنگ سے کسی ایسے شخص کو یہاں آنے کی دعوت دی تھی جو جنرلسیمو کے خیالات سے واقف ہو کر خانہ جنگی کو ختم کرنے کا انتظام کر سکے۔ اس وقت سے جنرلسیمو اور ہم لوگ نانکنگ سے کسی شخص کی آمد کے منتظر ہیں تاکہ جنرلسیمو نانکنگ جا سکیں۔ یہ تاخیر تعجب خیز ہے اور اگر کوئی شخص آگیا ہوتا تو جنرلسیمو اس وقت تک نانکنگ پہنچ گئے ہوتے

مقدمہ چلانے کا مطالبہ اور رہائی

ایک طرف تو خانہ جنگی کو ختم کرنے اور متحدہ محاذ کے قیام کی تمام تجویزیں طے ہو چکی تھیں لیکن دوسری طرف شمالی مشرقی اور شمالی مغربی فوجوں کے سپاہی جنرل اسیمو کے خلاف عوام کے ایک زبردست اجتماع میں غداری کے الزام میں مقدمہ چلانے کا مطالبہ کر رہے تھے۔ حتیٰ کہ انہوں نے اس سلسلہ میں تمام ضروری تیاریاں بھی کر لی تھیں۔ لیکن "ریڈ ڈیلی گیشن" کے ارکین جنرل اسیمو سے کئی مرتبہ ملنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے تھے کہ اگر انہیں رہا کر دیا گیا تو وہ اپنے وعدوں پر قائم رہیں گے اور اُن کی وجہ سے جاپان کے خلاف متحدہ محاذ قائم ہو سکے گا۔ لیکن اگر ان کی رہائی سے پہلے اُن کی عزّت اور اقتدار کو کسی قسم کا صدمہ یا نقصان پہنچا یا انہوں نے کسی معاہدہ پر دستخط کر دیئے تو اس سے ان کی "قائدانہ حیثیت" کو نقصان پہنچے گا یا اگر انہیں قتل کر دیا گیا تو اُن کے ساتھ ہی متحدہ محاذ کے قیام کی ساری امیدیں ختم ہو جانے کے علاوہ چین ایک ایسی خانہ جنگی میں مبتلا ہو جائے گا جو برسوں تک برپا رہے گی اور جاپان کو نہایت آسانی کے ساتھ چین پر قبضہ کر لینے کا موقعہ مل جائے گا۔ اس لئے انہوں نے دونوں فوجوں کے انتہا پسند افسروں اور سپاہیوں کو اپنا ہم خیال بنانے کی کوششیں شروع کیں اور گھنٹے نہیں بلکہ راتیں اور دن انہیں سمجھانے میں صرف کر دیئے اور انجام کار حالات کو بدل کر فضا کو پُرسکون بنا لینے میں کامیاب ہو گئے۔

مسٹر ٹی وی سونگ اور اُن کے ساتھیوں کے سیانفو پہنچنے سے پہلے ہی صوبجات شینسی اور کانسو کے گورنر، چین کا وزیر داخلہ، نائب وزیر جنگ "ملٹری ایڈوائزری کونسل" کا صدر، جنرل سیمو کے محافظین (باڈی گارڈ) کا اعلیٰ افسر اور جنرل اسٹاف کے اراکین یعنی اراکین حکومت کی قابلِ ذکر اکثریت سیانفو میں موجود تھی۔ مسٹر سونگ کے آنے سے پہلے یہ سب لوگ گفت و شنید میں شریک رہے اور اُن کے آجانے کے بعد تمام معاملات کا فیصلہ ہو گیا۔ ۲۲۔ دسمبر کو میڈم چیانگ بھی سیانفو پہنچ گئیں اور ۲۵ دسمبر کو ینگ مارشل میڈم چیانگ اور جنرل سیمو کو اپنے ہوائی جہاز میں نانکنگ لے آیا۔ اور نانکنگ پہنچنے کے بعد جنرل سیمو نے جو طریقۂ کار اختیار کیا وہ اُن کے تدبّر دُور اندیشی اور ایفائے عہد کی بہترین مثال ہے۔

مشرقی تہذیب کا نمونہ

گذشتہ حالات کے مطالعہ سے یہ بات ظاہر ہو چکی ہے کہ اگرچہ جنرل سیمو کی نظربندی کے زمانہ میں ان کی عزت اور آرام کا پورا پورا خیال رکھا گیا تھا لیکن ان کی گرفتاری ہی اپنی جگہ ایک ایسا واقعہ تھا جس سے انہیں جس قدر تکلیف اور رنج پہنچا ہو وہ کم تھا اور ان تمام باتوں کی ذمہ داری ینگ مارشل پر عائد ہوتی تھی۔ ان سب باتوں کے باوجود ینگ مارشل انہیں نانکنگ لے آیا اور وہاں پہنچنے کے بعد اُس نے جنرل سیمو سے کہا:۔

"میں اپنے طرزِ عمل پر شرمندہ ہوں اور شرمندگی کا بھی احساس مجھے یہاں تک -

کھینچ لایا ہے تا کہ میری سزا دوسروں کے لئے عبرت کا سامان بن سکے!"

اس کے جواب میں جنرل اسیمو نے کہا :-

"میں چونکہ اپنے ماتحتوں کی اچھی طرح تربیت کرنے سے قاصر رہا ہوں اسی لئے یہ زبردست بغاوت برپا ہوئی لیکن تم چونکہ اپنی غلطی پر شرمندہ ہو اس لئے میں حکومت سے سفارش کروں گا کہ وہ تمہارے معاملہ میں اعتدال کو ملحوظ رکھے"۔

نانکنگ آنے کے بعد سب سے پہلے جنرل اسیمو نے ایک طویل بیان میں بغاوت کو فرو نہ کر سکنے کے متعلق اپنی نااہلیت اور وزیر اعظم کی حیثیت سے اپنی ناکامی کا اعتراف کیا اور خانہ جنگی کو روکنے کے لئے شینسی سے تمام فوجوں کو واپس بلانے کا حکم جاری کرنے کے بعد اپنے عہدہ سے استعفٰی دے دیا۔ حکومت کے لئے یہ استعفٰی بہت زیادہ اہمیت رکھتا تھا۔ ۲۹ دسمبر کو انہوں نے کومن ٹانگ کی مجلسِ انتظامیہ کی نمائندہ مجلس کا ایک ضروری اجلاس طلب کیا اور کومن ٹانگ کی اس مجلس سے درخواست کی کہ وہ ینگ مارشل کے خلاف کارروائی کے معاملہ اور شمالی مغربی علاقہ کے سوال کو فوجی معاملات سے تعلق رکھنے والی مجلس کے سپرد کر دے جس کے صدر خود جنرل اسیمو تھے۔ باغیوں کے خلاف کارروائی کو بند کر دے۔ اور وزیر جنگ نے جو مہم شروع کی تھی اُسے منسوخ قرار دیدے۔ جنرل اسیمو کی یہ تمام سفارشات منظور کر لی گئیں۔ ۳۱ دسمبر کو فوجی ٹربیونل نے جس میں جنرل اسیمو موجود نہیں تھے ینگ مارشل کو بغاوت کے جرم میں دس سال قید اور پانچ سال کے لئے تمام

حقوق سے محروم کر دیئے جانے کی سزا دی۔ لیکن دوسرے ہی دن جنرلاسیمو نے اُسے معاف کر دیا۔

ایفائے عہد کی تیاریاں

چھ جنوری ۱۹۳۷ء کو سیانفو میں جنرلاسیمو کا وہ فوجی مرکز بند کر دیا گیا جو "سرخ چینیوں" کی سرکوبی کے لئے قائم کیا گیا تھا اور دو ہی روز کے بعد چین کے وزیر خارجہ چانگ چن کو جو جاپان کا تعلیم یافتہ اور جاپان نوازی کے لئے مشہور تھا معزول کر کے اس کی جگہ وانگ چنگ ہئی کو جو امریکہ اور امریکہ کی ہم خیال یورپی قوموں کے ساتھ اتحادِ عمل کا حامی تھا مقرر کر دیا گیا۔ اور چند ہی روز کے بعد ۱۵-فروری کو کومن ٹانگ کا عام اجلاس منعقد کرنے کی تیاریاں کی جانے لگیں۔ حالانکہ اس اجلاس سے پہلے صرف دو مرتبہ چین کی اس واحد سیاسی جماعت کے عام اجلاس منعقد ہو سکے تھے۔

جنوری کے وسط میں خرابیٔ صحت کی بنا پر جنرلاسیمو اپنے وطن جو چین کے مشرقی صوبہ چی کیانگ کے شہر فینگ ہوا کے قریب واقع ہے آرام کرنے کے لئے چلے گئے اور فروری کی دس تاریخ تک وہیں رہے۔ اس تمام عرصہ میں ینگ مارشل ان کے ساتھ رہا اور دونوں نے شمالی مشرقی شمالی مغربی اور سرخ فوجوں کے ساتھ گفت و شنید کا سلسلہ جاری رکھا۔ دوسری طرف نانکنگ میں جنرلاسیمو کے قابلِ اعتماد ساتھی جنرلاسیمو کے حامیوں اور مخالفوں کی تعداد اور طاقت کا اندازہ

لگانے میں مصروف رہے۔

دس فروری کو چین کی کمیونسٹ پارٹی کی سنٹرل کمیٹی نے نانکنگ کی حکومت اور کومن ٹانگ کے عام اجلاس کے نام ایک تار روانہ کیا جس میں سیانفو کے معاملہ کو پرامن طریقہ پر سلجھا لینے اور قومی اتحاد قائم کرنے کی کوششوں کے لئے حکومت کو مبارکباد دینے کے بعد کومن ٹانگ کے عام اجلاس سے درخواست کی گئی تھی کہ وہ خانہ جنگی کو ختم کر دینے، تقریر و تحریر نیز جلسوں اور جلوسوں پر سے پابندی اٹھا لینے، سیاسی قیدیوں کو آزاد کرنے، جاپان کے مقابلہ میں متحدہ محاذ قائم کرنے اور ڈاکٹر سن یات سین کے جمہوری اصول پر کاربند رہنے کا فیصلہ کرے

اس تار میں یہ بات بھی واضح کر دی گئی تھی کہ اگر یہ تجویزیں منظور کر لی گئیں تو کمیونسٹ نانکنگ کی حکومت کے خلاف اپنی تمام سرگرمیوں کو بند کر دیں گے سرخ فوج کا نام بدل کر "قومی انقلابی فوج" کر دیا جائے گا اور سرخ فوج کو حکومت کی اس مجلس کے ماتحت دے دیا جائے گا جو فوجی معاملات کی ذمہ دار ہے سوویٹ گورنمنٹ کا نام بھی بدل کر "جمہوریہ چین کے خاص علاقہ کی حکومت" رکھ دیا جائے گا اور سوویٹ گورنمنٹ زمین کو ضبط کر لینے کی حکمت عملی کو ترک کر کے اپنی تمام توجہ، اثر اور طاقت کو قومی اتحاد اور متحدہ محاذ کے قیام پر مرکوز کر دے گی۔

کومن ٹانگ کا عام اجلاس اور ایفائے عہد

پندرہ فروری ۱۹۳۷ء کو جب کومن ٹانگ کا عام اجلاس شروع ہوا تو کمیونسٹ پارٹی

کی سنٹرل کمیٹی کے مذکورہ بالا تار پر کوئی توجہ مبذول نہیں کی گئی۔ جنرل اسیمو نے اپنی تقریر میں ایک مرتبہ پھر اپنی گرفتاری کے واقعات کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا اور حاضرین کو بتلایا کہ جب باغیوں نے مجھ سے ان مطالبات پر دستخط کرنے کے لئے کہا جو انہوں نے میرے سامنے پیش کئے تھے تو میں نے صاف انکار کر دیا۔ پھر انہوں نے بیان کیا کہ میری ڈائری باغیوں کے قبضہ میں چلی گئی تھی۔ اس ڈائری میں وطن پروری کے متعلق میں نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے باغی انہیں پڑھ کر رو پڑے اور میرے ہم خیال ہو گئے۔ یہ سب باتیں بیان کرنے کے بعد جنرل اسیمو نے سرا ہے ان مطالبات کو بھی پیش کر دیا جو اُن سے کئے گئے تھے۔ جنرل اسیمو کی تقریر کے بعد اجلاس نے اُن پر کامل اعتماد کی تجویز منظور کر کے اُن کے استعفی کو نامنظور کر دیا۔ دوسری تجویز میں ینگ مارشل کی شدید مذمت کی اور تیسری تجویز میں باغیوں کے مطالبات کو نامنظور کر دیا گیا۔

ایک طرف تو یہ سب کچھ ہو رہا تھا اور دوسری طرف اسی اجلاس میں نہایت عجیب طریقہ پر ان تمام باتوں کی تصدیق کی راہ پیدا کی جا رہی تھی جو جنرل اسیمو اور ینگ مارشل کے درمیان سمجھوتہ کی بنیاد قرار پائی تھیں چنانچہ سابق وزیر اعظم وانگ چنگ وی نے جو کومن ٹانگ میں جنرل اسیمو کے بعد سب سے زیادہ با اثر شخص تھا اس اجلاس میں جو افتتاحی تقریر کی وہ اس کی پچھلی تقریروں سے بالکل مختلف تھی۔ نانکنگ اور کمیونسٹ گورنمنٹ کے جھگڑوں کے پہلے ہی دن سے وہ اپنی تمام تقریروں میں یہ بات

کہتا رہا تھا کہ ملک کی پہلی ضرورت یہ ہے کہ اُسے سُرخ تحریک کے علمبرداروں سے پاک کر دیا جائے لیکن اس مرتبہ یہ جملہ دہرانے کی بجائے اُس نے کہا کہ ہماری پہلی ضرورت ان علاقوں کو واپس لینا ہے جو ہمارے ہاتھ سے نکل چکے ہیں۔ چنانچہ اسی اجلاس میں یہ تجویز منظور کر لی گئی کہ مشرقی ہوپی آئی اور شمالی چہار کی برائے نام خود مختار مجلس حکومت کو جو دراصل جاپان کے اشاروں پر چلتی تھی توڑ دیا جائے۔ اس تجویز میں بظاہر اگرچہ جاپان سے مقابلہ کرنے کا ذکر نہیں کیا گیا تھا لیکن یہ بات بالکل صاف تھی کہ اس تجویز کی منظوری کے بعد بھی جاپان اپنے پرانے طرزِ عمل پر قائم رہا تو اس کا مقابلہ کیا جائے گا۔

اسی اجلاس میں وزیرِ اعظم کی سفارش پر یہ تجویز بھی منظور کر لی گئی کہ قومی کانگریس کے جس اجلاس کے انعقاد کو برابر ملتوی کیا جاتا رہا ہے اُسے ۱۲ نومبر ۱۹۳۶ء کو ضرور منعقد کیا جائے تاکہ اس اجلاس کے موقعہ پر چین میں باقاعدہ طور پر جمہوری حکومت کا افتتاح کیا جا سکے۔ اور کومن ٹانگ کی اسٹینڈنگ کمیٹی کو اس بات کی اجازت دے دی گئی کہ وہ کانگریس کی رکنیت کے قواعد و ضوابط پر نظرِ ثانی کر کے انہیں اس طرح مرتب کرے کہ کانگریس میں ہر خیال کے لوگوں کی زیادہ سے زیادہ نمائندگی ہو سکے۔

۳۱. اجلاس کی آخری نشست میں جنرل اسیمو چیانگ کائی شیک نے ایک بیان دیتے ہوئے غداروں کے علاوہ سب لوگوں کو تقریر و تحریر کی زیادہ سے زیادہ آزادی دینے اور تمام سیاسی قیدیوں کو رہا کر دینے کا وعدہ کیا جو اپنی پچھلی سرگرمیوں پر اظہارِ افسوس کے

لئے تیار ہوں اور نہایت خاموشی سے اخبارات کے نام یہ حکم جاری کر دیا گیا کہ وہ آئندہ سُرخ چینیوں کے لئے توہین آمیز الفاظ اور جملے استعمال نہ کریں۔ اسی موقعہ پر ایک طویل مینی فیسٹو (بیان) شائع کیا گیا جس میں کومن ٹانگ کے نقطۂ نظر سے کمیونسٹوں کی پچھلی دس سالہ سرگرمیوں کو بیان اور اُن کی مذمت کرنے کے بعد سوال کیا گیا تھا کہ کیا ایسے سیاہ کار اور دشمن انسانیت؟ لوگوں کے ساتھ صلح کی جا سکتی ہے؟ لیکن اس بیان کے آخر میں کہا گیا تھا کہ ان سب باتوں کے باوجود یہ اجلاس ان بداعمال؟ لوگوں کو از سرِ نو زندگی شروع کرنے کا ایک اور موقعہ دیتا ہے بشرطیکہ

۱۔ سُرخ فوج کو چین کی قومی فوج کے ساتھ شامل کر دیا جائے۔

۲۔ سویٹ گورمنٹ کو توڑ دیا جائے۔

۳۔ کمیونزم کے پراپیگنڈے کو جو ڈاکٹر سن یات سین کے اصول کے خلاف ہے بند کر دیا جائے اور

۴۔ طبقہ وارانہ کشمکش کو ترک کر دیا جائے۔

لیکن کیا یہ شرائط اصولی طور پر اُن شرائط سے کچھ مختلف ہیں جو کمیونسٹ پارٹی نے اپنے تار میں پیش کی تھیں؟ ان دونوں میں اگر کوئی فرق ہے تو صرف اس قدر کہ کومن ٹانگ کی پیش کی ہوئی شرطوں میں اس برتری کا رنگ نظر آتا ہے جس کا قائم رکھنا ایک مستقل اور مرکزی حکومت کے لئے ضروری ہے۔ جنرلاسیمو اگر ایفائے عہد اور قومی اتحاد کے قیام کے لئے یہ طریقہ اختیار نہ کرتے تو اتحاد کے دشمن نہایت آسانی کے ساتھ ان

کی تمام کوششوں کو ناکامیاب بنا سکتے تھے۔

فروری ۱۹۳۷ء میں نانکنگ کی فوجیں سیانفو میں داخل ہوئیں اور اُس کے بعد ہی کمیونسٹوں کے ساتھ باقاعدہ طور پر سمجھوتہ کی گفتگو کا آغاز ہوا اور اس گفتگو کے نتیجہ کے طور پر آج عملاً سرخ تحریک پر کوئی پابندی نہیں اور چین کی سرخ فوج سفید افواج کے دوش بدوش دشمن کا مقابلہ کر رہی ہے۔ یہاں تک کہ قومی کانگرس میں بھی کمیونسٹوں کے نمائندوں کی شرکت کے حق کو تسلیم کر لیا گیا ہے۔ یہ تھا وہ اثر جو خانہ جنگی کو ختم اور قومی اتحاد کے قیام کے سلسلہ میں سرخ چین کے رہنماؤں کے دیانتدارانہ اعلانات سے ہوا۔ اور یہ تھا سیانفو میں بغاوت برپا ہونے کا نتیجہ جو میڈم چیانگ کے الفاظ میں

"چینی قوم کے لئے موجب رحمت بن گیا"

دسواں باب

ماؤ کے ذاتی حالات!

عمر، حلیہ اور اثر

گزشتہ ابواب میں ماؤسی تنگ کے متعلق کچھ لکھا گیا ہے اس کا تعلق زیادہ تر اس کی سیاسی سرگرمیوں کے ساتھ تھا لیکن اس باب میں اُس کے ذاتی حالات کو بھی مختصر طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ کتاب کے شروع میں بیان کیا جا چکا ہے ماؤ ۱۸۹۳ء میں پیدا ہوا تھا اس اعتبار سے اس وقت (۱۹۴۴ء) اس کی عمر ۶۰ سال ہے۔ اس کا بدن دُبلا اور قد عام چینیوں کی نسبت دراز ہے۔ سر بڑا ہے اور اس پر لمبے سیاہ بال ہیں۔ آنکھیں بڑی ہیں اور جب وہ کسی شخص کی طرف دیکھتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کی آنکھیں دل کی گہرائیوں کو ٹٹول رہی ہیں۔ ناک لمبی ہے اور رخساروں کی ہڈیاں ابھری ہوئی ہیں اور یہ سب باتیں اس کی ذہانت، تفکر، تدبر

معاملہ فہمی اور علمی قابلیت کی شاہد ہیں۔ شہرت اور اثر کے لحاظ سے ماؤ کی شخصیت کسی طرح بھی خود جنرلیسمو چیانگ کائی شیک سے کم نہیں۔ چنانچہ چین میں جاپان کے خلاف متحدہ محاذ قائم ہونے سے پہلے کومن ٹانگ کی طرف سے ماؤ کی گرفتاری یا قتل کے لئے دو لاکھ پچاس ہزار چاندی کے ڈالر کا انعام مقرر تھا اور اس خانہ جنگی کے زمانہ میں چین کے مزدوروں، کسانوں اور سرخ فوج کی ہمت کو پست کرنے کے لئے کومن ٹانگ کے حامی اخبارات میں تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد ہمیشہ اس کی موت کی خبریں شائع ہوتی رہتی تھیں

سرخ چین میں ماؤ کا کتنا اثر ہے؟ اس کا اندازہ اس امر سے کیا جا سکتا ہے کہ جب سے "سنٹرل سوویٹ گورنمنٹ" قائم ہوئی ہے وہی اس کا صدر چلا آتا ہے (۱)

---

(۱) ماؤ کے اندازہ کے مطابق چین کی سنٹرل سوویٹ گورنمنٹ نوے لاکھ چینیوں کی نمائندگی کرتی ہے۔ سرخ فوج کے طویل سفر سے پہلے چین کی مختلف سوویٹوں میں رہنے والے لوگوں کی تعداد حسب ذیل تھی۔

کیانگسی سوویٹ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۳۰۰۰۰۰۰

ہونان - کیانگسی ہوپیہ سوویٹ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۰۰۰۰۰۰

چی کیانگ فوکیانگ سوویٹ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۰۰۰۰۰۰

ہوپیہ - انہوئی - ہونان سوویٹ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۲۰۰۰۰۰۰

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ ۲۲۸)

کے علاوہ "ملٹری ریولوشن کمیٹی" (فوجی انقلابی مجلس) کمیونسٹ پارٹی کے "پولٹ بیورو" فنانس کمیٹی" (مجلسِ مالیات) "پبلک ہیلتھ کمیٹی" (مجلسِ صحت عامہ) اور اسی قسم کی دوسری مجالس کا رکن بھی ہے۔

سادگی اور بے تکلفی

اِن سب اعزازات اور ذمہ داریوں کے باوجود وہ نہایت سادہ مزاج اور بے تکلف واقع ہوا ہے اور اس کی زندگی حقیقی معنی میں ایک چینی کسان کی زندگی ہے جس میں نمود و نمائش کا شائبہ تک بھی نظر نہیں آتا۔ وہ بات بات پہ معصوم بچوں کی طرح ہنستا رہتا ہے اور زندگی کی دشوار گذار ترین منزلوں سے گذرتے رہنے کے باوجود اس میں اب تک ظرافت اور محبت ایسے اعلیٰ انسانی جوہر موجود ہیں۔ ماؤ نہایت بے تکلفی سے عوام کے اجتماعات میں شریک ہوتا ہے اور خود کو ایک عام شہری سے زیادہ نہیں سمجھتا۔ اس سلسلہ میں مسٹر ایڈگر اسنو نے ایک سرخ تھیٹر کا حال بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:-

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲۸)

کیانگسی ہونان سوویٹ ۱۰۰۰۰۰۰

ہونان ہوپیہ سوویٹ ۱۰۰۰۰۰۰

ان باقاعدہ سوویٹوں کے علاوہ چین میں اُس وقت بھی ایسے علاقے موجود تھے اور آج بھی موجود ہیں جہاں سوویٹ قائم تھیں اور ہیں لیکن دور ہونے کی وجہ سے انہیں مرکزی حکومت کے ساتھ ملحق نہیں کیا جا سکا۔ ان علاقوں میں بھی لاکھوں آدمی آباد ہیں۔

در میں نے دیکھا کہ کمیونسٹ پارٹی کا جنرل سکرٹری لوفو، ریڈ اکاڈمی
کا صدر لن پی آؤ، فنانس کمشنر لن پاؤ چو، سوویٹ گورنمنٹ کا صدر ماؤ اور
دوسرے اعلیٰ حکام اور اُن کی بیویاں اس مجمع میں موجود ہیں اور یہ سب
لوگ بھی دوسروں کی طرح گھاس پر بیٹھے ہوئے ہیں۔

چھریرا بدن ہونے کے باوجود ماؤ نہایت مضبوط اور تندرست ہے اور کسی قسم کی جسمانی یا دماغی محنت اُسے مضمحل نہیں کرتی چین کے مزدور اور کسان اُس سے بیحد محبت کرتے ہیں۔ لیکن اس محبت میں روحانی عقیدتمندی یا اکابر پرستی (ہیرو ورشپ) کے جذبہ کو دخل حاصل نہیں۔ حتیٰ کہ لوگ جب اس کا ذکر کرتے ہیں تو "ہمارا قائد اعظم" کی ترکیب بھی استعمال نہیں کرتے بلکہ "ہمارا چیئرمین" کہہ دینا ہی کافی سمجھتے ہیں۔

علم اور سیاسی دور بینی

ماؤ اگرچہ نہایت سیدھا سادہ شخص نظر آتا تھا لیکن علمی اعتبار سے اس کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ وہ مطالعہ کا بیحد شوقین ہے چینی ادبیات عالیہ کا فاضل اور بہت اچھا مقرر ہے۔ اُس نے تاریخ اور فلسفہ کا گہرا مطالعہ کیا ہے۔ اس کی یادداشت غیر معمولی طور پر اچھی ہے۔ نیز دُور بینی اور معاملہ فہمی کا یہ حال ہے کہ بڑے سے بڑے اور مشکل سے مشکل معاملہ کو ذرا سی دیر میں حل کر لیتا ہے۔ اگرچہ وہ اپنے ذاتی معاملات میں بے پروا واقع ہوا ہے لیکن جہاں تک جماعتی اور قومی فرائض اور ذمہ داریوں کا تعلق ہے ان میں وہ ذرا سی غفلت اور بے پروائی کو بھی دخل نہیں دیتا مسلسل محنت کرتے

لینے کا عادی ہے اور سیاسی نیز فوجی اعتبار سے اس کی دانشمندی اور واقفیت مسلّمہ ہے۔ حتیٰ کہ جاپان کے بعض فوجی ماہر اور سیاسی مدبّر ماؤ کو چین کا قابل ترین فوجی ماہر تصوّر کرتے ہیں۔[1]

۱؎ ۱۹۴۱ء کے آخر میں جب جاپان نے ریاستہائے متحدہ امریکہ اور برطانیہ کے خلاف اعلانِ جنگ کر کے ایشیا اور بحرالکاہل کے بہت سے علاقوں پر قبضہ کر لیا تھا تو برطانیہ کے وزیرِ اعظم مسٹر چرچل نے برطانوی دارالعوام میں ایک تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ ہمیں اس بات کا یقین نہیں تھا کہ جاپان ہماری اور ریاستہائے متحدہ کی متحدہ اور مشترکہ قوت کے مقابلہ میں اعلانِ جنگ کرے گا۔ اسی لئے ہم نے مشرقِ بعید میں اپنے مقبوضات کے استحکام اور مدافعت کا کوئی معقول انتظام نہیں کیا تھا لیکن ۱۹۳۶ء کے آغاز میں جب مشرقِ بعید اور بحرالکاہل کی موجودہ لڑائی کا تو ذکر ہی کیا ہے چین اور جاپان کے درمیان بھی لڑائی نہیں چھڑی تھی ماؤ سی تنگ نے چین اور جاپان کی لڑائی کے سلسلہ میں مسٹر ایڈگر سنو کے بعض سوالات کے جواب میں جن خیالات کا اظہار کیا تھا اُن میں سے بعض اہم سوالات اور اُن کے جوابات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ جن کے مطالعہ سے ماؤ کی سیاسی بصیرت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

س ۱۔ چین جاپان کو کن طریقوں سے شکست دے سکتا ہے۔

ج۔ تین طریقوں سے ہمیں اپنی کامیابی کا پورا یقین ہے۔ اول یہ کہ چین میں متحدہ قومی محاذ

(باقی حاشیہ کے لئے دیکھو صفحہ ۲۳۱)

شاعر اور مصنّف

ان تمام خوبیوں کے علاوہ ماؤ ایک زبردست صاحبِ قلم اور شاعر بھی ہے۔ چنانچہ سرخ فوج کے طویل سفر کے دوران میں اُس نے جو نظم لکھی تھی اُس کے مندرجہ ذیل ترجمہ

قائم ہو جاتے۔ دوسرے جاپانی شہنشاہیت کی تمام مخالف طاقتیں ایک عالمگیر متحدہ محاذ بنالیں۔ اور تیسرے وہ تمام لوگ جو اس وقت جاپانی شہنشاہیت کی گرفت میں پھنسے ہوئے ہیں انقلابی سرگرمیاں شروع کردیں۔

س۔ اگر یہ لڑائی شروع ہو گئی تو آپ کے خیال کے مطابق کتنے عرصہ تک جاری رہے گی؟

ج۔ جنگ کے جلد یا بدیر ختم ہونے کا معاملہ، چین کے متحدہ محاذ کی قوت، چین اور جاپان کے حالات، جاپان میں انقلابی عناصر کی ترقی کی رفتار، اور اس امداد کی کمی یا زیادتی پر منحصر ہے جو اس وقت چین کو ان کے بیرونی دوستوں کی طرف سے دی جائے گی۔ اگر چین کا قومی محاذ ہر پہلو سے مستحکم اور مضبوط ہوا، اگر ان ممالک کی طرف سے جنہیں خود جاپانی شہنشاہیت کی ترقی سے شدید خطرات لاحق ہیں چین کو معقول امداد ملی اور اگر جاپان میں جلد ہی انقلاب برپا ہو گیا تو لڑائی جلد ختم ہو جائے گی لیکن اگر یہ صورتیں رونما نہ ہوئیں تو جنگ کا زمانہ طویل ہو جائے گا۔ اس صورت میں ہمیں بہت زیادہ قربانیاں کرنی پڑیں گی اور یہ زمانہ تمام دنیا کے لیے سخت تشویش اور تکلیف کا زمانہ ہوگا لیکن دونوں صورتوں میں فتح چین ہی کو

(باقی حاشیہ کے لئے دیکھو صفحہ ۲۳۲)

سے اُس کی شاعرانہ قابلیت کا اندازہ ہو سکے گا وہ کہتا ہے :-

سرخ فوج طویل سفر کی زحمتوں سے نہیں گھبراتی بلکہ وہ

پہاڑوں کی اونچی اونچی چوٹیوں اور چوڑے تیز رفتار دریاؤں کو عبور کرنا کھیل تصور

کرتی ہے۔

کوہستان لیانگ کا ناہموار سلسلہ اور

کوہستان مینگ کے ارد گرد پھیلا ہوا سبزہ زار

دریائے گولڈ سینڈ کی چٹانوں سے ٹکرانے والی بے قرار لہریں اور

دریائے تاؤ کی خون کو منجمد کر دینے والی سردی

پھر کوہ من شان پر میلوں تک پڑا ہوا دلکش برف

جب یہ سب چیزیں گذر گئیں تو تینوں فوجیں مسکرانے لگیں۔

حاصل ہو گی۔

س۔ سیاسی اور فوجی اعتبار سے یہ جنگ کیا رخ اختیار کر سکتی ہے ؟

ج۔ اس سوال کا جواب حاصل کرنے کے لئے دو باتوں کا سمجھ لینا ضروری ہے۔ اول یہ کہ

اس وقت غیر ملکوں کی حکمت عملی کیا ہو گی اور دوسرے یہ کہ چینی فوجیں لڑائی کا کونسا طریقہ

اختیار کریں گی۔ جاپان نے عظیم ایشیا میں جس حکمت عملی کو اختیار کرنا چاہتا ہے وہ ظاہر ہے۔

جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جاپان کو چین میں سیاسی یا اقتصادی مراعات یا اس ملک کے کچھ علاقے

(باقی حاشیہ کے لئے دیکھو صفحہ ۲۳۳)

مکان، خوراک اور لباس

ماؤ کی سادگی لوگوں کے ساتھ اُس کے معاملات تک ہی محدود نہیں بلکہ ہر

دے کہ اُس کی پیش قدمی کو روکا جا سکتا ہے وہ بیوقوفوں کی جنت میں رہتے ہیں نانکنگ اب تک اس حکمت عملی پر کاربند رہ کر سخت غلطی کرتا رہا ہے اور اس کی یہ غلطی مشرقی ایشیا کے نقشہ پر نظر ڈالنے سے واضح ہو جاتی ہے۔

ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ شمالی چین ہی پر نہیں بلکہ جاپان زیریں یانگ ٹزی کی وادی اور چین کے جنوبی بندرگاہوں پر بھی قبضہ کر لینا چاہتا ہے اور یہ بات بھی واضح ہے کہ جاپان کا بحری بیڑہ چین کو محصور کرنے کے لئے جزائر فلپائن۔ سیام (تھائی لینڈ) انڈوچائنا، اور ڈچ ایسٹ انڈیز پر قبضہ کر لینے کے لئے بے چین ہے۔ جنگ کے زمانہ میں جاپان، برطانیہ، فرانس (جرمنی کے مقابلہ میں فرانس کی شکست اور اس کا محوری حکومتوں کے ساتھ اتحاد ایک ایسا واقعہ ہے جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا اس لئے ماؤ نے جہاں کہیں فرانس کا ذکر کیا ہے وہاں اسے اتحادیوں میں شامل کرتے ہوئے جاپان کا دشمن اور چین کا دوست ظاہر کیا ہے) اور امریکہ کی جاپان سے علیحدہ کرنے نیز جنوبی بحرالکاہل کو پورے طور پر اپنے قبضہ میں رکھنے کے لئے ان مقامات کو اپنے فوجی مرکز بنائے گا اور بحری بری اور ہوائی فوجیں ایک دوسری کو کامیاب بنانے کے لئے مل کر

(باقی حاشیہ کے لئے دیکھو صفحہ ۲۳۴)

کام اور سرگرمیوں میں ان کی زندگی کی یہ خصوصیت صاف طور پر نظر آتی ہے چنانچہ ان
کی رہائش کے سلسلہ میں ایڈگر اسنو کا بیان ہے کہ

مل کر کام کریں گی۔

بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ اگر جاپان بعض اہم مقامات پر قبضہ کر کے چین کو محصور کر لینے میں کامیاب ہو گیا تو چین کے لئے لڑائی جاری رکھنا ناممکن ہو جائے گا۔ یہ خیال کرنا حماقت ہے اس کی تردید کے لئے چین کی سرخ فوج کا حوالہ دے دینا کافی ہوگا۔ سرخ فوج کو ایسے بہت سے مواقع پیش آئے ہیں جب اُس کے مقابلہ میں کومن ٹانگ کی فوجوں کی تعداد دس دس اور بیس بیس گنی زیادہ ہوتی تھی۔ اسلحہ کے اعتبار سے کبھی ہم کومن ٹانگ کے سپاہیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ اُن کے اقتصادی ذرائع بھی ہم سے زیادہ اور بہتر تھے اور انہیں باہر سے مادی امداد بھی حاصل ہوتی رہتی تھی پھر کیا وجہ ہے کہ سرخ فوج برابر کامیاب ہوتی رہی؟ اور آج وہ نہ صرف زندہ ہی ہے بلکہ اس کی قوت میں بھی زبردست اضافہ ہو گیا ہے اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ سوویٹ گورنمنٹ اور سرخ فوج نے اپنے زیر اثر علاقوں میں ایسا اتحاد پیدا کر دیا تھا جس کو توڑنا بڑا ہی ناممکن تھا۔ ہر شخص اپنی حکومت پر حملہ کرنے والوں کے خلاف لڑنے کے لئے تیار رہتا تھا اور ہر شخص سمجھ بوجھ کر ایسے حقوق اور ان اصول کی حفاظت کے لئے لڑتا تھا جن کی صداقت پر اُسے یقین تھا۔ دوسرے اس جدوجہد میں عوام کی رہنمائی وہ لوگ کرتے تھے جو قابلیت، عزم، استقلال اور ہمت کی خوبیوں کے حامل تھے اور

(باقی حاشیہ کے لئے دیکھو صفحہ ۲۳۵)

دو ماؤ کی قیام گاہ جس میں وہ اور اس کی بیوی دونوں رہتے تھے صرف دو کمروں پر مشتمل تھی۔ کمروں کی دیواروں پر نقشے آویزاں تھے اور اس چھوٹے سے گھر میں اگر کوئی امیرانہ چیز نظر آتی تھی تو وہ ایک مچھردانی تھی۔ اس ایک چیز کے علاوہ ماؤ کا طرز رہائش سرخ فوج کے ایک سپاہی سے بہتر نہیں تھا۔"

انہیں معلوم تھا کہ سیاسی فوجی اور اقتصادی ضرورتوں کے لحاظ سے انہیں کس وقت کیا کرنا چاہیئے۔ سرخ فوج کو بہت سے ایسے موقعوں پر بھی فتوحات حاصل ہوتی ہیں جب سرخ سپاہیوں کی تعداد پچاس پچاس اور سو سو سے زیادہ نہیں تھی لیکن صرف اس لئے کہ ان کا ایماندارانہ طرز عمل دشمن کے سپاہیوں کو بھی ان کا دوست بنا دیتا تھا۔ اور سپاہیوں کی طرح عام شہری باشندے بھی اُن کے عزم اور عمل سے متاثر ہوتے تھے۔ بلاشبہ ہمارے دشمن فوجی اعتبار سے بہتر طریقہ پر مسلح اور تربیت یافتہ تھے لیکن سیاسی نقطہ نظر سے ان میں زندگی کی کوئی حرکت اور علامت موجود نہیں تھی۔

جاپان کے ساتھ برسرِ جنگ ہونے کی صورت میں اہل چین کو ان آسانیوں کے مقابلہ میں کہیں زیادہ آسانیاں حاصل ہونگی جو سرخ فوج کو کومن ٹانگ کے مقابلہ میں حاصل تھیں۔ پھر چین ایک بہت بڑا ملک ہے اور اُسے اس وقت تک شکست خوردہ اور مفتوح نہیں کیا جا سکتا جس وقت تک دشمن اُس کے چپہ چپہ پر بزور شمشیر قبضہ نہ کر لے

(باقی حاشیہ کے لئے دیکھو صفحہ ۲۳۶)

سرخ چین اور سرخ فوج کی دس سال تک رہنمائی کرنے اور سینکڑوں زمینداروں اور سرکاری افسروں کی جائداد اور مال و اسباب کو ضبط کرنے کے باوجود ماؤ کے پاس ایک کمبل اور چند ذاتی چیزوں کے علاوہ جن میں اس کی دو سوتی وردیاں بھی

اگر جاپان ہمارے ملک کے ایسے علاقوں پر قبضہ کرنے میں کامیاب بھی ہو جائے جن کی آبادی سو یا دو سو ملین ہو تب بھی شکست ہم سے بہت دور ہو گی کیونکہ اس صورت میں جاپان کے مقبوضہ علاقوں میں ایسے لوگوں کی ایک بڑی تعداد باقی رہے گی جو پوری قوت کے ساتھ جاپانیوں سے لڑتے رہیں گے۔

جہاں تک سامان جنگ کا تعلق ہے جاپان سامان جنگ تیار کرنے والے ہمارے ان کارخانوں پر جو اندرون ملک قائم ہیں کبھی قبضہ نہیں کر سکتا۔ یہ کارخانے ہماری فوجوں کو مسلح کرنے کے لئے برسوں تک اسلحہ مہیا کرتے رہ سکتے ہیں۔ پھر وہ ہمیں اسلحہ اور گولہ بارود چھین لینے سے بھی نہیں روک سکتا۔ اس آخری طریقہ پر عمل کر کے آج سرخ فوج سفید فوجوں ہی کے اسلحہ سے مسلح ہے اور گذشتہ نو سال تک یہی فوجیں ہمارے لئے اسلحہ اور گولہ بارود فراہم کرتی رہی ہیں۔ جاپان کے مقابلہ میں اگر ہماری پوری قوم متحد ہو گئی تو ظاہر ہے کہ یہ طریقہ کار اور بھی کامیاب اور مفید ثابت ہو گا۔

بلاشبہ اقتصادی اعتبار سے چین کی حالت قابل اطمینان نہیں لیکن اس معاملہ میں ہماری یہ کمزوری بھی جاپان کے مقابلہ میں ہمارے لئے مفید ہے۔ مثال کے طور پر یوں سمجھنا چاہئے کہ نیو یارک کو امریکہ سے الگ کر دینے کے بعد جس قدر نقصان امریکہ کو پہنچ سکتا ہے اس قدر نقصان

(باقی حاشیہ کے لئے دیکھو صفحہ ۲۳۷)

شامل ہیں اور کچھ نہیں اور اگرچہ وہ سرخ فوج کے کمانڈر کے عہدہ پر ممتاز اور سنٹرل سوویٹ گورنمنٹ کا چیئرمین ہے لیکن وہ اپنے کوٹ کے کالر پر ان دو سرخ فیتوں کے علاوہ جو سرخ فوج کے سپاہیوں کا نشان ہے اور کوئی نشان نہیں لگاتا۔

شنگھائی کو چین سے الگ کر دینے کے بعد چین کو نہیں پہنچ سکتا۔ اس کے علاوہ جاپان کے لئے پورے چین کو محصور کر لینا ناممکن ہے۔ چین کی شمالی مغربی، جنوبی مغربی اور مغربی اطراف کے راستوں کو بند نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ جاپان ابھی ایک بحری طاقت ہے (موجودہ لڑائی میں امریکہ اور برطانیہ کے مقابلہ میں جاپان کو جو کامیابیاں حاصل ہوئی ہیں ان کے پیش نظر شاید ماؤ کے بیان کے اس حصہ کو غلط سمجھا جائے لیکن حالات پر غور کرنے کے بعد اس کی صحت واضح ہو جاتی ہے۔ اس سلسلہ میں دو باتوں کو خصوصیت کے ساتھ یاد رکھنا چاہئے۔ اول یہ کہ ماؤ نے یہ خیالات ۱۹۳۶ء میں ظاہر کئے تھے اور جاپان نے برطانیہ اور امریکہ کے خلاف ۱۹۴۱ء میں اعلانِ جنگ کیا۔ اس طرح اسے اپنی بری قوت کو منظم کرنے کے لئے پانچ سال کی مدت مل گئی۔ دوسرے ماؤ کے اس بیان کا یہ مطلب نہیں سمجھنا چاہئے کہ ۱۹۳۶ء میں جاپان بری قوت سے بالکل محروم تھا۔ جاپان کو بحری طاقت قرار دینے سے ماؤ کا مفہوم یہ تھا کہ جاپان کی بری قوت کے مقابلہ میں اس کی بحری قوت زیادہ ہے۔ چنانچہ مشرق بعید میں اسے جو کامیابیاں حاصل ہوئی ہیں وہ اس کی بحری قوت ہی کی بدولت حاصل ہوئی ہیں۔) اس طرح ایک مرتبہ پھر ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ جاپان سے مقابلہ کے لئے سب سے بڑی چیز یہ ہے کہ چینی قوم متحد ہو کر جاپان کے ساتھ مسلح مقابلہ کی تیاریاں کرے۔

(باقی حاشیہ کے لئے دیکھو صفحہ ۲۲۱)

ماؤ کی خوراک بھی دُوسرے لوگوں سے کچھ بہتر نہیں ہوتی، البتہ ہونان کا باشندہ ہونے کی وجہ سے وہ مرچ ضرور استعمال کرتا ہے۔ اس سلسلہ میں مشہور ہے کہ ماؤ نے مرچ کھانے والی قوموں کے متعلق ایک نظریہ قائم کیا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ

س۔ کیا آپ کا خیال ہے کہ چین اور جاپان کی جنگ کے زمانہ میں جاپان میں انقلاب برپا ہو جائے گا؟

ج۔ جاپان میں انقلاب برپا ہو جانا ممکن ہی نہیں بلکہ یقینی امر ہے اور جس وقت بھی جاپانی فوج کو کوئی زبردست شکست ہوئی اسی وقت سے انقلابی عناصر بھی سرگرم عمل ہو جائیں گے۔

س۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آؤٹر منگولیا اور سوویٹ روس بھی جنگ میں شریک ہو کر چین کی مدد کریں گے اور اگر ایسا ہوگا تو کس طرح؟

ج بلاشبہ سوویٹ روس ایسا ملک نہیں جو دنیا کے دوسرے ملکوں میں رونما ہونے والے حالات سے خود کو بے تعلق رکھے۔ وہ مشرق بعید کے حالات کو نہ تو نظر انداز کر سکتا ہے اور نہ انہیں دیکھ کر خاموش بیٹھ سکتا ہے۔ اس حال میں سوویٹ روس کے لئے صرف دو ہی صورتیں ممکن ہیں اول یہ کہ وہ چین کو غلام بنتا ہوا دیکھ کر جس کی غلامی کے بعد جاپان روس پر نہایت آسانی کے ساتھ حملہ کر سکتا ہے خاموش بیٹھا رہے۔ دوسرے یہ کہ وہ چین کی مدد کرے اور اہل چین کو جاپان کا غلام بن جانے سے بچا کر اُن کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کرلے ہمیں یقین ہے کہ سوویٹ روس دوسری صورت اختیار کرنا پسند کریگا ہمیں اس بات کا بھی یقین ہے کہ چین میں متحدہ قومی حکومت قائم ہو جانے کے بعد جب ہم جاپان کا مقابلہ شروع کرینگے

(باقی حاشیہ کے لئے دیکھو صفحہ ۲۳۹)

جو قومیں مار کھاتی ہیں اُن میں انقلاب پسندی کا جذبہ موجود ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر وہ اپنے صوبہ ہونان کو پیش کرتا تھا جو ہمیشہ چین کے انقلاب پسندوں کا مرکز رہا ہے۔ اس دعویٰ کی تائید میں وہ ہسپانیہ، میکسیکو، روس اور فرانس کا ذکر بھی

تو ہمارے ہمدرد ممالک میں سوویٹ روس ہی وہ پہلا ملک ہوگا جو ہمارے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کرے گا۔ جاپانی شہنشاہیت کی مخالفت ایک عالمگیر مقصد ہے اور امریکہ اور انگلستان کی طرح سوویٹ روس کے لئے بھی اس سے الگ رہنا ناممکن ہے۔

س۔ آپ کی رائے میں جنگی نقطۂ نظر سے کون سا طریقہ اختیار کرنا مناسب ہوگا؟

ج۔ زبردست قلعہ بندیوں، فوجوں کی باقاعدہ صف آرائیوں اور خندقوں کے ذریعہ سے کسی ایک مقام پر مقابلہ کرنے کی بجائے اگر ہم ایسی لڑائیاں لڑیں جن میں کوئی محاذ متعین نہ ہو بلکہ ہم جس جگہ مناسب سمجھیں نہایت ہوشیاری سے اپنی فوجوں کو جمع کر دیں، دشوار گذار علاقوں میں دشمن کا شدید مقابلہ کریں، بہت جلد حملہ کر دیں اور اگر ضرورت ہو تو بہت جلد ایک جگہ سے دوسری جگہ چلے جائیں اور کسی جگہ بہت جلد جمع ہو کر بہت جلد منتشر ہو سکیں تو جنگ کا یہ طریقہ زیادہ مفید ثابت ہوگا۔ میرا یہ مقصد نہیں کہ ہمیں کسی اہم مقام کی حفاظت کے لئے جم کر لڑنا ہی نہیں چاہئے البتہ میں مذکورہ بالا طرز جنگ کو اس لڑائی میں بنیادی طریقۂ جنگ تصور کرتا ہوں۔

جغرافیائی اعتبار سے جنگ کا میدان اتنا وسیع ہے کہ ہمارے لئے جاپان کی سست رفتار جنگی قوت کا باقاعدہ مقابلہ کر کے اسے نقصان پہنچانا ناممکن بات نہیں لیکن کسی چھوٹے سے محاذ جنگ پر ایک یا دو اہم مقامات کی حفاظت کے لئے اپنی تمام قوتوں کو اس خیال سے جمع کر دینا

(باقی حاشیہ کے لئے دیکھو صفحہ ۲۴۰)

کیا کرنا تھا۔

ایک روز ماؤ اور اس کے کئی ساتھی کھانا کھا رہے تھے کہ ماؤ نے اُن کے سامنے بھی اپنا نظریہ بیان کیا لیکن ایک شخص نے اس کی تردید کرتے ہوئے اطالیہ کے لوگوں

کہ اس طرح دشمن کو تھکایا جا سکے گا ان تمام آسانیوں سے محروم ہو جانا ہے جو ہمیں اپنے جغرافیائی حالات اور اقتصادی تنظیم کی بدولت حاصل ہو سکتی ہیں۔ اور اگر ہم نے ایسا کیا تو ہمارا یہ فعل ایسی ہی تباہ کن غلطی ہوگی جیسی کہ ابی سینیا کی لڑائی میں کی جا چکی ہے۔ جنگ کے ابتدائی دور میں ہمیں بڑی بڑی اور فیصلہ کن لڑائیوں کو ٹالتے رہنا چاہیئے تاکہ آہستہ آہستہ دشمن کی ہمت پست اور لڑائی کی قوت کم ہو جائے اور اس کے فوجی نظام میں ابتری پھیل سکے۔ اس بات کے علاوہ کہ ابی سینیا کے لوگ سیاسی اعتبار سے اندرونی طور پر کمزور تھے اُن سے ایک بہت بڑی غلطی یہ بھی سرزد ہوئی کہ انہوں نے اطالوی فوجوں کو روکنے کے لئے اپنی ساری قوت کو ایک ہی محاذِ جنگ پر جمع کر دیا اور اس طرح دشمن کی بہتر تربیت یافتہ، منظم اور مسلح فوج کو اس بات کا موقعہ مل گیا کہ وہ اس پر بموں، توپوں اور زہریلی گیس سے حملہ کر کے اسے کمزور کر دے۔

باقاعدہ فوج کے علاوہ ہم کسانوں کی بے قاعدہ فوج اور گوریلا دستے بھی بنا رہے تھے جن میں شامل ہونے والے لوگ مسلح ہونے کے علاوہ سیاسی اعتبار سے بھی بیدار ہونگے اور اپنے رہنماؤں کے ماتحت ہر لمحہ جاپانیوں کو اس قدر پریشان رکھیں گے کہ انہیں وقت ہی اس پریشانی سے نجات دلا سکے گی۔ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ یہ جنگ چین ہی کی سرزمین پر

(باقی حاشیہ کے لیئے دیکھو صفحہ ۲۴۱)

کی مثال پیش کی جو فرج اور پسن کھانے کے باوجود امن پسند ہوتے ہیں - اس بات کو
مسٹر کرماؤ نے ہنستے ہوئے اپنی شکست کا اعتراف کر لیا -

پیدا ہو گی جس کا مطلب یہ ہے کہ جاپانی ہر وقت دشمنوں میں گھرے رہیں گے - انہیں اپنی
خوراک کا تمام سامان ساتھ رکھنا پڑے گا - اس کی حفاظت کرنی ہو گی، آمد و رفت اور خبر
رسانی کے تمام وسائل کے لئے معقول انتظامات کرنے پڑیں گے اور جاپان نیز منچوریا میں بہت
زیادہ فوجیں رکھنی ہونگی - اس طرح جاپانی فوجوں کے لئے بہت سے لپیٹے کام پڑ جائینگے
جن کی موجودگی لڑنے والی فوجوں کے لئے ہمیشہ تباہی کا باعث ہوا کرتی ہے - جنگ کے مذکورہ
بالا طریقہ کو اختیار کر کے ہمیں بہت تھوڑا سا نقصان اٹھا کر بہت سے جاپانی سپاہیوں کو
گرفتار اور اسلحہ، گولہ بارود اور جنگ کے دوسرے سامان پر قبضہ کرنے کا موقعہ بھی ملے گا -
اور اس طرح ایک وقت آئے گا جب اول تو مذکورہ بالا صورت سے ہماری قوت زیادہ اور دشمن کی
قوت کم ہو جائے گی - دوسرے غیر ملکی امداد سے ہمارے حالات بہتر ہو جائیں گے اور ہم سلی
کے ساتھ دشمن کا باقاعدہ طور پر مقابلہ کر سکیں گے -

چین اور جاپان کی طویل گھریلو اور مالی اعتبار سے بہت زیادہ نقصان دہ جنگ کی
وجہ سے جاپان کی اقتصادی حالت خراب اور بہت سی لڑائیاں لڑنے مگر ایک بھی فیصلہ
کن لڑائی نہ لڑ سکنے کے باعث جاپانی فوج کی ہمت پست ہو جائے گی - اس کے برعکس چین
کے بے شمار انقلاب پسند باشندے اپنی آزادی کو برقرار رکھنے کے لئے میدان جنگ میں
آنے کے لئے موجود ہونگے - یہ تمام امور اور ان کے علاوہ بہت سی دوسری باتیں جنگ پر

(باقی حاشیہ کے لئے دیکھو صفحہ ۲۴۲)

چند خصوصیات

ماؤ کو بہت کم موقعوں پر غصہ آتا ہے لیکن جب اُسے غصہ آجاتا ہے تو اُس کے لئے اُسے ضبط کرنا دشوار ہو جاتا ہے۔ اس کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ زمانۂ طالب علمی ہی سے انقلابی تحریکات میں شریک رہنے اور معمولی فوجی سپاہی سے سپہ سالار کے عہدہ تک پہنچ جانے کے باوجود وہ ایک مرتبہ کے علاوہ نہ تو کبھی گرفتار ہوا اور نہ زخمی حالانکہ

اثر انداز ہونگی اور آخر میں ہم اس قابل ہو جائینگے کہ دشمن کی مستحکم قلعہ بندیوں اور اہم فوجی مرکزوں پر فیصلہ کن حملے کرکے اُسے چین سے نکال دیں۔

ہم جن جاپانی سپاہیوں اور افسروں کو گرفتار کرکے غیر مسلح کریں گے اُن کے ساتھ ہمارا سلوک اچھا ہوگا ہم انہیں ہلاک نہیں کرینگے بلکہ انہیں اپنا بھائی سمجھیں گے اور ہماری کوشش ہوگی کہ جاپان کے پرولتاری (محنت کش اور اقتصادی اعتبار سے غریب لوگ) سپاہی جن کے ساتھ ہمارا کوئی جھگڑا نہیں ہمارے دوش بدوش کھڑے ہو کر جاپان کی فاشیت پسند حکومت کا مقابلہ کریں۔ فاشیت کے مخالف جاپانی سپاہی ہمارے دوست ہیں اور ہمارے اور اُن کے مقاصد میں کوئی فرق نہیں۔

اس کی موجودہ بیوی ہوزی ہین کے جسم پر کم از کم زخموں کے بارہ نشان موجود ہیں ماؤ سگریٹ بہت پیتا ہے حتیٰ کہ "طویل سفر" کے دوران میں اس کا ایک مشغلہ پینے کے تمباکو کی مختلف اقسام کی تحقیقات بھی رہا ہے

ماؤ کو کبھی چین سے باہر جانے کا موقعہ نہیں ملا اور جیسا کہ اُس کے حالات کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے اس کی پوری زندگی میدانِ جنگ ہی میں بسر ہوئی۔ اس کے باوجود موجودہ حالات کے متعلق اس کی واقفیت بہت وسیع ہے ۱۹۳۶ء میں جب مسٹر ایڈگر اسنو کو اس سے ملنے کا موقعہ ملا تھا اور دونوں کے درمیان دنیا کے سیاسی حالات پر جو گفتگو ہوئی تھی اُسے مختصراً یہاں درج کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے مسٹر ایڈگر اسنو لکھتے ہیں :-

"ماؤ کو دنیا کی تاریخ پر غیر معمولی عبور حاصل ہے اور وہ یورپ کے سیاسی اور معاشی مسائل کو صحیح طور پر سمجھتا ہے اُسے انگلستان کی لیبر پارٹی سے

۱؎ ماؤ کے والدین نے اس کی پہلی شادی بچپن ہی میں کر دی تھی لیکن اس رسم کی تکمیل کے بعد اس نے کبھی اپنی بیوی کی شکل بھی نہیں دیکھی۔ ماؤ کی دوسری شادی کا ذکر اُس کے حالات کے دوران میں کیا جا چکا ہے۔ دوسری بیوی کے مرنے کے بعد اُس نے ایک استانی سے شادی کر لی تھی۔ ماؤ کی موجودہ بیوی ابتدا ہی سے ایک پرجوش اور سرگرم کمیونسٹ تھی اور اب کمیونسٹ آرگنائزر کی حیثیت سے کام کرتی ہے۔

خاص دلچسپی ہے اور اس سلسلہ میں اُس نے مجھ سے جو سوالات کئے کچھ دیر کے بعد میں اُن کے جوابات دینے سے قاصر ہو گیا۔ میں نے محسوس کیا کہ وہ اس بات پر بہت متعجب ہے کہ ایک ایسے ملک میں جہاں مزدوروں کو رائے دینے کا حق حاصل ہے اب تک مزدوروں کی حکومت کیوں قائم نہیں ہو سکی۔ میرا خیال ہے کہ میرے جوابات اُسے مطمئن نہیں کر سکے .... صدر روزویلٹ کے متعلق اس کی رائے بہت دلچسپ ہے وہ روزویلٹ کو فاشزم کا مخالف سمجھتا ہے اور اس کا خیال ہے کہ چین ایسے شخص کے ساتھ تعاون کر سکتا ہے .... وہ ہٹلر اور مسولینی کو عطائی دوا فروش اور نیم حکیم سے تشبیہ دیتا ہے لیکن مسولینی کو نسبتاً قابل اور تاریخ سے واقف سمجھتا ہے اور ہٹلر کو سرمایہ داروں کا ایک بے جان آلۂ کار۔

ہندوستان، ریڈ انڈینز اور مذہب

ماؤ نے ہندوستان کے متعلق بہت سی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے اور اس ملک کے بعض سیاسی اور سماجی مسائل پر اپنی مستقل رائے رکھتا ہے۔ چنانچہ ہندوستان کی آزادی کے بارہ میں اس کا یقین ہے کہ جب تک اس ملک کے کسان انقلاب برپا نہیں کریں گے اسے آزادی نصیب نہیں ہو سکتی۔

امریکہ کے حبشیوں اور ریڈ انڈینز کے متعلق بھی اُسے اچھی خاصی واقفیت حاصل ہے اور ان لوگوں کے ساتھ جنوبی امریکہ کی بعض ریاستوں میں اب تک جو سلوک کیا جاتا ہے وہ اسے بے حد ناپسند کرتا ہے۔

ماؤ کسی مذہب کا پیرو نہیں لیکن وہ دوسروں کے کسی مذہبی عقیدہ یا عمل پر کوئی اعتراض بھی نہیں کرتا۔ اگرچہ اُسے کبھی بحیثیت کسان زمینداروں کے مظالم کا شکار نہیں ہونا پڑا لیکن اُسے زمینداروں سے شدید نفرت ہے۔ وہ ہمیشہ تیرہ یا چودہ گھنٹے کام میں مصروف رہتا ہے اور کبھی رات کے دو بجے سے پہلے بستر پر نہیں لیٹتا۔

نرم دلی

ایک سخت جان اور سخت دل فوجی ہونے کے باوجود ماؤ جب اپنے کسی مردہ یا بچھڑے ہوئے ساتھی کا ذکر کرتا ہے یا اُن واقعات کو بیان کرتا ہے جو ہونان کے قحط زدہ کسانوں کو پیش آئے تھے تو اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آتے ہیں۔

ایک مرتبہ لڑائی کے میدان میں اُسے ایک زخمی سپاہی نظر آیا جسے کپڑے کی شدید ضرورت تھی۔ ماؤ نے اپنا کوٹ اُتار کر اُس سپاہی کو دے دیا۔ ایک اور موقعہ پر جب سرخ فوج کے سپاہیوں کے پاس جوتے نہیں تھے اُس نے بھی جوتا پہننے سے انکار کر دیا اور اس وقت تک ننگے پیر پھرتا رہا جس وقت تک تمام سپاہیوں کے لئے جوتے مہیا نہیں ہو گئے۔

نپولین لینن اور ماؤ

دنیا کی تاریخ میں کچھ نام ایسے بھی ہیں جن کے حاملین کے متعلق تاریخی واقعات کی روشنی میں یہ دعویٰ کرنا بے جا نہیں ہوگا کہ اگر وہ دنیا میں پیدا نہ ہوتے تو آج تاریخی حالات کا رخ بالکل بدلا ہوا نظر آتا۔ اس قسم کے افراد اگرچہ ہر صدی میں ایک یا دو سے زیادہ نہیں ہوتے لیکن ہوتے ضرور ہیں۔ مثال کے طور پر نپولین بونا پارٹ اور لینن کے نام پیش کئے جا سکتے ہیں۔ گذشتہ صدی میں ان زبردست نقصانات کے باوجود جو نپولین کی جنگی مہمات کی وجہ سے فرانس کے باشندوں کو اٹھانے پڑے اس نے فرانس کو نئی زندگی سے روشناس کرایا، جرمنی کے لئے متحد ہو جانے کی راہ پیدا کی اور ہسپانیہ میں مداخلت کر کے لاطینی امریکہ کو ہسپانیہ کی گرفت سے آزاد ہونے کا موقعہ بہم پہنچا دیا اور اس طرح تاریخی واقعات کے رخ کو یکسر تبدیل کر دینے کا موجب بنا۔ بلاشبہ ان اہم واقعات میں کچھ ایسے بھی ہیں جن کے رونما ہونے کو خود نپولین بھی ناپسند کرتا تھا لیکن ان واقعات کے رونما ہونے کے باوجود اس کی زندگی کی اس خصوصیت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

اس صدی کے آغاز میں لینن کی وجہ سے دنیا کے تاریخی واقعات کے رخ میں جو تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں وہ آج ہمارے سامنے ہیں۔ جن لوگوں نے انقلاب روس کی تاریخ کا مطالعہ کیا ہے وہ اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ سکتے

ہیں کہ اگر رُوس میں لینن پیدا نہ ہوتا تو گذشتہ جنگِ عظیم کے بعد بھی اس ملک کا شمار دنیا کے پس ماندہ اور غیر ترقی یافتہ ممالک میں ہوتا اور آج رُوس کے باشندے جس ہمت، استقلال اور بہادری کے ساتھ انسانی ترقی اور خوشحالی کے قوی اور خوفناک ترین دشمن، یعنی نازیوں اور فاشیوں کا مقابلہ کر رہے ہیں بصورتِ دیگر وہ بالکل ناممکن ہوتا۔

ماؤ سی تنگ کی زندگی کے حالات کا مطالعہ کرنے کے بعد اس کے متعلق بھی پوری ذمہ داری کے ساتھ یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ اگر چین میں ماؤ سی تنگ پیدا نہ ہوتا تو آج ایشیا کا نقشہ بالکل بدلا ہوا نظر آتا۔ چین کے بیشتر حصہ پر جاپان کا قبضہ ہوتا۔ آج اسے ریاستہائے متحدہ امریکہ اور برطانیہ کے خلاف جنگ جاری رکھنے میں جو دشواریاں پیش آ رہی ہیں وہ بہت بڑی حد تک پیدا ہی نہ ہوتیں اور برما کی بجائے جاپانی فوجوں کی اولین پیش قدمی شاید ہندوستان کی طرف ہوتی اسی قدر نہیں بلکہ جرمنی اور روس کے درمیان آغازِ جنگ کے بعد جاپان بھی رُوس کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیتا اور آج قومی آزادی اور انسانی مساوات کا یہ واحد مرکز دو طرف سے دشمنوں کے حملوں کا شکار بنا ہوا نظر آتا۔ لیکن نپولین اور لینن کی طرح ماؤ کے وجود نے بھی تاریخی واقعات کا رخ بدل دیا ہے اور موجودہ حالات ان حالات سے بالکل مختلف ہیں جو چین میں ماؤ کے نہ پیدا ہونے کی صورت میں رونما ہوتے۔

غرض کہ ماؤسی تنگ ایک ایماندار، حق گو اور اپنے خیالات پر مستقل مزاجی کے
ساتھ قائم رہنے والا شخص ہے اور اس کی زندگی کا ہر لمحہ چین اور چین کے
مزدوروں، کسانوں اور دوسرے پس ماندہ طبقوں کی فلاح و بہبود کے لئے
صرف ہوتا ہے۔

اُردو کے اشتراکی ادیب اسرار احمد صاحب آزاد

کی لکھی اور ترجمہ کی ہوئی

"سُرخ ادب"

کے سلسلہ کی کتابیں

سُرخ چین کا رہنما

چین کے کمیونسٹ رہنما ماؤ سی تنگ کی زندگی کے دلچسپ اور سبق آموز حالات جن کے مطالعہ کے بعد اس زمانہ کے چین کی پوری سیاسی تاریخ سامنے آجاتی ہے۔ قیمت تین روپیہ۔

سُرخ افسانے (زیر طبع)

روسی ادیبوں کے ان بہترین افسانوں کا جو موجودہ جنگ کے دوران میں لکھے گئے ہیں، دل پذیر اور شگفتہ ترجمہ۔ ان افسانوں کا مجموعہ دلوں کو حُبِّ وطن اور جوانمردی کے جذبات سے معمور کر دیتا ہے۔

سُرخ فوج (زیر طبع)

روس کی سُرخ فوج کے نام سے اس ملک کا کون شخص واقف نہیں۔ یہ کتاب اسی فوج کی مستند تاریخ ہے اور نہ صرف اردو زبان ہی میں یہ کتاب اپنی مثال پیش نہیں کر سکتی بلکہ خود روسی زبان میں ابھی سُرخ فوج پر اس سے بہتر کتاب موجود نہیں۔

سُرخ انقلاب (زیر طبع)

اردو زبان میں روس کے اس انقلاب کی کوئی تاریخ موجود نہیں جو کامریڈ لینن کی زیر قیادت اکتوبر ۱۹۱۷ء میں برپا ہوا تھا اور جس کی بنیاد پر قائم شدہ اشتراکی حکومت نے آج کامریڈ اسٹالن کی رہنمائی میں دنیا کی زبردست ترین فاشی طاقت یعنی جرمنی کو شکست دی ہے۔ یہ کتاب اردو ادب کی اس کمی کو پورا کر دے گی۔

سُرخ مسلمان (زیر طبع)

اس کتاب میں روسی مسلمانوں کے حالات مذکور ہیں اور اس بات پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ مذہب، معاشرت، تعلیم، تجارت اور صنعت و حرفت کے اعتبار سے زار کے زمانہ میں ان کی کیا حالت تھی اور آج اشتراکی نظام حکومت میں ان کا کیا حال ہے